

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمَوْلَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

(غالب)

تا زدیوانم که سرست نخن خورده شد : این می از قسط خرید را کهن خورده شد
کو کیم را در عدم اوج قبولی بوده است : شهرت شهرم به گیتی بعد از آن شده

کزار بار شاه

نصف لطیف است اعرار خیال و شیرین بهفت ال

عالم جناب الحاج خطیب قادر بادشاه صبا بادشاه مرحوم

رئیس انباری ضلع شالی آرکاٹ

برادر بزرگ جیالو آیین جنگ مولوی احمد صبا بهادری ایس ای چیف سکرری حضو نظام خطیب

مرتب

جناب محمد اسماعیل سیّد صاحب المتخلص به مستموم ساکن در پش
با تمام خاکسار خطیب محمد عبدالرشید عفی عنه فرزند مصنف مرحوم

۱۳۳۵

بِطَبْعَةِ الْمَطْبُوعَةِ الْکَرِیْمِ

فہرست مضامین گزراہوشا

۱۵۳	غزلیات	۱	دیباچہ از مرتب
۱۵۶	تاریخات مساجد	۱۰	دیباچہ اول از مصنف
۱۵۸	تاریخات متفرق تعمیرات	۱۳	دیباچہ دوم "
۱۵۹	تاریخات شادی	۱۴	حمد ماریتعالی جلثانہ
۱۶۳	تاریخات ولادت	۱۸	نعت رسول مشول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۶۷	تاریخات وفات	۵۷	غزلیات حسن و عشق
۱۷۵	تاریخات متفرق واقعات	۵۸	مسنزاد مصنیہ
۱۷۹	تاریخات کتب	۵۹	مدح خلفائے راشدین رض
۱۸۱	نظم اور قطعاً تاریخ جو متفرق دہائیں	۶۱	مدح اہل بیت رض
۲۰۰	تاریخات مساجد و مسجد گاہ	۶۵	مدح غوث الاعظم رض
۲۰۱	تاریخات شادی	۶۸	محسبات
۲۱۹	تاریخات ولادت	۷۱	مسند سن و ترجیع بند
۲۲۳	تاریخات بسم اللہ خوانی و تہان	۷۶	نصائح
۲۲۵	نظم و تاریخات وفات	۸۵	اشعار و غائب
۲۳۹	تاریخات کتب	۹۱	نظم ہک متفرق مفید قوم
۲۴۳	رباعیات	۱۳۱	تہنیت خیر مقدم حکام وقت ہمدرد ملت فیاض
۲۴۶	مضامین نشر	۱۵۰	معروضات رعایا بہ حکام وقت
۲۵۵	تقریبات و قطعات تاریخ طبع نسخہ ہذا		کلام فارسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سرانہ حمید آہی بن حندلیب خامہ بسجود ہے جسے گلزار سخن کو سرسبز و ساداب کیا اور نوح بشر
 کو اوس سے استفیذ فرمایا سحر حجر سے اوسکے مدح سرائی کی شان نمایان مرغانِ چین کی نغمہ سرائی میں ترزا
 جل جلالہ عیسٰی نوالہ نعمت رسولِ معلول بن زباں پیر کا کبار کہ کشتائی کرے جسے اپنے اعجاز سخن سے
 اقطع عالم کو سحر کر لیا اور اعدائے دین کو ابی سحر سیانی سے طبع بنا لیا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ جمعین۔
 اما بعد خاکسار خوشہ چین اربابِ علوم محمد مصطفیٰ بنعم اربابِ علم فن اور دلاوگان سخن کی خدمت میں عرض
 بردار ہے جو مکہ عرصہ دراز سے مجھے صنف رسالہ ہذا کی ہمبشی کا فخر حاصل ہے اور وہ میرے شفیق دوست
 اور میرے مونس و ہدم تھے لہذا اونکے پاکیزہ خیالات و نفیس جذبات سے میں جہدِ رمتاثر ہوا ہوں غالباً اوسکا
 ذکر یہاں بجا بہوگا نیز ادب کی طبع اور کو روشنی میں لانا ہی ایک ضروری امر ہے تاکہ ناظرین کو اونکے کلام کا موازنہ
 کرے جس سہولت حاصل ہوا کی پاک اور بے لوث زندگی کبھی ہو واجب میں صرف ہنوی مذہبی امور میں ایسے
 نہما تھے کہ دنیا سے غافل کی ذرہ بہر وقعت اونکے دل میں نہ تھی اگرچہ دنیا اونکے قدموں کے تلے تھی اور
 خدا نے اونکو مال و دولت سے سرفراز کیا تھا مگر وہ حب دنیا سے ہمیشہ متنفر تھے مستحقین کو ہمیشہ اپنے بدل
 و ایثار سے فائدہ پہنچانے تھے قومی کاموں میں بہت بڑا حصہ لیا کرتے تھے اور بہت سی انجمنوں کو ادب کی

بیش بہا تائید کا فخر حاصل ہے بلکہ شہر و انباری میں بعضے انجمنوں کا وجود بھی انہیں کے دم سے ظہور پذیر ہوا
صوم و صلوات کی پابندی انہیں دم تک قائم رہی اور انکا مزاج افراط و تفریط سے بری تھا نہ وہ دنیا نوسی خیالات
کے بزرگ تھے کہ پرانی لکیر کے فقیر بزرگ جدید تعلیم سے متفر ہیں اور نہ جدید خیالات سے ایسے متاثر کہ مذہب کو
خیر باد کہیں بلکہ خیر لکام اور وسطیہ اور انکا طغرانی امتیاز تھا مذہبی ضرورت اور انکے پاس مقدم تھی اور انکے
بعد بقدر ضرورت امور دنیوی کو اختیار کرنے اور انگریزی زبان حاصل کرنے میں چندان قباحت نہ تھی جسکا ثبوت
جایا اور انکے شعراء سے بیگانہ عجز و کسار کا جو ہر او کی طبیعت سے نمایاں تھا غرض خوشنودی خدایں اور انکی
عمر برہوی اور خوف خدا اور انکے دل میں جاگزین نہا چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

و

اے بادشاہ اسیدین یون تو بہت ہیں لیکن ہے حسن خانہ کی کافی اسید داری
نقرہ بابتین سال کا عرصہ ہوا کہ وہ جان بحق ہوئے خداوند کریم اور انکی پاک روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے
شعر و سخن میں وہ اعلیٰ درجہ کی بہارت رکھتے تھے ہر ہر شعر اور انکے دلی جذبات کا موقع ہے مذاق سخن
اور انکا فطری عطیہ تھا اس سے پہلے انکے دو دیوان شائع ہو کر بقیائے دوام کا شرف فیکٹ حاصل کر چکے ہیں
اور انکی شہرت عالمگیر ہے یہ انکے مفرق کلام کا مجموعہ ہے جو بعد وفات مصنف مرحوم ترتیب پایا جس میں ہر
کا مذاق اور سامان لچھی موجود ہے اس دیوان میں آپ تین قسم کے شعراء پائیں گے ایک تو وہ جس میں
بلند پروازی اور شوکت الفاظ کے ساتھ حسن بیان اور سلاست زبان کی شان نمایاں ہے دوسرے
اشعار وہ ہیں جس میں سلاست بیان کیساتھ استعارات بدیع اور حسن بندش کو سادگی کا لباس بھنا یا گیا ہے
اور وہ اعراق و غلو سے مبرا ہیں تیسرے اشعار وہ ہیں جس میں نہ بلند پروازی ہے نہ دراز کا تنجیل ہے نہ استعار
بدیع ہیں ہاں حسن بیان اور سلاست زبان کیساتھ عام فہم الفاظ میں صرف اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا
ہے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

و

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے بادشاہ کا شاعری سے ور نہ کیا ہے مٹھا
کلام فارسی ایک ہی سانچے میں ڈھلا ہوا ہے اور اسی دلاویزی میں کشش کھربانی کا اثر رکھتا ہے جس سے
مذاق سخن رکھنے والے حط و افراط ہاں سکتے ہیں آپ حیران ہونگے کہ اردو اشعار میں اسقدر تبدیلی کیوں واقع

ہوئی اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اونکے سوت خیالات میں کمی آگئی یا جدت طبع باقی نہ رہی بلکہ وہ جمع اصناف
 سخن پر قادر تھے اونکے خیالات زنی پذیر تھے اونکے جذبات کا دریا موجزن نہا باوجود اسکے اونکی نہ رو
 اونکی صدف شکاری پر پنی تھی اسلئے کہ وہ فرضی عشق کے پارینہ داستان کو غیر باوکہ چکے تھے اغراق و غلو
 سے طبیعت متنفر ہو چکی تھی یہ نہ کیسے عاشق نہ اونکا کوئی معشوق مگر شاعری کی بدولت فرضی سن و عشق کے
 انعامین ایک مدت تک زو طبیعت دکھایا گیا جس کا ثبوت اونکے اگلے دو دیوان سے مل سکتا ہے
 اگرچہ اوہن بھی نعتیہ شہکار کا ذخیرہ بہت کچھ ہے اور وہ بھی اپنی زالی سنان کیساتھ کیونکہ عشق حقیقی کا ذوق
 انکی طبیعت میں موجود تھا۔ خدا کی شان کہ اہی عالم شباب بانی تھا اور انکی طبیعت نے پلٹا کہاائی فرضی
 عشق کی فرسودہ داستان سے ثابت ہو گئے اور حمد کر لیا کہ سوائے حمد و ثناء اور نصائح کے کچھ نہ
 لکھ سکا جیسا کہ وہ خود جراتے ہیں۔

۵

حمد و ثناء ہو یا کوئی نصیحت ہو رستم بادشاہ کی نہ کوئی اور سخندانانی ہے
 اس عہد کو انہر وقت امت بنا یا اور خلاف عہد ایک لفظ بھی اونکی زبان تو سلم سے نہ نکلا مطبوعہ دیوان کے
 سوائے جعفر شہکار اس مذاق میں لکھے گئے تھے یا تو چاک کر دئے گئے یا ردی کے نندہ ہوئے۔
 بڑی تحس کے بعد وہ غزلیات جو ردی کی ٹوکری سے برآمد ہوئے نمونہ دارج کئے گئے غرض ایک خلیل
 مدت تک نعتیہ شہکار کا رنگ وہی تھا جس سے اونکی خصوصیت نمایاں ہوئی تھی جن کو میں نے پہلے قسم کے
 انہار میں بتا کر کہا ہے۔ لیکن چونکہ ابتدا سے اوپر مذہبی رنگ چڑھا ہوا تھا لہذا رفتہ رفتہ انہون نے دور از کار
 تغیل کو خیر باد کہہ دیا اور انداز بیان کو سادگی پر مقرر لکھ کر اغراق و غلو سے اپنے فہم کو باز رکھا انکی بحفیت دور از کار
 تغیل سے ایسی کہنیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ شعر کی غرض فوت ہو جاتی ہے بات وہی کہنی چاہئے جو کوئی مفید نتیجہ
 پیدا کر کے معمولی باتوں میں نتیجہ خیر مضامین سپا کرنا ہی شاعری کا ماہہ الامتیاز ہے دوسری بات جو
 اونکے دل میں پیدا ہوئی وہ یہ کہ رمانے الہی اور خوشنودی رسول کے احاطے سے مہم باہر نہ ہو
 چونکہ اونکے کلام کی شہرت فطاع ہند میں پھیل چکی تھی لہذا وہ اس خواہش سے بھی بے نیاز ہو چکے تھے
 بلکہ طلب شہرت سے متنفر ہو چکے تھے اپنے تازہ کلام کی بنیاد صدقت شاعری پر رکھی اور اغراق و غلو

سے اجتناب اختیار فرمایا وہ جانتے تھے کہ حسن کلام کو ان باتوں کی ضرورت نہیں چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

حُسنِ صہلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ
سادگی کو فخر ہے ہاکل مرے ہتھ پر

او کو اپنی صدفِ شعاری یقین نہا کہ وہ رنگ لائے
بے عزت رہی اور اب نہیں تو میرے بعد ضرور او کو

فروغِ حاصل ہو گا چنانچہ وہ خود فرمانے ہیں

بادشاہت فکر ہے کیا اگر نہیں اب فخر سخن
خلق کو میرے سخن کا ہے حذر میرے بعد

جنے جی فکد سخن موتی ہے کبھی شاہ
بعد میر ہو گئے سب میر کے سخن کے قدردان

قد سخی نہیں اب ای بادشاہ کیا غم
 یک روز فیتی ہو ہر ہر سخن ہمارا
 یہ کوئی پستہ بنگوئی تھی جو حرفِ صبح ثابت ہوئی اور لوگ اُن کے ہر سخن کی قدر کرتے ہیں نعتیہ شعرا کے
 ذوق کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی بادشاہ مجھ کو
کہاں رحمان تھا یوں نعتیہ شعرا سے پہلے

بادشاہ میں لکھنؤ کا کبھی نہ نعت نبی
سارے شہر میں اس نچے میں ٹنڈو لے
وہ اپنی تبدیلی خیالات کو بھی محسوس کرتے تھے اور جانتے تھے کہ کذب و غلو کے دلدادوں کو میرا طرزیان
بند نہ آئیگا مگر ان کو اس کی پروا نہ تھی چنانچہ متعدد اشعار میں اس کا ذکر ہے جس میں سے چند اشعار نقل کرتا ہوں
سادگی پر منحصر تیرا جن ہے بادشاہ
واقعی ہے بات لطیف بیان کچھ یہی نہیں

اعراق اور علو اور حدت نہیں ہے اس میں مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

لطف کیا اہل کلف کو لے اے بادشاہ
بے کلف بے تصنع ہے زراہر ایک سخن

مجھے معذور کہیں باغ سخن کے گلچین
پہول گر گزب غلو کے مرے دامائین

سخن بادستہ کا ہے بس سیدنا سادہ
یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے
غرض اذکو منظور نہ تھا کہ بوسیدہ خیالات کو اپنے دماغ میں جگمگہ دیکھائے ورنہ دہشلم کے دہنی تھے
خیال آفرینی میں وہ کسی سے کم نہ تھے وہ نہ صرف شاعر تھے بلکہ معزون نگاری میں بھی مدطوئی رکھتے تھے
وہ ناظم سربین ربان تھے تو شاعر جادو زبان بھی تھے جہانچہ اکثر مضامین اور کئے مختلف اجارات میں شائع
ہوا کرے ہے اور کئی تصنیف یادگار بادشاہ میں چند مضامین داخل کئے گئے ہیں۔ وہ نہ صرف فرضی
شاعری کو نرک کئے بلکہ اسی شاعری کی مذمت لکھنی شروع کر دی جس میں ان کے بہت سے شعرا موجود
ہیں پر شعر کو نصیحت کی گئی ہے کہ اسی شاعری سے باز آئیں اور کے چند تنہا جب ذیل میں
عشق جو سچا ہے شل و زرتین ہر عیا
عشق فرضی تو نمونہ ہے شب و بچو رکا

محبوب چھوڑ دو جو ٹھٹھانے
پڑ ہو تیرا آن اور سبر دیکھو

گیا وہ اگلا زمانہ و شاعری بھی گئی
قدیم طرز کو کیوں اختیار کرتے ہیں

ایسی بوسیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قابل
ایک سرِ موجدِ جاہم سے تسرعت ہو جائے
چھوڑ بنِ کلیخت وہ بوسیدہ خیالات
فرضی عشاق کو یا رب یہ ہدایت ہو جائے

کر دیجی محنت شاعر و تانفع ہو تم کو
بھلا کیا بادگے عشق تان میں مبتلا ہو کر

پاک وضعی عشق سے ہے بادشہ کی شاعری مجھے اے نگین مزا جو لطف کیا بانٹے آپ

بتو نیز نسیب اہن ہم خدا اپنے پیسہ پر کیا مہر دیکھ چھ اجارہ ہو نہیں

مجھے کیا کام فرضی عشق سے اور فرضی دہر سے بن سچا ہوں مجھے سچی محبت ہے پھر سے

ہم بن نیا نسیب ربی سب کو کیا ضرور فرضی تبون کے ناز جو بیا اوٹھاے

خیالی شاعروں سے دور مداحان حضرت ہیں بہتاق بنی اور وہ تبون کے متلا ٹھرے
تیسرے قسم کے شعار وہ ہیں جو اپنی خلاف جوہش اوں لوگوں کی درخواست برکھے گئے جو سخن شناس اور ذہنی
نقہ ان شعار میں نہایت بے تکلفی سے کام لیا گیا ہے جسکا ثبوت اوں کے مدرجہ ذیل شعار سے مل سکتا ہے
روکھا پھیکا ہے بادشہ کا سخن کیا جھے رنگ سکا محفل میں
ہتعارہ ہے نہ تشبیہ سخن میں تیرے بادشہ لطف سخن تو نے مگر چھوڑ دیا

ان تمام باتوں سے آپ متوجہ نہ کال سکتے ہیں کہ یہ اوں کا اغنیاری ام تھا ورنہ وہ بلند پروازی مکر میں کسی سے
کم نہتے غرض مختلف لمبا ئے کیلئے اوں کا مختلف کلام موجود ہے جس سے ہر مذاق کے لوگ استفادہ حاصل
کر سکتے ہیں۔ بخلاف اوں کے اگلے دو دیوان کے جو جملہ شعار ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں نعتیہ کلام
اوں کے رہا عشق پر تازیانی کا کام کیا اور عشق رسول کا رنگ ایسا چڑٹا کہ زیارت روضہ اطہر کے تمنا میں
وا رفتہ ہو گئے۔ اوں کے نعتیہ شعار بھی یا تقلیدی ہیں بلکہ مینابی عشق اور طلب صلوٰۃ کے جذبات سے لبریز ہیں
جو شتاقان سخن کے دلیر شتر کا کام کرتے ہیں غرض ایک قلیل مدت کے بعد وہ بڑے ارمان سے عازم
بیت اللہ ہوئے اور پھر روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اتنا ہے

سفر میں بہت سے استعارے جن جسمیں اوکے جذبات صادق کا اظہار ہے۔ مارگاہ نہوی میں کمال سورگداز
کیساتھ نغینہ شہار پڑ کر اپنی رقت قلب کا اظہار کئے ہیں جن میں محمود بن سبک کے سب وچ میں دیباچے میں
اوکی گنجائش نہیں ایک سفر نامہ ہی میں ہو کر تبلیغ ہو چکا ہے جو سفر حجاز کے نام سے موسوم ہے۔ ۹ ماہ کے
سفر کے بعد وطن کو محراب فرمائے اوکو لویہ خیال تھا کہ اپنا ولی مقصد یوراپہونکے بعد ول کو سکون حاصل ہوگا
مگر خلاف اوسکے اوکے جذبات کو چہرہ ہو گئی اتس عشق بھڑک اٹھی رشتہ صبر نامہ سے جا تارٹا اور نام مرگ
یہ پیشانی تھی کہ عوار رسول سے کیوں جدا ہوا اوسی قلم نے اوکو دوبارہ اس مہدس سفر پر آمادہ کیا۔ مگر فرس
کہ اوکی تباہی ہوئی اور حسرت اپنے ساتھ لگنے کیونکہ اوکا مزاج سخت علیل ہو گیا بارہا متونی لے آمادہ کیا۔
مگر مزاج جہانی نے باز رکھا۔ اظہار تباہی اور دوبارہ سنون زبانت میں جو شہار لکھے گئے ہیں وہ قابل دید ہیں
جسکے ملاحظہ سے ایک سچا مومن ترے بغیر نہیں رہ سکا منجملہ اون کے چند اشعار حسب ذیل ہیں ۱۰
خدا کے واسطے اب آجل تھی نہ سدی کر مدینے کی دوبارہ حسرت ویدار باقی ہے

دوبارہ جاکے جب پہنچوں مدینہ کرونگا نالہ و سر یاد کیا کبا

بلو الو پھر دوبارہ مدینے میں یا ہی ارمان بہت یہ باد تہ خستہ چاہیے

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اوسجا مرے مائے کیا پایا تھا ہم نے ہم کیا با تارٹا

ملک تیر میں مجھے آئے اگر خواب اجل میں کرونگا نالہ اپنے طالع بیدار پر

ضعیفی میں اے باد تہ غم ہی ہے رٹا میں نہ شیرب کو جانے کے قابل

ہر آن تیرے شوق زمارت میں یا بگنی سیما کے طرح ہے مرا بقرا دل

دوبارہ دیکھ لوں آنکھوں سے میں رو پیما کبر کوئی اریان بہن دین ہی اریان باقی ہر

میں مدینہ جا کے آیا مرا مدعا نہ پایا نہ تھے یغیب میرے کہ دنان مزار ہوتا

مجھے ہر یقین اس دم ترے در پہ پورائی مری زسیت کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوا

ان اشارے ادنیٰ دلی اضطراب اور حسرت کا اندازہ کر سکتے ہیں پیشتر او کو اپنا کلام ترتیب دینے کا خیال تھا اور نہ چند ان اس کی حفاظت کی گئی چیدہ چیدہ کاغذوں پر لکھا ہوا کلام کبھی کسی کاغذی کس میں ڈال دیا اور کبھی اس کو یوں ہی چھوڑ دیتے جو گم ہو جاتا غرض اس کا بہت سا کلام تلف ہو گیا باقی ماندہ کو شرف عین ترتیب دینے کا خیال پیدا ہوا۔ اپنے منتر کلام کو باقاعدہ فتر میں انھوں نے درج کرنا شروع کیا۔ دیا چہ ہی لکھا گیا نام بھی منجوز ہوا **گلزار بادشاہ** انہیں کا تجویز کیا ہوا نام ہے۔

جو سرور و نر پر لکھا گیا ہے کچھ پانچ صفحے لکھے گئے کہ سفر حج درپیش ہوا جس سے ترتیب دیوان کا کام ملتوی ہو گیا دوبارہ بعد زیارت روضہ مبارک پہر اس کی ترتیب میں مصروف ہوئے اور اس کا دوسرا دیا چہ ہی لکھا گیا مگر دو چار صفحے لکھنے نہ پائے کہ ضعف بصر میں مبتلا ہو گئے اس کے بعد قلیل عرصہ میں راہی عقبی ہوئے۔ کام پورا نہ ہوا تھا ہوا جن کا توں رنگیا اونکے لکھے ہوئے ہر دو دیا چہ درج کئے گئے ہیں بعد اونکے انتقال کے جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب نے بمصدق اس شعر کے مع

اگر پدر نتواند پس نہ نام کند۔ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ یہ مرحوم کے لائق اور اکلوتے فرزند ہیں۔ جو انوار سعادت سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ لباف اور فراست میں بھی مرحوم کے سچے جانشین ثابت ہوئے انہوں نے صرف ادنیٰ محفوظ کلام کو ترتیب نہیں دیا بلکہ غیر محفوظ کلام کو بھی فراہم کرنے میں جو جانفشانی ان سے ظہور پذیر ہوئی وہ مستحق داد اور سراورائیں ہے انہوں نے

مکان کا گوشہ گوشہ چھان ڈالا اور کتب خانے کے ہر ہر کتاب کی ورق گردانی کی گئی جس سے بہت سا کلام برآمد ہوا تجارتی کوٹھی کے رومی کاغذوں کا انبار بھی اونکے ماتھے سے نہ بچا اور وہاں سے ہی کچھ کلام دستیاب ہوا علاوہ اسکے پریس کتب اخبارات ماہواری رسالوں سے بھی کچھ کلام ملا جو اونکے پاس موجود نہ تھا شعرا اور مرحوم کے اصحاب سے بھی کچھ کلام فراہم کرنے میں کو ناہی نہ کی گئی بیرونجات کے اصحاب سے بذریعہ خطوط کچھ کلام منگوا گیا مرضِ کامل ایک سال تک کوئی کوشش اسی تھی جو باقی رکھی گئی ہو اور ان کے تاب ہوئے پہلے کا عشق کلام بالکل محفوظ نہ تھا بڑی سس کے بعد صرف دو غزلیں دستیاب ہوئیں جو درج رسالہ کی گئیں نثر مضامین سے صرف چار مضمون ملے جس میں دو مضمون نو محفوظ تھے اور دو رسالہ رنی تجارت مدراس سے نقل کئے گئے۔ الحمد للہ

کہ امون کے لائق فرزند کی محنت ٹھکانے لگی جو مرحوم کے روح کی خوشنودی کا باعث

ہے بیشک سعادتمند فرزندوں سے یہی امید کرنی چاہئے مع این کار از تو

آید و مردانِ چنین کنند ناظرین سے التجا ہے کہ اس سلسلے

سے استفادہ ہونیکے بعد مصنف مرحوم کو دُعائے

خبر سے یاد فرمائیں

دیباچہ از مصنف

افسوس کہ سنہ ۱۹۷۸ء میں جب کہ

محدثین بیان نعت رسول اللہ جان

بھجئے روح ہم پروردای بادشاہ

روز و شب ہر اک ساعت ہر زمان ہر اک آن

اما بعد بندہ ہیچران کج معجیان خاکسار و طبع فاجر بادشاہ متخلص بہ بادشاہ ارباب سخن کی

خدمت میں عرض رسا ہے نفل سکے کہ میں اس نسخے کی و تہ تصنیف بیان کر دوں سب سمجھتا ہوں کہ
کچھ اپنے حالات مجھلاؤ کہ اس سے موجودہ ناظرین کیلئے کوئی فائدہ مقصود نہیں بلکہ بعض لوگ
اسکو خود ستائی اور تعالیٰ پر محمول دلائل کے مگر میں انکو نصیب دلا نا ہوں کہ ہر گز ہر گز مبرا بہ مشائین ملکہ آئندہ
آنہو الی نسلیں اس سے مستفید ہونگی اسد نے مجھے اسکے بحر پر مجبور کیا ورنہ اسکی کوئی ضرورت نہ تھی میرا اور
میرے آبا و اجداد کا وطن و انبائیں ہے جو قلعہ و مدراس کے ضلع سلیم کی ایک بستی ہے جسکی آبادی از روئے
مردم شماری سرکار ۱۹۷۸ء سولہ ہزار ہے میرے حقیقی چچو تے برادر مولوی احمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایل
فی رمانا اعظم حضرت نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے سرکار میں معتمد سستی کے معزز عہدہ پرتین (۳۰۰۰) ہزار
روپیہ کے تنخواہ سے مامور ہیں سرکار نظام سے اوکے تعلق کی مدت تالی الا ن تقریباً ۱۸-۱۹ ہزار سال ہے
اسکے آگے دو ڈھائی سال تک برادر موصوف گورنٹ انگریزی میں ڈپٹی کلکٹر و میجر ٹیٹ کے خدمت سے ممتاز تھے
غرض اپنی خدا داد دیانت و لیاقت سے اسکا اس اعلیٰ درجہ بر فائز ہونا نہ فقط میرے لئے بلکہ میرے تمام اہل وطن کیلئے
باعث فخر ہے تحصیل زبان انگریزی میں انھوں نے جو کچھ محنت کی اسکا عمدہ ثمرہ انکو حاصل ہوا میرے آبا و اجداد
کا بنیہ خطاب و تضامات و تعلیم و تدریس تھا میرے والد ماجد حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب مدظلہ العالی نے
اس بنیہ سے قطع تعلق کر کے تجارت پارچہ آغاز کی۔ مدراس میں گونگ کلی مشہور ہے جس میں ہزاروں لاکھوں روپیہ کی
تجارت پارچہ ہوتی ہے اسکے بانی بانی میرے والد بزرگوار ہیں یعنی انھوں نے ۱۸۵۸ء میں پہلے وہاں تجارتی کوٹھی
فایم کی اگر اس مقام کی تجارت کو شل عمارت فرض کیجئے تو اسکا بنیادی پتہ گویا میرے والد ماجد کا رکھا ہوا ہے اسکا

ظلِ حیات میرے سر پر سپنہ ز قایم ہے خدا کرے کہ تادمِ زمیت یون ہی قایم رہے عمر کئی انٹی مال سے متجاو
 ہے خاصکر تجارتی ابواب میں جو مہارت اور تجربہ اونکو حاصل ہے اسکے تمام خاص و عام محترف بن میں بھی
 ابتدائے عمر سے تجارت کی طرف مائل یا شہر مدراس میں جناب ساہوکار الحاج قادیانی الدین صاحب مرحوم کے
 پارچہ کے کوٹھی میں چند سال تک شریک رہا بعد اُس کے ساہوکار موصوف اپنے حبیبِ اللہ خسر ملک التجار الحاج محمد شاہ
 صاحب مرحوم کے طرف سے کڑپہ میں خریدی نیل کے کپڑے بھر کر گئے اور مجھے بھی کڑپہ کو ہمراہ لگئے ہر سال نل
 بارہ لاکھ روپیوں کی نیل مان خرید کیجاتی تھی غرض ساہوکار مدوح کے تمام داد و ستد اور کاروبار کا میں ہی مسند
 تھا جو کچھ اونسے بطور کمیشن لانا ملتا تھا وہی میرا ذریعہ معاش تھا تین تیس سال تک میں اس کام پر مامور رہا جبہ پر پور
 مدوح کی نہایت درجہ کی شفقت تھی اور وہ میرے بڑے محسن تھے اونکے عمر کے اخیر حصہ میں تجارت نل میں بالکل
 کاٹکی آگئی اسلئے اُن سے قطع تعلق کر کے پھر مدراس کے اسی گڈنگ گلی میں جبکہ میرا والد ماجد نے تجارت
 یا جبکہ ابتدا کی تھی من نے ۱۸۹۷ء میں مختصر عرصہ پر ایک کوٹھی تجارت پارچہ کی اپنے نام سے کھولی ہے نہایت
 آٹھ سال سے کاروبار اسکا جاری ہے یون نو میرے مسند و اولاد کو سنی میں مضامین گھر میں مری ایک
 اٹھارہ سال کی دختر عن عالم شباب میں بعارضہ طاعون انتقال کی جبکہ داغِ مفارقت میرے دل پر تادمِ مرگ
 بانی بیگا دختر مذکور کے وفات کا قطعہ تاریخ اس نسخہ میں درج ہے فی الحال میرے دو اولاد ہیں ایک میری
 بڑی دختر جسکی شادی جناب ملک التجار الحاج محمد باوندناہ صاحب مرحوم کے فرزند محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب
 سے ۱۳۱۳ھ میں ہوئی اور دیکھ میں ہوئی خدا کے فضل و کرم سے اسکے اولاد بھی ہیں اور ایک میرا فرزند جس کا نام
 سرخورد از خطیب محمد عبدالرشید ہے جسکی شادی من نے سال گزشتہ کر دی تھی مادہ تاریخ پتلیخ خطیب عبدالرشید
 ہے علاوہ اردو اور فارسی کے انگریزی میں سرکوشن کے درجہ کی لباقت رکھتا ہے اور یہی بخاری کوٹھی کے
 کاروبار میں مصروف ہے جبکہ دکر ہو چکا ناظرین سے امید ہے کہ مجھے اور میرے اولاد کو دعائے خیر سے
 محروم نہ فرمائینگے تجارت پارچہ آغاز کرنے کے ایام میں مسکرو والد ماجد ایک عرصہ دراز تک معہ اہل و عیال
 مدراس میں اقامت گرین تھے میرا اور میرے رادر قومۃ القدر کے حکم کا ٹھکانہ مدراس میں منعقد ہوا
 ہم دونوں کی تعلیم و تربیت اسی مقام میں ہوئی یون تو عالم طفلی میں متعدد ہستادوں سے من نے سبق لیا تھا

مگر حاصل کجی سے فارسی درسی کتب میں نے طے کئے اور جن سے جن انشائیں نے حاصل کیا۔ اونکا اسم گرامی حضرت مولانا مولوی سید قاضی صاحب نور اللہ مدظلہ ہے حضرت ممدوح نواب کرناٹک کے مدرسہ عظم من شاہراہ سادہ تھے اور اونکو اعلیٰ درجہ کا فضل و کمال اور تجربہ و استعداد خدا نے عنایت کی مٹی من بے تاریخ ۱۵۱۲ ہجری ۱۲۳۲ ہجری حضرت شاہ محمد بن الدین حسینی حسینی القادری المعروف بہ حضرت صاحبو صاحب مدظلہ العالی ساکن دم ٹی مصل نواباؤر سے سلسلہ قادریہ میں سبقت کی چونکہ حضرت ممدوح کے والد امجد سے برے والد نے ہی سعیت کی تھی اور اکثر برے اجدادی ررگوں کا سلسلہ تبعث اؤکے ہی حامدان میں مدت مدید سے جاری ہے علاوہ اؤکے حضرت ممدوح کو میں نے علوم باطنی میں لیکھا۔ یا اؤکے ارشاد و ہدایت میں کوئی امر خلاف شریعت نظر نہ آیا اسلئے میرے دل نے اس شرف سے محروم رہا نہ چاہا میری عمری الحال باؤن سال کی ہے فوس کہ میں نے اپنے گران تا عمر کی کچھ فہرہ نہ کی نہ مجھ سے احکام آہی کی پوری تعمیل ہوئی نہ میں نے اپنے قوم کی غلے قدمے درے کوئی تائید کی بالکل میری عمر اس شعر کے مصداق رہی۔

بالکل میری عمر اس شعر کے مصداق رہی۔

دانی کہ برسمذ سبکو و سوار کیست

عمر عزیز باہست کہ بر باد می رود

ہاں کم سے کم تیس سال سے مجھے شعور و شعاعی کا شغلہ ہے اس شغلہ کے لطیفین جو نمایاں کام ہوا وہ یہی ہے کہ میں نے یہ من کتاب تصنیف کئے۔ دیوان بادشاہ۔ بادگار بادشاہ و جوہر خیال۔ یہ من کتاب وقتاً فوقتاً زبور طبع سے مزین ہو کر شائع ہو گئے علاوہ اسکے بعض بعض اوقات سرے قومی مقصد ضامین اور تائیدین بعض شمالی ہند کے احمارات۔ کررن گزٹ۔ کول۔ وطن میں اور جنوبی ہند کے اخبارات و تجرد کن نبر آصفی تحفہ قصیری نیرس الاخبار میں طبع ہوا کرنے بھ اب یہ چھٹی تصنیف ہے جسکو میں ناظرین پاکمن کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اسکا نام میں نے گلزار بادشاہ رکھا ہے اس نسخے میں ان تمام نظموں کو میں نے فراہم کیا ہے جو بعد طبع بادگار بادشاہ۔ و جوہر خیال موزون کئے گئے تھے اس میں نہ کسی نہ کسی حین کے حس و جمال خط و حال کی داستان ہے۔ کہ کسی کے فراق و وصال عشق و عاشقی کا بان میں نے عرصہ دراز سے عشقہ اشعار کا لکھا ترک کر دیا ہے لیکن بغیب خواہ حافظ شیراز کا یہ شعر میرے مد نظر رہا۔

خواہ حافظ شیراز کا یہ شعر میرے مد نظر رہا۔

ردی و سبیتی در عہد شباب اولی

چون بپیشی حافظ از سکہ برون شو

سرف دوہی امر تھے جو مجھے اس نسخہ کے حرب کرنے پر بخور کئے پہلا امر جن دوست جہاں کے شادی غمی کے میں نے نہیں
 لکھے میں چونکہ انکے پاس ان کو غذا کا تحفظ رہنا دتوا رہا ہے اگر کسی آقا کا سنہ دریافت کرنا مقصود ہو تو مجھ کو بعد فی انوار کوئی صورت
 کو پوری کر سکتا ہے دوسرا امر جن کی طبیعتوں میں حدانے سخن فہمی کا مادہ عطا فرمایا ہے اس مجموعہ کا کوئی ایک نسخہ یا کوئی ایک صریح
 یا کوئی لفظ انکے بند آجائے تو میری محنت چیز ہوئے کیلئے کافی ہر ہی و تصنیف ہے اور بس
 فتح کے دیکھنے والے نوبہت ہیں لے بار پر یہاں جس شناساں سخن تھوڑے ہیں

دیباچہ دوم از مصنف

دیباچہ مذکور میں لکھے گئے قیقات کے بعد جو قیقات گزرے ہیں وہ یہاں درج کئے جاتے ہیں بتاریخ ۲۵ اگست ۱۹۰۶ء مجھے
 سفر میں تشریف کا اتفاق ہوا جناب الحاج حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ساکن مدراس اور انکے ہمراہیوں کیساتھ جنگی تعداد ۳۰
 نہیں میں بھی مسافر نامبر سے ہمراہ صرف میرے لٹجانہ اور میرا سبھی ہمسیر زادہ عبدالشکور نامی پھر الحاصل ہم تینوں کی شمولیت سے عازان
 حج کی تعداد چالیس ہو گئی حکیم صاحب مدوح ہم سب کے قیافلہ تھے مکہ معظمہ میں مدت اقامت پانچ مہینے مدینہ منورہ میں مدت
 اقامت چالیس روزہ یہ مبارک سفر نو مہینے کے عرصے میں اختتام پا لیا بتاریخ ۱۹ جون ۱۹۰۶ء ہم سب مع انجیر و الحافہ
 وار و مدراس ہوئے میں اثنائے سفر میں درجات سفر فلبند کر کے محزون نامی اخبار کو بھیجتا رہا و فاقہ نامبر اس سفر نامہ جہاں
 مذکور میں بتایا ہوتا تھا جسکو لوگ نہایت شوق و لچھو پسی مطالعہ کرنے تھے جسوقت میری اقامت مکہ معظمہ میں تھی مبرے والد بر گوار
 حضرت خطیب حاجی محمد فاسم صاحب کے انتقال کی خبر کہ ورت اثر مدینہ تار مجھے پہنچی جو کچھ صدمہ سیر و لہر گزرا وہ حیطہ تحریر و تقریر سے باہر
 تمام مقامات متبرکہ میں میں نے اس لئے دعائے معصرت کی اور کئی وفات کی میں نے جو تاریخ لکھی اس مجموعہ کے تاریخات و وفات
 فصل میں مندرج ہے بعد اختتام سفر میں تشریف میں مدراس سے جب میں اپنے وطن مالوفہ عیہ و انباری پہنچا شکوہ بخار سے سخت
 علیل ہو گیا سلسلہ علالت ڈیڑ ماہ تک جاری رہا شدت مرض نے نام خویش و اقارب کو میری زہمت بالکل اٹھالیا
 کر دیا تھا بارے خدا کا فضل شامل حال ہوا مزاج میر صحت بذریعہ ماہرین اپنے پاک پروردگار کا کن لہاظ میں شکر یہ یاد کروں کہ
 اوسنے مجھے نعمت صحت سے سرفراز کیا گویا از سر نو مجھے زندگی عطا کی

اے خدا مرزاں احسانت شوم
 این چہ جهان است قربانت شوم

حمد یا رب تعالیٰ جل شانہ

بہ نظم اکثافت سل بزرگوار کے رسالہ کیلئے بطور تقریظ لکھی گئی تھی مناسب معلوم ہوا کہ اس مجموعہ کا فتح الباب ایسی ہو

اے خالق عرش و ارض و افلاک
نزدیک نہیں ہے عرش سے تو
نزدیکی و دوری و مسافت
تو جسم ہے عرض ہے نہ جو ہر
بچوں و چہرہ ذات جیسی
ہے ذہن میں کیفیت جو ہر یک
بیشک عالم سے تو جدا ہے
یعنی عالم کے جوہر صفتیں
تیرے صفین نہیں بعالم
اجسام کی جیسی ہے جدائی
اجسام کی کیفیت ہر یک دم
پس ہم جو کرین قیاس اُسپر
تسے کوئی نہ مجھ سے متصل ہے
فوق عرش برین بھی ہے تو
اس فوق کی تفسیر کی حقیقت
نویں بھیدا اس کا جانتا ہے
جیسا تیری ذات کو ہے لائق
یا رب تو کرم سے اپنے یکسر

جہت اور مکان سے ہے تو پاک
دوری نہیں اس زمین سے نہجہو
اجسام کے ہن یہ سارے نسبت
حد و نہیں ہے تو اے داور
ایسی ہر یک صفت ہے تیری
پاک اس سے نری مفت سے بیشک
مفہوم بھی جدائی کا ہے
ہرگز ہرگز نہیں ہن نہ ہر ہن
کہنے ہن جدائی اسکو ہی ہم
ہرگز نہیں بون جدائی تیری
رکتے ہن جو اپنے ذہن میں ہم
بیجا یہ قیاس ہے سراسر
اور تو کہ کسی سے منفصل ہے
ہے قرب بھی بند گون سے تجھکو
ہمکو نہیں جانے کی طاقت
انسان کا حوصلہ ہی کیا ہے
تیری ہر یک صفت ہے فائق
توفیق ایسی ہمیں عطا کر

نزیہ ہر ایک طرح کریں ہم ہر حال میں اعضاء ہو پاک ہے اس سے بھی بڑھکے مدعا کیا ہر طرح سے خوش نصیب ہیں ہم	نیزے داب و صفت کی دایم افزوں ہو ہمارا فہم و ادراک ایمان سے ہو خائف ہمارا ایمان رہے جب ہمارا حکم
--	--

کر ختم سخن اے یاد شدہ اب
جو کچھ تھا ادا ہوا ہے مطلب

لذت ہر دین ہے حیدر خدا اختر و آفتاب و ماہ مبین گو ہر عمل و بحر و نخل و حجر دو جہاں سب ہیں حمد میں اس کے بتا پتا اسی کے حمد میں ہے بے نہایت ہے بے نہایت ہے رحمت جان ہے ذکر شاہ اعم نہوا اس پھر نہ ہو و یگا جتنے حق سے وہ مرتبے پائے نور فیض خدا سے لامع نہی اس کے نایع ازل سے کون و مکان	تاج فرق سخن ہے حیدر خدا عرش و کرسی و آسمان و زمین خور و غلمان و دیو جن و بشر تر رہاں سب ہیں حمد میں اس کے ذرہ ذرہ اسی کے حمد میں ہے ہو ادا کس سے کس کی طاقت ہے نعت ہی حمد سے نہیں کچھ کم مثل اسکے حبان میں کون ہوا جتنے دنیا میں انبیا آئے ذات افدس وہ سب کی جامع تھی دین اسکا تھا نسخہ ادیان
---	---

روح پر اس کے ہو صلوة و سلام
آل اصحاب پر بھی اس کے مدام

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی کیلئے لکھی گئی اور سالہ ترقی تجارت مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طرح - ”اگر کچھ ہے تو اکدن قوم کے شٹنے کا سامان ہے“

تری نوحہ دیکھتا ہی الہی تجھ کو بتایاں ہے
تو وہب اور ہم ممکن تو باقی اور ہم فانی
نہ نو مے بفضل ہم سے نہ ہم بہن بفضل تجھ سے
تے قہر غضب سے کوئی ہرگز بچ نہیں سکتا
نہ جو ہر ہے عرض ہے تو نہ ہے جہن و مکان بچھو
نہ تو ہم کسریکا ہے نہ کوئی مثل ہے سیرا
ہے تو ہی اولیٰ آخر ہے تو ہی طاہر و باطن
تری عظمت تری قدرت تری حکمت تری صنعت
فشتہ پائین کئے ہیں کئے ذات جب بیری
سمبر ترا سجا دین سجا اور نو سجا

ترے توصیف کا ہمو نہ یارا ہے نہ امکان ہے
میرا تو ہے سب عبون سے ہم میں غیب و ن ہے
ہے علی تیری ہستی تیری برتر عزت و شان ہے
ہے حسان جبہ تیرا اُپہ کل عالم کا احسان ہے
عیان ہے سب پہ تو لیکن نہ تجھ سے کوئی نہان ہے
ترے دریائے وحدت کا نہ ساحل ہے نہ پابان ہے
ہی درمان ہے تیرا یہی بس اپنا ایمان ہے
وہ وسعت کہتی ہے جس سے ہماری عقل چر ہے
ہے دعویٰ جھکو دانا کی کا اسجا سخت نادان ہے
ترے احکام سچے اور سچا ترا قرآن ہے

عوض فومی منزل کے حمد لکھی پاؤں نہ نونے

سمندر خامہ نیرا کئے لون آج جولان ہے

یہ غزل شاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ خورشید مدراس میں طبع ہوئی

صرع طرح میل جو رست چھپتی ہوئی مینانی ہے

داب حسن بائی ہے سکے کے سوا حافی ہے
مبتلا عشق محازی میں رہو گے کب تک
دست و پا لاکھ ہلا میں بھی نہ کیا ہوتا ہے
خود نڈا آئینہ سے ترے ہوا ہے عالم
خوب تھا کھینچنے اعمال کی سیسے تصویر
جب بے مثل ہر ایک صوف میں تو ہے یارب
درام میاؤں نے چوڑا نہ کسی ملبس کو

حافی جبرون سے محب ہو یہ نادانی ہے
لدت عشق حقیقی بھی نہ کچھ پانی ہے
بات پیشانی کی جو ہے وہی پیش آئی ہے
عقل پر تب سے سکندر مجھے حیرانی ہے
بات یہ مانی وہ ہزاؤں نے کب مانی ہے
اکنساری سے بندوں کی بھی لاثانی ہے
چشم نرگس کی یہ بے سود نگہبانی ہے

سجدہ خالقِ بخون کی یہ دیکھی تاثیر

اسل خورشید جگتی ہوئی بٹانی ہے

حد ہر بخت ہو یا کوئی نصیحت ہو رسم

بادشاہ کی نہ کوئی اور سخنہ الی ہے

بہ غزل شامِ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ "خورشید" مدراس میں طبع ہوئی

صبرِ طرح "ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا"

پہلا پہلا نہ کہوں گلشن ہے دنیا کی خلقت کا
ہر ایک پناہ میں کا گویا دستِ حقیقت کا
اشارہ ہے ہی ہر دم مری چشمِ بصیرت کا
تماشا کیوں نہ دیکھیں عالمِ کثرت میں وحدت کا
وہ کہا کا ہے ہر بن ہے مادہ کو فرست کا
محل ہے یقین کا نہ موقع ہے یہ حیرت کا
صدقت کے قلم نے لوحِ دل پر لکھ دیا مصرع

ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا
ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

زبانِ بادشاہ اور حمد تیری اس سے ثابت ہے

ہر ایک ذرہ میں جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

یہ غزل میدانِ عرفات کی تعریف میں لکھی گئی اور "خبرِ کون" مدراس میں شائع ہوئی

ہے دربارِ خدا میدانِ عرفات
نہ ہے عالمِ خوشا میدانِ عرفات
ہے کیا حیرتِ فرا میدانِ عرفات
ہے کیا دکھارِ ما میدانِ عرفات
ادھر دکھیں ذرا میدانِ عرفات
زمین سے تاسما میدانِ عرفات

نہ پوچھو ہے یہ کیا میدانِ عرفات
فرا ہم آج ہیں لاکھوں سماں
گدا و شاہ سب یک رنگ میں ہیں
خدا کے اب خدائی کا تماشا
کہاں ہیں منکر بنِ حشر آئیں
صدالبیک کی پھنچا رہا ہے

چمن بے دین کا میدانِ عرفات
کجا ہم اور کجا میدانِ عرفات
نہیں ثانی ترا میدانِ عرفات
عجب تر بلا میدانِ عرفات
اسی جا پر کجا میدانِ عرفات
عیان روز جزا میدانِ عرفات

منا دل ہم میں نغمہ اپنا لیک
مستدر کھینچ لایا ہے وگر نہ
تو وہ بارعب منظر ہے جہاں کا
ملیفیل حج حجے اللہ اکبر
ملا یا آدم و حوا کو حق نے
زمین پر تیرے ہی یک روز ہوگا

ٹیگ کا دل سے کیونکر بادِ شہ کے
یہ خوش منظر ترا میدانِ عرفات

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے بہتر ہے یہ موقع سخن آرائی کا
عمر بہر دل ہے حیرت میں تاشائی کا
پہلا زمینہ ہے ہی میں کی نسا سائی کا
مدعا ہو گیا حال مری میسائی کا
یا بنی ایس نہیں یا اسے ٹیکسائی کا
فتیں کس طرح ہو ہمسرے سودائی کا
خمر گرتا میں ترے دسکے حسن سائی کا
تہا مقدسینِ حلیمہ کے شرف دائی کا
گورین بھی مجھے کچھ غم نہیں تنائی کا
ادعا ہے یہ غلط مذہب عیسائی کا
ہر قدر مانہ کیوں آپ کو کیتائی کا

نہیں جز بہت بنی لطف ہے گویائی کا
دیکھئے عالم جو ترے روضہ کے زیبائی کا
نالا عشق ہمیر کو سمجھتے کیا ہو
اکہ سے دیکھ لیا روضہ حضرت میں نے
پہلے نہیں دوبارہ مجھے بلوایے
نہ لایا ہے وہاں عشق ہمیر ہے یہاں
سودہ گر غیر خدا کیلئے ہوتا صاحبائے
نہ ہر تو کیا کرتی تہیں نسوانِ
نہ عشق ہمیر ہے فبق دل و جان
نہ تو حید کہ سطر جسے غالبِ ثلث
نہ ہوں ملج ہی مجھ سے نہ پوچھو گھر

شاعر و مکوان شاعر سے کیا نفع ملے
عشق فرضی میں نہیں نام ہے چائی کا

بادشاہ نزع میں تم کا کلمہ طیب پڑھ لو
کہو نہ بیخود کہیں قافلو ہے بہ دانائی کا

یہ غزل گلہ سنہ عروج خیال مدراس کی بنیے لکھی گئی

مصرع طرح بابر جس کو چے میں جا نکلا گلستان ہو گیا

ہر سخن میرا گل گلزار رضوان ہو گیا
واہ کہا سبز سبکا باغ ایمان ہو گیا
صفحہ فرط اس میرا نرگسستان ہو گیا
یا جس کو چے میں جا نکلا گلستان ہو گیا
آب زمزم مجھ کو گویا آب حیدر ہو گیا
دہرین ہر مورچہ شکل سلیمان ہو گیا
اشرف المخلوق جسے نام انسان ہو گیا
سوز الفت تیرا اونکے حق میں دریا ہو گیا
نفس سرکش پر اگر غالب ایمان ہو گیا
رتبہ یوں اگلے کتبہ کا پیش قرآن ہو گیا

رنگ نعت مصطفیٰ جدم مایان ہو گیا
یہ نغمہ غم میں جو مثال برگریان ہو گیا
شوق دیدار میر جب رقم کرنے لگا
دیکھ کر رفا حضرت اہل شرب بول اٹھو
کعبہ میں بائی ہے سیر مردہ دل نے زندگی
دلویت دین بنی نے دی وہ مذروعت
نوع انسان میں کیا خلاق نے بنایا
بچکے ماچہم سے مرضیان فراف
فخ گو با ہو گئی سب دشمنان دین پر
مہر کے آگے نہیں جب طرح انجم کی ضیا

میں جو سلطان ریل کے در کا ہون ادنیٰ گدا

بادشاہ میرا تخلص مجھ کو نشانیاں ہو گیا

یہ غزل مشاعرہ و انبیاوی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح ہے مرام غ نظر پر و انہ شمع طور کا

بہول جاتین حضرت موسیٰ ہی عالم طور کا
صبح شرب میں ہے عالم مرہم کا فور کا

یا بنی جلوہ دکھا دو عارض بر نور کا
عاصیو در مان کرو تم جرم کے ناسور کا

وصف لکھتا ہوں بنی کے حُن کا مین کیا عجب
سارے ہشیاروں کو قربان کیجئے اس مست پر
سُوقِ شرب اور ہے خوفِ سفر کچھ اور ہے
راز اس کا حق ہی جانے حق مگر کہتے ہیں ہم
کیا مصطفیٰ مسجد نبوی ہے جس کے وصف کو
حشاعت کی تہا ری دہومِ محشر میں بچے
تاسع و اللہ فرضی عشق بازی چوڑ دو
عشق جو سچا ہے مثلِ روز روشن ہے عیا
دل ہے میرا عذیبِ گلشن تو حی حق
بعدِ بیوشی کے موسیٰ نے زبان سے کہا

دائرہ ہر حرف کا حلقہ جو ہشتم حور کا
کہا نقد ہے تمہارے عشق کے محجور کا
شہد کے طالب کو بجا ہے خطِ زرِ نچور کا
شہرہ دنیا میں ہے بفتحِ صورتِ اک منصور کا
آئینہ کا غنڈ ہو خامہ پائے بلور کا
کیون نہ دل اچلے خوئی سے خاطرِ نچور کا
میں موافق ہو نہیں سکتا ہوں اس دستور کا
عشق فرضی تو نمونہ ہے شبِ دیجور کا
ہے مرا مرغِ نظر پر واندہ شمعِ طور کا
ہے مرا مرغِ نظر پر واندہ شمعِ طور کا

آستانِ مصطفیٰ کا ہوں گدا ی بادشاہ
میرے آگے کیا ہے رتبہ قیصر و غفور کا

یہ غزل گلدستہ غُوج خیالِ مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرع طبع در علاج دردِ دل تم سے سیجا ہو نہیں سکتا

کسی سے وصف شاہِ انبیا کا ہو نہیں سکتا
مریضِ عشق احمد ہوں معالج سے یہ کہہ دوں گا
ریحِ حضرت سے شمسِ قمرِ شبِ کیونکر دوں
تینِ اقدس پہ زیبا خلعتِ ختمِ رسالت سے
تمہارے قدر و عزت کا مدارِ کامراتب کا
یہاں محبوبِ حق ہے اور وہاں رجبِ غلامانِ حق
دلانے خوف کیوں ہو دغطو تم روزِ محشر کا

کبھی قطرہ کے منہ سے وصف دربا ہو نہیں سکتا
علاجِ دردِ دل تم سے سیجا ہو نہیں سکتا
کرو تم لاکھ بھی سنت یہ اصلا ہو نہیں سکتا
قسمِ حق کی قیامت تک بھی تم سا ہو نہیں سکتا
بجز اللہ کے کوئی شناسا ہو نہیں سکتا
مدیہ سے کبھی فردوس اچھا ہو نہیں سکتا
تفیضِ المذنبین کیا اپنا علیا ہو نہیں سکتا

سون پر سب دراپن میں فدا اپنے ہمسر پر
 بنی کے عاشقوں سے فتن ہوسر ہو یہ بیجا ہے
 ملاوے، ناک مبری بعد مردان ناک طرب ہے

کسی کا میرے دل پر کچھ اجاڑا ہونہیں سکتا
 حذف پارہ کسی دن دُرِ بکیتا ہونہیں سکتا
 صبا کیا بجھ سے اتنا کام میرا ہونہیں سکتا

ہے انکی ایک نگاہ لطف کا بیاد و شہ مجھ کو
 جوادنی اتنی سوان کسان علی ہونہیں سکتا

بہ غزل متاعہ، اس کیلئے لکھی اور گلدستہ حور شید مدراس میں طبع ہوئی

مصرع طرح "بیگانہ سب سے ہے جو ترا آستان ہوا

<p>جھ سے فم جو وصف انبیا ہوا پر تو فکں جو حشوق حدیب ہوا بن دل سے آستان بنی کا گلہ ہوا جامع ہے تو جمع فضائل کا باہی سری نظر نے کر دیا ذرہ کہ آفتاب نیز کے سما فیض، ہر ہشت کا ٹھیل کرنا ہے قصہ بدہ طیبہ جو میرا دل اسی جبر ہے مجھ کو نہ غیر و نکالے خیال</p>	<p>ہر ایک حرف قابل صل علی ہوا دل میرا گویا آئینہ حن نما ہوا مام نہا باد شہر جو ہوا کجا ہوا بے ہمانہ و سران کوئی دوسرا ہوا شہ ترے کرم سے دُر ہے بہا ہوا نوحید کا ہے باغ جو بہ لہ بہلا ہوا رہتا ہے شوق دو قدم آگے بڑھا ہوا بیگانہ سب سے ہے جو ترا آستان ہوا</p>
---	--

بنت خدایں جاو نکا محشرین بادشاہ

نعت بنی کا ہاتھ من دستر لبہا ہوا

مدرجہ ذیل عربین گلدستہ غرّوج خیال مدراس کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح "ایک دل ہدم مر پہلو سے کیا جاتا رہا"

صبر و استقلال کا ہی حوصلہ جاتا رہا
 سوئے طیبہ قافلہ بر قافلہ جاتا رہا

حجرا احمد میں نہ پوچھو مجھ سے کیا جاتا رہا
 وائے ماکامی پڑے ہیں ہند میں مایوس ہم

عشق احمد نے شاہِ ابدل سے میرے عشقِ غیر
 لے گیا وہ ساٹھ اپنے رحمت و صبر و قسار
 نگہت مشک و گلاب اس راہ سے آتی رہی
 ہم مدینہ تر گئے لیکن نہ اس جامِ مرے
 لطفِ سنوف و مدن ہے آنکھِ میری مبتلا
 نروں سے تا نوب جب و نکاحِ ابوحید کا
 کہے تھے روح الامین وقتِ وفاتِ مصطفیٰ
 جب آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہا

آشنا فایم رہا نا آشنا جاتا رہا
 ایک دل بہم میرے پہلو سے کیا جاتا رہا
 جس گلی جس رہ سے شاہِ انسا جاتا رہا
 ہائے کیا پایا تھا ہم نے ہم سے کیا جاتا رہا
 دیکھنا روضہ کا وہ صبیح و سا جاتا رہا
 زورِ کفر و شرک کا جاتا رہا جاتا رہا
 لطف اس دیا میں آنے کا جو تھا جاتا رہا
 شوق اے رضوان مجھے فزوس کا جاتا رہا

پسچی سچی مدح گوئی کا ہے جرجا بادشاہ
 اب تو فرضی عشق بازی کا مزا جاتا رہا

مصرع طرح "معمور ہو رہا ہے عالم میں نور تیرا"

دین تین ہے پہلا نزدیک دور تیرا
 تیری ہدایتوں سے ہے تقبضِ ہریک
 کفارِ شرکین سے بچتا تینگے سر اسر
 قدرت ہے وہ خدا کی فضل ہے خدا کا
 فعلی رضائی قوی سنت کے ہیں جو پیرو
 ہیں صاب تر متبشرِ نوریت اور بخیل
 نو خاتمِ الرسل ہے سردارِ دو جہان ہے
 نہ اندانہ ہو جو تیرا مومن وہ کس طرح ہو
 نہا عرشِ رب ای موسیٰ معراجِ گاہِ حم
 دوزخ سے توجہ کر حبتِ ہمیں دکھائے

گو ما ہے اے پیمبرِ ہرجا طہور تیرا
 معمور ہو رہا ہے عالم میں نور تیرا
 جاہِ شہم خود دیکھیں روزِ نشور تیرا
 پائینگے حسن کیونکر غلمان و حور تیرا
 لطف و کرم انہیں بر ہو گا و فور تیرا
 اور دے گیا ہے بیشک قرہ زبور تیرا
 رتبہ رستم کروں کیا میں ای حضور تیرا
 رکھتا ہے عشقِ دل میں ہریک ضرور تیرا
 معراجِ گہ زمین پر پھٹا کوہِ طور تیرا
 ہو گا زہرِ ہیتِ دل ناصبور تیرا

ای بادشہ تنفع محشر بنی ہے اپنا
کہا غم ہے گر ہے مجب جرم و قصور میرا

مصرع طرح ”کسی گردن کو جھکا تا نہیں جان تیرا“

یابی کے نہیں دل میں ہے ارمان
سرفرازی ہے ہریت سے ترے عالم کو
کون ہوں کہا ہوں کروں عشق کا دعویٰ کون
حمد سے نعت یہی کہتی رہی صبح و مسا
عاصبانِ حشر میں لوں تجھ کو پکارا دھینگے
کشتارِ اسکی ہے کبریٰ سے اگر نسبتِ دون
وقف سب کچھ ہے بہ تیرے لئے ای عشقِ نبی
کہوں سکندر بھی نہ شہدِ صفا ہے راج سے
مصر میں آئے کھلا یا عمر بزعالم
مارگلزار بھلا کیوں نہو ای ابراہیم
خیز کرتے ہیں رسلِ ذاتِ معلیٰ یہ تے
بلبل باغِ مدینہ ہوں مجھے کیا پروا

کون مداح نہیں صاحبِ ایمان تیرا
کسی گردن کو جھکا تا نہیں جان تیرا
عشق خود رکھنا ہے جب حضرت رحمان تیرا
حد میں میری کوئی دور نہ پایا نیرا
ایک وسیلہ نہیں بس دین کے سلطان تیرا
فوقیت رکھتا ہے دارا یہ بھی دربان تیرا
جسمِ نیرا ہے بجا نقدِ دل و جان تیرا
آئینہ رہنا ہے ہر آئینہ حیران تیرا
نور رکھنا تھا جبین پر کہ نگہان تیرا
نور سے کسکے تھا عارض یہ و خشان تیرا
یابی تجھ پہ ہر یک صدف ہے نازان تیرا
ہو مبارک تجھے رضوانِ یگستان تیرا

بادشہ کو نہیں کوئین میں کچھ خوف و ہراس

حشر میں ہاتھ مرا اور ہے دامن تیرا

مصرع طرح ”ترپتا ہے دلِ شاہ کیا کیا“

مہنہ کی ہے مجھ کو یاد کیا کیا
ہے تیری حشر میں امداد کیا کیا
سنا دی تو نے کی نوحی کی جب
ترپتا ہے دلِ شاہ کیا کیا
ہوے دوزخ سے ہم آزا کیا کیا
مٹا یا کفر اور الحاد کیا کیا

پدائے سے ہو معر و عالم
بہار وحدت حق کا ہے جلوہ
لکھا ہے میں نے وصف چہتم سرور
نہراون سیکڑوں بہت میں تیرے
بنوت کو ہے جن و ملک میں
طپان ہوں غمزدہ ہوں مضطرب ہوں
دوبارہ جا کے جب بھینچوں مدینہ

ضلالت ہو گئی برباد کب کیا
ہے بھولا گلشن ایجا د کب کیا
ہے ہندو دنیا اس ہر صاہ کب کیا
ہوے قطاب او اونا د کیا کیا
معزز ہے یہ آدم زاد کیا کیا
تری فرقت کی ہے بیدار کیا کیا
کرونگا نالہ و سر یاد کیا کیا

میں تلخ نئی ہوں بادشاہ آج
ملیکی شاعروں سے داد کب کیا

مصرع طرح ”یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال مار ہوتا“

ترے روضہ برد و مارہ جو مر تیرا ہوتا
میں مدینہ جا کے آبا مراد عسا نہ پایا
نری وید خواب میں بھی نہوی مجھے مسر
کبا خانم الرسالت تجھے خالق جہان لے
کبھی نہ شکار ہوتی نہ خدا کی یہ خدا کی
مری آنکھ کیوں نہ سمجھے اسے سرمہ جواہر
میں درود پڑھے ہر دم ترا نام لے رہا ہوں
تری ہجر کی مصیبت نہ اگر مجھے ستانی
مجھے ہو یقین ہر دم ترے در پہ ہو رسانی
دم گریہ وصف کرتا جو ترالے بحر خوبی
تری یک نظر جو پڑتی اے سحاب لطف حیرت

مری جان صدقہ ہوتی مراد دل نثار ہوتا
نہ بھنے یہ نصیب میرے کہ وہاں مزار ہوتا
مر اجبت خفہ شاد بدین ہوشیار ہوتا
تو نبی جہان میں کیونکر کوئی زنبہار ہوتا
نہ ترا وجود اظہر اگر آشکار ہوتا
ترے گور کا مسر جو مجھے غبار ہوتا
یہ لحاظ میں نہ کرتا تو قصور وار ہوتا
کبھی غمزدہ نہ ہوتا نہ تو بقیہ رار ہوتا
مری زبنت کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا
مرا شک قطرہ قطرہ دُر شا ہوار ہوتا
مرا گلشن مقاصد ابھی پر ہبار ہوتا

نہ رہے اگر وہاں تو مجھے حلد ہے بیابان
گل رہے ہر ایک۔ ہاں کامرے حق نہ خاہوتا

یہی خراب دستہ کو دم باز پرس لب نہ
نہ سے حادثہ دل میں تباہ جو مرا سنا ہوتا

یہ منزلِ حلس شاعرہ مکہ معظمہ میں بڑی گلی اور اخبار "مخبرِ دکن" مدراس میں شایع ہوئی

مصرع طبع "لینا تہا دل یہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا"

جلوہ ہے دایعِ دلین مرے آفتاب کا
آنسو کو میرے آج ہے رہہ گلاب کا
عالم ہے منکروں کے دلوں پر کباب کا
میں ہوں غلامِ تلافی یوم الحساب کا
ڈنکا بجا ہے دین کے جب عذاب کا
ہجرِ بنی میں ہے وہ سماں اضطراب کا
وہ اور ہونگے خوف ہو جنکو عذاب کا
افلی سایہ اثر تھا بنی کے لعاب کا
ہے زندگی ہماری نمودِ جناب کا
لینا تہا دل یہ مجھ سے ہی خانہ خراب کا

ہوں نہ بیہوش لٹکائے رسالتِ مآب کا
یاد آ رہا ہے وہ گلِ عارضِ جناب کا
نشہ ہے مجھ کو عشقِ بنی کے شراب کا
جرم و گناہ مبرے بہلا کس حساب میں
نوبتِ زوالِ کف کی پہنچی کہاں کہاں
یہ مآب پارہ پارہ ہو غیرت سے کیا عجب
ہم کسکے امنی ہیں ہی دوزخ رہ کر
شہرِ بن ہوا ہے چاہ افس کا وہ آبِ نہر
افس میں ہجرِ جس وہ زمین میں ہوں ہم
لے لے نفس بدرِ شراب نہیں دل لگی نری

ملہ میں آئین اور کسینِ شوقِ غزل

ای یادِ شاہ کام نہیں یہ ثواب کا

مذربہ ذیل غزلنِ گلگستہ مخموج حیاں مدراس کے لئے لکھی گئیں

مصرع طبع "حضرتِ دل ہجر مزا کیا رنگ دکھلائینگے آپ"

رنگاری بہت عاصی کو دلوائینگے آپ
گر نہ ہوں ہمراہ بہ جنت میں کب جائینگے آپ

اللہ اللہ حسرتِ ستان سے آئینگے آپ
کیسی مہر دی لو ازش سقا بہت یہ سے

نور کے کیا طبق وقت ولادت سب ملک
خوش نصیبی پر حری کیا اس سے بڑھ کر خوش ہو
جب مدینہ میں تھا بید خوش اظہار طرب
بگیاں حق کی اطاعت ہے اطاعت آپ کی
کسکو تھا معلوم یوں ہوگی ضلالت کا عدم
یا نبی ہے گلشن فردوس کو میرا سلام
ریشک رخ سے آپ کے خورشید ہوگا زرد رو
جو مصدق آپ کے ہیں خوش رہینگے حشر میں

کہے تھے اس دہرین نسر فیاب لائینگے آپ
گردو بارہ پھر مجھے نربین بلو اینگے آپ
حضرت دل جرمین کیا رنگ دکھائی گئے آپ
گویا فرمان الہی ہے جو فرما ئینگے آپ
اور یوں نور ہدایت اپنا چمکا ئینگے آپ
خاک کو میرے دریے میں جو پھینکا ئینگے آپ
پارہ بارہ ہر قمر نگلی جو بتلا ئینگے آپ
جو کذب ہیں وہ دل ہی دل میں پختا ئینگے آپ

پاک فرضی عشق سے ہے بادشاہ کی شاعری
جہ سے ای رنگین مزا جو لطف کیا پائینگے آپ

مصرع طبع ”سبر بھلو میں ہے وہ رشک قمر آجکی رات“

شب معراج ہے اہل نظر آجکی رات
پر وہ غیب سے ہر وقت صدا آتی ہے
کیا کرے سدرہ سے پرواز پر روح امن
سزنگون کیوں نہوں انجم بھی کہتا ہے راق
ایک تخیل سے او دہر طور پہ پیچود تھے کلیم
خلق کین خالق عالم نے بہت سی راہیں
حورین جنت میں فلک پر یہ ملک کہتے ہیں
قاب قوسین او ادنیٰ کا جو کچھ تھا مفہوم
نہ ملا ہے کسی مرسل کسی پیغمبر کو
نہ فقط گلشن جنت کا کیا نظارہ

کس قدر رحمت چھکا ہے اثر آجکی رات
ہو مبارک اے مسافر سیفر آجکی رات
ہے پرے عرش کے حضرت کا گزر آجکی رات
پشت پر میرے ہے یک شک قمر آجکی رات
ہم کلامی ہوئی خالق سے او ہر آجکی رات
رکھتی ہے زمین مگر شان و گزر آجکی رات
صدقہ تم پر ہیں دل و جان جو آجکی رات
ہے مکمل اے شہنشاہ و بشر آجکی رات
تم نے پایا ہے جو کچھ عز و شرف آجکی رات
اہل دوزخ کی سہیلی تم نے خبر آجکی رات

طاعت حق میں ہیں تاکہ سحر آجکی رات
صدف ماہ جب میں ہے گہرا آجکی رات

بست ہوشم ہے جب کی یہ مبارک تاریخ
قدر کیا ہوگی صدف کی نہ ہو جب اس میں گہرا

پادشہ پاؤں کے کس طرح بہ اکل کے من
خواب غفلت میں اگر ہوگی بسر آجکی رات

مصرع طرح اسے دل میں تو دنت ہے ہمت نہ ہار آج

میرا دہن ہے بہری زبان پر تار آج
صل علی کی کہوں نہ ہو ہر حال پکار آج
اسے دل میں تو وقت ہی ہمت نہ ہار آج
کہا خوشنما ہے میرے چین کی بہار آج
میرے قصور کا میں نہیں خواہ سنگار آج
کیا یہ زمین فلک پہ ہے میرا وقار آج
صدقے مے سخن پہ ہے شک تار آج
تیرے سوا ہے کون میں غمگسار آج
عد سے گزر گیا ہے مرا انتظار آج
شاعر میں یوں جہاں میں ہزاروں ہزار آج

کس کا ہے نام و روزبان بار بار آج
نعت بنی ہے میرا دارو مار آج
اے طبع دیکھ آج ترا امتحان ہے
سبنہ ہے میرا بحر پیر سے داغ داغ
جنت میں بھی کہوں گا تری دید بس مجھے
با صدق دل غلام شہ انبیاء ہوں میں
کہتا ہوں و عدوئے کتب گیسوئے مصطفیٰ
ہمت یہی کہیگی قیامت میں یا نبیؐ
کیا جانوں میں کہ کسے مدینہ کا بھر مہر
تعداد اہل فہم کی انہیں قلیل سے

دراخ مصطفیٰ ہوں مخلص ہے بادشاہ
غیروں کی مدح سے ہے مجھے ننگ و عار آج

مصرع طرح ”نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد“

گل نرس مری تربت پہ کھلا میرے بعد
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد
بس ہے اس شمع کی مرقد میں ضیا میرے بعد

سُوق دیدار بنی سا تھرا میرے بعد
لطف کچھ مدح بنی کا نہ ملا میرے بعد
بابی داغ محبت ترا لبھا تا ہوں

یہی دشمن ہیں مرے روز جزا میرے بعد
 ایک فرآں دگر آلِ عبا میرے بعد
 یہی دکھلائیں ہمیں راہِ ہدایا میرے بعد
 ہیں عبتِ خضر و مکانِ سیم و طلا میرے بعد
 اتنا احسان کراے بادِ صبا میرے بعد
 سی کافی ہے میرے حق میں دعا میرے بعد
 سری است ترا کیا حال ہو امیرے بعد

دست و پا میرے گناہوں کی گواہی دینگے
 کہا حضرت نے کہ دنیا میں ہوں چھوڑا چھوڑ
 یہی دوچہرہ تیار ہے لئے ہن جہل سنیں
 نیک اعمال فقط حشر میں کام آئینگے
 خاک کو میرے ذرا خاک مایہ میں ملا
 میں اٹھوں حشر میں عشاںِ ثناء کے صفیں
 آہ کس درو سے فرمائینگے تشریف آ

بادِ شمشیر نکرے گا گر نہیں اب قادرِ سخن
 خلق کو میرے سخن کا ہے مزا میرے بعد

ایٹمِ جہشِ عیدِ میلادِ ۳۳۱ھ کے لئے لکھی گئی۔

یہ عید وہ ہے جسبہ فدا ہیں ہزار عید
 یہ عید وہ ہے جس سے ہیں بتا عید
 یہ عید وہ ہے فخر وہ روز گار عید
 بلاؤ اس سے اور کوئی باؤ فار عید
 ملک عرب میں ہے یہی بافتخار عید
 عبدالغفر کو کرتی ہے شرمسار عید
 یہ عید ہے ہمارے لئے اسرار عید
 اسدن کی کیوں مسائیں نہ ہم شازاد عید
 کیا بہر کفر تھی نہ نزلِ تعار عید
 تھی گویا ابرِ رحمت یہ رودگار عید
 یوں تیرا سال بھر ہے ہمیں انتظار عید

میلادِ مصطفیٰ کی ہے کہا بہارِ بد
 یہ عید وہ ہے جس سے ہے سلام کی بنا
 یہ عید وہ ہے جس سے طرب کو ہے طرب
 اس عید کے تھے مژدہ رساں لکھنا
 اس عید کی نود ہیم ہر گم ہے نہ من
 قربانِ اسچہ کیوں نہ ہے حیرانِ مرام
 توحید بھلی کھڑی ہو اس سے یا کمال
 جسدِ رسولِ پاک کا دنیا میں ہو ظہور
 جنسِ ہوی عمارت کسے دہانِ میک
 آتکہہ محسوس کافی الفوج بھگیا
 سب ہونوں کی آنکھ ہے رگس کی طرح دا

نظارہ تیرا کرتا ہے میل و نہار عید
اس عید کو نہ سمجھے اگر دیندار عید
کل حشر میں ہماری ہے یہ نگار عید
ہم سے بس ان امور کی ہر خوشگوار عید
کرتی نہیں ہے ہر کی طلب زینہار عید
کرنے میں آج تیری خوشی بار بار عید
اکنوں ہر آنکہ گفت نیامد بکار عید

عینک لگا کے پر نکل جہر و ماہ کی
بیشک دل اسکا حب بنی سے بعید ہے
جوش دلی سے آج مناتے ہیں ہم خوشی
کہا میں کھلا میں دلوں دلائیں خوشی کرین
از روئے شرع کام کوئی ناجواز ہو
حورین جناب میں ارض یہ ہم چرخ پر ملک
دارم مار طرز حیا لات اوچہ کار

ہر وقت لفظ عبد زما نبر ہے بادشاہ

میری زبان کو کیوں نکرے شکبار عید

یہ نظم بھی اسی جگہ کہلے کبھی لکھی

کیا خوشی لانی ہے عید المیلاد
جلوہ افزائی ہے عید المیلاد
تبراشیدائی ہے عید المیلاد
نوفے جو پائی ہے عید المیلاد
دل تمنائی ہے عید المیلاد
آج اترائی ہے عید المیلاد
محفل آرائی ہے عید المیلاد
تیری زیبائی ہے عید المیلاد
تم نے دکھائی ہے عید المیلاد
وقف گویائی ہے عید المیلاد

مرحبا آئی ہے عبد المیلاد
سرور ہر دوہان کی بچہ میں
دل میں جسکے ہے بنی کی الفت
پائی کس عبد نے عرت ایسی
جان معمور ہے الفت سے ترے
دیکھ کر اپنے طلبگاروں کو
آج کستان سے اس جا پہ تری
کھب گئی آج نظر میں سب کے
خوب اے منتظمین مجلس
نعت میں آج زبان ہر یک کی

بادشاہ غل بھی ہر جا ہے بسا

آئی ہے آن ہے سید المیلاد

ابہ تمہارا جشن عید المیلاد سیدہ سیدہ سیدہ لکھی گئی

مرزا نور علی عید المیلاد	کبا خوش انور علی عید المیلاد
امن ہم دنیا حبیب حق کے	ہم کہ نبوی علی عید المیلاد
یہ ہر یک جید کی ہر یک کو طلب	ہم کو مطلوب علی عید المیلاد
بابی سیکوے الفت سری	اسکو مرغوب علی عید المیلاد
جسکو الفت بہن ہاں اسکے لئے	حت معیوب علی عید المیلاد
ہم کسی کے ہرین غلاموں کی غلام	جس سے محبوب علی عید المیلاد
سب پر غالب تو جب سے ہر عید	آج مغلوب علی عید المیلاد
نزد حق جو ہیں معظم ایام	انین محبوب علی عید المیلاد

باوٹہ کے ہے یہی روز بان
خوب سے خوب سے عید المیلاد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۲ھ کیلئے لکھی گئی جسکا تاریخی نام ”رحمت رحمتہ العالین“ ہے

کیا مہ سلاو آما صورت باد بہار	چنچہا تے دل ہمارے ہن شگفتہ بار بار
ہم ہی ہن ہر رنگ امن اسے بنی کے مدح خوان	مارعین ہن بلبلون کے جس طرح ہمے ہزار
مثل سنبل نفعے بریشان ہم اسی مہ کیلئے	آمد آمد کا تھا اسکے سہل نرگس انظار
اللہ اللہ آج وہ دن وہ ہمیں آگیا	اللہ اللہ جب حوا بیدہ ہوا پھر ہوشیار
بہ خوشی وہ ہے مقابل اسکے کیا کوئی خونسی	یہ خوشی وہ ہے اترا سکا ہے نار و زشمار
اس خوشی سے واقعی حالی نہ رہنا جاہئے	کوئی گھر کوئی محلہ کوئی وہ کوئی دیار
مرحبا صد مرحبا کہنی ہن حورین خلدین	جورخ بر صلت علی کی ہے ملا یک مین پکار
وہ بنی ابیدہ کبا جس کے لئے حلالانے	مہر و مہ ارض و سماجن و بشریل و نہار

وہ سی! جبرِ نبوت اور رسالت ختم ہے
وہ سی! کفر و ضلالت کو کیا جس نے نباہ
وہ ہی! در کا گدا جسکے ہے سلطانِ مَن
وہ بنی! بل بن زمین سے لامکان کھنچ گیا
وہ بنی! کفار ہی قابلِ نفع جسکے علم کے
وہ بنی! جسکے فضائل کی نہیں کچھ انتہا
وہ بنی! انگلی سے جسکے ہو گیا تنقِ القمر
وہ بنی! بہرِ شفاعت جب زبان اسکی کھلے
وہ ہی! جسکے ننِ افدس کو سایہ ہی نہ تھا
وہ بنی! دیا مَن جس نے بہرِ سربائی فوج
وہ بنی! ہر نبوت جسکے پشتِ پاک پر
وہ بنی! جس راہ جس کو چے سے کرتا نہا گزر
وہ بنی! جسکی نظر تھی دور و نزدیک اکیسان
وہ بنی! جسکا پسینہ نہا معطر سب سے
دوست و مطلوبِ کل عالم کو ہے حقکی رضا
وہ بنی! جسکا محمد مصطفیٰ ہے پاک نام
یہ وہی دن ہیں کہ وہ پیدا ہوا اس دہرِ مَن
کسکے اس دن کے فضیلت کا نہیں اعتراف
یا اتنی تو طفلِ اس دن کے ہم پر جسم کر
صدق دے خلاص دے ایمان سے ہو خاتمہ
یمن سے اس دن کے ہم سے دور کر بغض و نفاق

سل اسکے کب ہو کوئی نہ ہو گا رہے ہمار
کرد با بر پا علم تو جس حد حق کا ہمار
سب ملاطین کو گدائی ہے جسکے افتخار
قابِ فوسین کا ملا جسکو وہاں سر و وقار
جسکے نہا خلق و لواصع کا سحرِ روزگار
وہ بنی! جسکے خصائص کا بہنِ حد و شمار
عالمِ علوی پہ جو اپنا دکھانا اختیار
کہوں نہوں لا کہوں گے نگارِ ان ہمت رسگار
تہا سرِ اطہر پہ جسکے ابرِ دایم سا بہ دار
انگلیوں سے اپنی جاری کر دیا ہے آبشار
صاف تر موجود بھی کا شمس فی النصفِ الہمار
وہ گلی وہ راہ ہو جاتی تھی یکسر مشکبار
پیش و پس کا حال کسان دیکھتے ہے آشکار
وہ بنی! مَن پر گس بیٹھی نہ جسکے زینہار
ایک طالب ہے رضا کا اسکے دایم کردگار
رحمتہ للعالمین جسکا لقب ہے شانا گزار
ان دنوں ظاہر ہوا اسکا وجود با وقار
اسکے عظمت کا ہو منکر کون ہے وہ دیندار
ہمکو ہر مقصد میں کیجے کامیاب و کامگار
شرع کے احکام پر ہن محصور می شعار
اتفاق و یکدلی دے ہم مَن باریب پاسدار

<p>من سے اس روز کے میری نصارت کا فور قول فحل مصطفیٰ کی کچھ نہیں ہے بسر دی کسی نہ غفلت ہماری اور کیسی کا ہلی با آہی اس دم کاود دیکھتے فشر قبول کوئی جدت ہے نہ زنگنی نہ اغراق و غلو</p>	<p>ہوا اگر زائل عجب اسکا نہیں ہے رہنہ سار اور کہلائے ہیں سیکے امی ہم جاں سار اپنی غفلت پر مہین ہونے ہیں غلظت سر سار آمین : آمین !! کہتے سارے سامعین نامدار ہے ہمیشہ نظم کا میرے سلاسل پر مدار</p>
---	---

مدح خواں کس کا ہوں میں کیا عم ہے مجھ کو بادشاہ
 میری محنت کا صلہ دیکھا مجھے پردرد گار

مردہ ذیل غزلین نگلدستہ غم و خیال مدراس کیلئے لکھی گئیں

مصرعہ طرح ”ب پچنا نیگا اے سیوفا ہے عدا ہو کر“

<p>رہوں میں بحر نعت مصطفیٰ سے آشنا ہو کر ہڑ ہوں ہندین اب بن مدینہ سے جدا ہو کر خیال گلشن تبر رہنکا بعد مردوں بھی ترا عز و سرف کس سے بیان ہو یا رسول اللہ شب معراج پایا تو نے رنبہ قاب قوسین کا اسی کا دیہان ہو دل بن ہیکا کر ہوس پر تصور میں گل رسا حضرت کے جر و زما ہوں تن مردہ بن شقائق جج کے جان آئی ہی سما اس وقت محشر میں رہیگا بد کے قابل سخاوت کیلئے مک جس لب سری کافی ہے جہاں بن ترے اوار ہدایت بن عجب پھیلے کر ویحی عجب ساعدا نفع ہو تم کو</p>	<p>مرا ہر یک سخن چمکیگا در بے بہا ہو کر نقین ہے سوق بھر لجاتے مجھ کو رہا ہو کر عجب کسا روح جا بھینچے وہاں باد صبا ہو کر ہوا مفعول تجھ سے سا کون ضم الا نب ہو کر نکلا اور آگیا مکا پل میں نو عرس علا ہو کر رہوں تا مرگ یا رب جو عشق مصطفیٰ ہو کر نکلا پڑتی ہیں میرے ہنسک عطر موتیا ہو کر ملا ہے آب رزم کیا نہیں آب بفا ہو کر کھڑن بسبک بکڑون عاصی کے رزیر لہو ہو کر ہزاروں جائیگے جنت کو دورج سے رہا ہو کر ہر یک ذرہ و زخشان ہے یہاں تمسک ہو کر بھلا کیا ماؤ گے عشق بتان میں مبتلا ہو کر</p>
--	--

خطاب بادشاہ تہور ہے میرا جو عالم میں
شرف پایا یہ میں نے کوئے احمد کا گد اہوگر

مصرع طح ”ہے چراغانِ آج کعبے کے در و دیوار پر“

و اغنائے عشق پیغمبرین قلب زار پر
شیفتہ ہوں دل سے حسن احمد مختار پر
د اغنائے دل و دہر نکھیں ادھن نکھار
جا پھنچتا اور کے طیبہ میں ہمیر کے حضور
شریت دیدار پلو او و مسیحانی کرو
شوق سے جب یا محمد کا کرون بخر بلند
ملک شرب میں اگر گئے مجھے خواب جل
دوست اور دشمن پہنچیں یکساں تو جہ کی نظر
فرج شیدی کو کیا سمجھیں غلامانِ نبی
وصف ہے توحید کا شاہان اگر حق کیلے

ہے چراغانِ آج کعبے کے در و دیوار پر
کب نظر سیری پڑیگی اکسی دلدار پر
پہنچ نو ہے بارش ہی ہونی چاہئے گلزار پر
بازوؤں میں گر عطا کرتا خدا دو چار پر
یا نبی کیجے کرم اس محب کسے بیمار پر
زلزلہ ڈالوں زمین پر دشت پر کھسار پر
میں کرو گناہ زانے طالع بیدار پر
لطف تہاتیر ابرار پر اغیار پر
شوکت دار افا ہے آپ کے دربار پر
ختم ہے شان رسالت سید ابرار پر

حسنِ اصلی کو ہے کس زور کی حاجت بادشاہ
سادگی کو فخر ہے بالکل مرے اشعار پر

مصرع طح ”یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل“

زبانِ نعت کے ہے سنانے کے قابل
بنانا تھا جیسا بنایا ہے حق نے
شفاعت کے محتاج عاصی ہیں ورنہ
بنوت ہوئی ختم اب مثلِ تیسرے
پس ذاتِ خالق جو کچھ ہے بزرگی

ہے دل اپنے قربان جانے کے قابل
ہے ہر کون تجھسا بنانے کے قابل
خدا کو ہیں کیا سنہ د کہانے کے قابل
نہیں کوئی دنیا میں آنے کے قابل
نقط تو ہی تھا اس کے پانے کے قابل

زار و نہ تہا سہ چکانے کے قابل
بہت کم ہن اس کے پہلنے کے قابل
یہ گلشن ہنیں دل لگانے کے قابل
یہ گلشن ہنیں دل لگانے کے قابل
رہہ گر نہیں اس زمانے کے قابل

نہو تا جو غیر دل کو ممنوع سجدہ
عبث و نیداری کا دعویٰ ہے سب کو
نیز ان اس کو برباد کر دیگی ایک دن
جنا و کوئی جا کے سب بلبلوں کو
تم اے شاعر و عشق فرضی کو چہ ڈرو

ضعیفی ہن ای باد شہ غم یہی ہے
ربا میں نہ تیرب کو جانے کے قابل

مصرع طرح ”مجھ سانہ دے رانہ کو سرور و گار دل“

ہے شک لالہ زار مرا پڑ بہار دل
کعبہ سے عرش سے ہر فردن با و قار دل
صحتے ہون سیکر دل پہ نہ کیوں شہار دل
بہلو میں دیکھ لیتا ہوں میں بار بار دل
اشرے ترا وہ عطوفت شعار دل
امت کا نزع تک جو رہا غمگسار دل
مبدان عشق میں ہے مٹا ہوا ر دل
کہا لیکے جاؤں بیش خدا شرمسار دل
دہوئیں تو ایسے سو میں ملینگے دو چار دل
سیا کے طرح ہے مرا بقدر دل

عشق رسول پاک میں ہے سینہ لبر دل
سر در اسلمین پہ ہے میرا شمار دل
لگتا نہیں ہے دل مرا جہ نعت مصطفیٰ
دنیا کی خواہشیں نہ مسخر کر بن اسے
اعد اکو ہر دعا کے عوض تو نے دی دعا
اس دل کو نذر کرنے کے قابل ابہ چہ کیا
کہو نہ کہوں منکر ان بنی اسے سحر و روبرو
معدوم نیکیان ہن ہجوم گناہ سے
حکم میں جو عشق خدا و رسول میں
ہر آن تیرے شوق زیارت میں با بنی

بکسان فراق و وصل میں مضطرب بادشاہ

مجھ سانہ دے زمانہ کو پروردگار دل

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۳ ہجری کیلئے لکھی گئی

ہیں کہ ہر آج مُحبّانِ ربیعِ الاول
 خبر و برکت ہے جلو میں تو سعادت ترین
 بہر نئے سرے لگی آئے بہارِ عشرت
 بہر لگے ہوئے کو مولود کے جُھے ہر جا
 نہ نظارہ ہے بہر ویدہ حکم سے فلک
 رنگ و لوکل کو ذریعہ کو میاں لگایا ہے
 سے زبہ جلوہ اتیان لبہور ہمسد
 کیسی بغیت عمدہ ہوئی محاسنِ ہم کو
 ساری تاریخوں میں ہے بارہویں تاریخ ہی
 یہ وہ تاریخ ہے بیدار ہوئے سرورِ بہمن
 یہ وہ تاریخ ہے عزت ہے جہاں کو جس سے
 سال بہر میں فقط یکبار ہے جلوہ زکا
 ہلو کیا کام ہے گلہائے جنان سے نوازا
 دہمین بندے ہے ہمہ گیر کی محبتِ حکم
 خم کیا سر پہ تعظیمِ فلک نے اپنا
 حورینِ جنت میں ملکِ چرخ پہ یوں کہہ ہیں

دلِ جان کیجئے قربانِ ربیعِ الاول
 آریا کس شان سے جہاں ربیعِ الاول
 پہر ہوا تازہ گلستانِ ربیعِ الاول
 بہر ہوئے جمعِ نساخوانِ ربیعِ الاول
 بہر منور میں جبرائیلِ ربیعِ الاول
 ہم نوہنِ رزمہ سخاںِ ربیعِ الاول
 اے خوشادورہ دورانِ ربیعِ الاول
 حشر تک ہمہ ہے احسانِ ربیعِ الاول
 گویا تبسم ہیں وہ جانِ ربیعِ الاول
 ہے ہی مرکزِ فیضانِ ربیعِ الاول
 پانی کس نامے شانِ ربیعِ الاول
 بوسے کا ٹھکانے ارمانِ ربیعِ الاول
 بس سببِ بخت و امانِ ربیعِ الاول
 ہیں وہی رتہ نشاںِ ربیعِ الاول
 دیکھ کر رفعتِ ایوانِ ربیعِ الاول
 ہم ہیں سببِ حلقہ بگوشاںِ ربیعِ الاول

رہے طالع کہ ہوا بادِ شہدِ پیمبران

داخلِ مدحِ سرا بانِ ربیعِ الاول

یہ غزل گلدستہ عروجِ خیالِ مدراس کیلئے لکھی گئی

مصرعِ طرح "یک تمانا جانتے ہیں تیرے ترسانیکو ہم"

سوئے طیبہ ای فلک ہیں پہر سفر جانے کہ ہم

ایک تمانا جانتے ہیں تیرے ترسانے کو ہم

دہر میں آئے نہ عشق بنی کہانے کو ہم
 رکھتے ہیں سینے میں اپنے سکھائے داغ عشق
 دل میں عشق مصطفیٰ ہے کبھی اچھا دل غم
 تہی یہی حسرت ترے شمع مزار پاک بہ
 خبر بہت کا لقب بھلو ہے اے جبر اور تی
 تو شفیع المدین ہے ہم ہیں عاصی بڑ خطا
 یسوی کرنے ہمن کچھ سرے قول و فعل کی
 آفرین ہے جوش ہر جنت پہ اس کے مرجا
 ہم مدہ نہ نو گئے لیکن نہ اس جا مر مٹے

خدا میں جانے کو ہم ہیں بغین با لے کو ہم
 نذر دربار بنی میں ساتھ لیجانے کو ہم
 کس طرح کعبے میں رکھیں آہ بنجانے کو ہم
 کاش کر دینے بعد فی دلوں ہر وانے کو ہم
 خوش نصیبی برہیں اپنے خوب ترانے کو ہم
 حررے کس کو سنائیں اپنے افسانے کو ہم
 کہا فقط ہیں اہنی دنیا میں کہلانے کو ہم
 رہے دانا جانے ہیں تیرے دیوانے کو ہم
 عمر ہر تقدیر پر ہیں اپنے بچتا نے کو ہم

باد شہ عاجز نہ کر تا گر بصارت کا فتور

ہے بہت رنگ سخن عالم میں دکھلانے کو ہم

بہ غزل شاعرۂ دامنباژی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح گشتہ یاس ہوں مقتول تمنا ہوں بن

ہاں مگر طبع روانِ نعت میں رکھتا ہوں
 ہوں فقط اپنے بنی کا نہ کسی کا ہوں
 چشم بد و عجب مرتبہ رکھتا ہوں
 تم نہ ہو جاؤ خدا اُس پہ تو جھوٹا ہوں
 چھوٹا منہ بات بڑی اسلئے ڈرتا ہوں
 پہلے تو غوریہ کر امتی کس کا ہوں
 یا بنی تیری رضا چاہنے والا ہوں
 بات بنجائیگی گو لا کہہ بھی بگڑا ہوں

موج ہوں سیل ہوں قلم ہوں نہ دریا ہوں
 طالب بے دیون شاق ہوں شیدا ہوں
 روضہ سرور دین آنکھ سے دیکھا ہوں
 دوسو چلے ذرا دیکھتے تیرے کی بہار
 غاب فوسین کے اسرار کہوں میں کیونکر
 کہا حلائیگی تو لے آتش دوزخ جھکو
 کہا خالق نے کہ سب چاہنے ہیں میری رضا
 نہیں اسید فقط حشر میں ہے مجھ کو یقین

دل لگا کہنے اسی موت پہ مرتا ہوئین
کشتہ یاس ہوں مقتولِ نمنا ہوئین
کشتہ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہوئین
کشتہ یاس ہوں مقتولِ تمنا ہوئین

نظر آیا جو مدینہ کا خجہ گورستان
پہر دو بارہ نہ کیا حیف مدینہ کا سفر
نہ رہی ججیبہ کسی تیغ و سنان کی منت
لحدِ داغ سے ہر دم یہ نکلتی ہے صدا

باد شہم ہوں تین فقط ملک سخن کا اپنے

نہ فریدون نہ سکندر ہوں نہ دارا ہوئین

مسدودِ ذہلِ غزلین گلدستہ دو عروج خیالِ مدراس کیلئے لکھی گئین

مصرع طرحِ مہم اونکو سینہ سے لپٹا کے پیار کرنے ہیں

چمن کو دین کے ہم بُر بہار کر لے ہیں
کہ حبیبہ سارے ریل افتخار کرتے ہیں
ہم اپنا دامن دل تار مار کر لے ہیں
طوافِ روضہ کا با انکسار کرتے ہیں
پیادہ جو ہے اسے نہ سوار کرنے ہیں
ستار کیوں بچے روز شمار کرتے ہیں
نرا سے باد صبا انتظار کرتے ہیں
جو دیندار ہیں وہ اس سے عار کرتے ہیں
عدمِ طرہ کو کیوں اختیار کرتے ہیں
امورِ فرضیہ کیوں انحصار کرتے ہیں

بنی کی مدح و ثنا بار بار کرتے ہیں
سطا کہا ہے خدا نے ہمیں رسولِ یسا
جوں ہے عشقِ پیہر کا مومنو ہم کو
نہیں فلک پہ یہ پھرتے ہیں مہر و مدون
ہمیں یقین ہے کہ اعمالِ نیک عالم میں
فرستو چوڑ دوہست میں ہوں محمد کے
سلام جلد حضورِ نبی میں پہنچا دے
نکالو فرضیہ محبت کو شاعرِ ودل سے
گیا وہ اگلا زمانہ وہ شاعری بھی گئی
سخن کا اور بہت ہی وسیع ہے میدان

ای بادشاہِ سخن لطفِ طول گوئی میں

سخن کو اسلئے ہم انحصار کرتے ہیں

مصرع طرحِ ”فلک دیتا ہے جنکو عیش اونکو غم ہی ہوتے ہیں“

صفِ عتاقِ بغیرِ مینِ داخلِ ہم بھی ہونے ہیں
مدینہ کو گئے پھر آگئے ہم حیف - سچ ہے
نہ جانِ خلدین ہرگز نہو ہمراہ گرامت
ادھر ہے عالمِ دبا اور ہر ہے عالمِ عقیقی
ہنہیں ہے بک رسالت کا شرف ذاتِ محمد میں
ہے بہ حکمتِ خدا کی بیروانِ ملتِ اسلام
احادیثِ نبی بہرِ ہدایت ہی ہنہیں ہرگز
وہی مومن ہیں جو دل سے خدا ہیں نامِ حضرت پر
ترا تہ ہے علی اسی سرشکِ عشقِ مصطفوی
یہ وہ دینِ نبی کی ہے صداقتِ روبرو جس کے

لفظِ مصطر ہیں دلِ چشمِ بے نم ہی ہوتے ہیں
فلک دینا ہے جنگوِ عشقِ اونگہ نہ ہی ہوتے ہیں
کھلا روزِ جزا اسے کوئی ہمدم ہی ہوتے ہیں
یقین ہے بہرہ و رقم سے بہرہ دار ہی ہوتے ہیں
خدا کے خاص وہ اسرار کے محرم ہی ہوتے ہیں
کسی جاہِ زباده میں کسی جا کم ہی ہوتے ہیں
بہی زخمِ دلِ عتاق کے مرہم ہی ہوتے ہیں
وہی احکام کے قبل میں محکم ہی ہوتے ہیں
کہاں تیسے معاملہ کی روزِ مرہم ہی ہوتے ہیں
ہزاروں سرکش و معرور کے سرجم ہی ہوتے ہیں

جہنم میں کلامِ بادشاہ وہ داد دے ہیں

وہ حالِ حق کرتے ہیں خوش و خرم ہی ہوتے ہیں

مصباحِ جلوے مری نگاہ میں اور دیکھان کے ہیں

خواہاں نہ فرضی شمس کے فرضی بتان کے ہیں
محشر میں وہ شفیع تمام عاصیہ ان کے ہیں
ہر ذرہ میں ظہور ہے نورِ رسول کا
سب کچھ طفیلِ رحمتِ عالم کا بے لعین
ہمکویان کے دلت و عزت سے کام کیا
لعل و گہر جو اہر و رے ہیں جہنمی
دل کو خیال اپنے نبی کا ہے ہر زمان
طیبہ کے مدح خوان سے نہو ہمہری کبھی

اُمّتِ ہم ازل سے سنہ ازل و جان کے ہیں
شوارِ جملِ عاجز و بے جا رنگوں کے ہیں
جلوے مری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں
دنیا میں جو مڑے ہمیں امن و امان کے ہیں
عزت کے خواستہ نگارِ فطرتِ ہم و ان کے ہیں
الفاظِ نغینہ بویہارے زبان کے ہیں
اور مشغلے زبان کہ آہ و فغان کے ہیں
اے واعظو جو ماح کنان تم خنان کے ہیں

روح یہ گرمیاں تو کسی اور کو بتا
کہنے لگے ملک شب سراج یا خدا

ہم امتی پیر آخر زمان کے ہیں
کیا کیا تو اضع آج نری یہاں کے ہیں

بلو الوپہر دوبارہ مدینہ میں یا بنی
ارمان بہت یہ یاد شہ خستہ جان کے ہیں

مصرع طرح وہ دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں

ہم عشق پیمر کا اثر دیکھ رہے ہیں
مرقد سے ہمیں خیر بشارت دیکھ رہے ہیں
روضہ پہ تصدق نہ رہے ہوتے ہیں ہمیشہ
پر تو ہے یہ شاید لب و دندان نبی کا
اے مصحف رخسار نبی تیری بدولت
امت میں ہیں ہم شافع محترمے اور
اللہ اے شادابی نگار ارشاد ہے
آتا ہے نظر جلوۂ نوحید الہی
کب صاحب زرعا نام حرمین ہوا ہے
انسوس زکیوں ہم ظالم پہ ہو ہو

بتیاب دل و جان و جگر دیکھ رہے ہیں
وہ دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں
گردش میں جو ہم شمس و قمر دیکھ رہے ہیں
سنگریزوں کو ہم محل و گھر دیکھ رہے ہیں
عشاق کا دل زیر و زبر دیکھ رہے ہیں
جونا جہنم کا صحر دیکھ رہے ہیں
ہر خار کو اب ہم گل تر دیکھ رہے ہیں
ہم چشم بصیرت سے بدر دیکھ رہے ہیں
بے زر کو نگار بستہ کردیکھ رہے ہیں
جب بے ہنری کی ہنر دیکھ رہے ہیں

صد شکر ہے ہم یاد شہ امجدان کو

مراح غمی شام و سحر دیکھ رہے ہیں

یہ غزل شاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلدستہ تحفہ رشیدی طبع ہوئی

مصرع طرح وہ دل نہیں وہ جان نہیں وہ جگر نہیں

دل میں اگر محبت حیر البشر نہیں
امت نبی کی ہکو بتاؤ کہ ہر نہیں

اسلام کیا ہے دین ہے کیا کچھ خبر نہیں
خالی کوئی زمین نہیں محسوس بر نہیں

نیرب کو حاوِ راہ میں کوئی خطر نہیں
 میں مالا مال دولت عشقِ بنی سے ہوں
 دونوں جہان میں تیسرے طرح کوئی یا نبی
 تیری ہی شان وہ تیرے آگے کسی کو بھی
 پہنچا ہے تو وہاں شبِ معراج یا نبی
 سن سن کے مژدہ تیرے شفاعت کا ہلکا
 شیطان کو کون نہ جنتِ دل سے نکال دے
 دلچسپیاں ہیں ملکِ عدم کے عجیبِ نر
 آزاد جو ہیں دین سے کیا اونٹنے قوم
 کس منہ سے دعویٰ کیجئے اصلاحِ قوم کا
 نیت اگر ہو خبر کی ہر طرح خیر سے
 پائی ہے ہم نے نعمتِ اسلام عمدہ تر

دنیا میں اس سفرِ مبارک سفر نہیں
 کیا غم ہے میرے پاس اگر سیم و زر نہیں
 ہادی نہیں رسول نہیں رہبر نہیں
 عظمت نہیں ہے جاہ نہیں ہے وقار نہیں
 جس جا پہ جبریل امین کا گزر نہیں
 محشر کا خوف کچھ نہیں دوزخ کا ڈر نہیں
 بدلہ اگر پھر کا نہ لے وہ پسر نہیں
 جاتے ہیں سب او دہر کوئی آتا او ہر نہیں
 سر و چین کو دیکھے حسینِ نمر نہیں
 دل میں بہت جوشِ زبان میں اثر نہیں
 عمدہ ترین بشر ہے وہی جس میں شر نہیں
 گو تیرے نعمتوں کا الہی حصہ نہیں

استعار کیا سناؤ گے پری میں بادِ شہ
 وہ دل نہیں وہ جاں نہیں وہ جگر نہیں

بہ غزلِ شاعرۃ دامنِ باڑی کے لئے لکھی گئی

صریح طرح "نہیں بنتی کوئی تدبیر دیکھو"

ریاضِ نعمت کی تانیر دیکھو
 ہوئے ہیں کس کے ہم ہمت میں پیدا
 نہیں لاتی ہے اب بوسے مدینہ
 بہر ہے دل مرا عشقِ بنی سے
 یہاں کیا مددِ عثمان ہی کی

گل افشان ہے مری تقریر دیکھو
 ہماری خوبیِ نقد یہ دیکھو
 صبا کرتی ہے کیا تاخیر دیکھو
 ہنو باور تو اس کو پیر دیکھو
 تم انکی شر میں تو قیر دیکھو

قدم کیونکر اٹھے اب سوئے یثرب
فقط ایک جہل مڑگان حضرت
نفاعت کی او دہرا سید ہم کو
کرو رحم ہم پہ اے عالم کے رحمت
محبو چوڑو دوجھوٹے فنا نے
ای فرضی عاشقو تم کچھ کرو غور
درختِ سرو سے رہنا ز نہا ز
کہات طبع کی کہتی ہے ہم سے
کرو کوشش مگر اب نہ کھئے

بڑی ہے حرص کی زنجیر دیکھو
دل کفار کو ہی سیر دیکھو
گناہوں کی او ہر تو فیر دیکھو
یہ امت ہے برا ز نفسیر دیکھو
شر ہو قرآن اور نفسیر دیکھو
عبت ہے آپ کی تحسیر دیکھو
نہ کہا و گے کبھی انجبر دیکھو
ہیں نبی کوئی مذبیر دیکھو
نہیں نبی کوئی مذبیر دیکھو

مدینہ دیکھنے اسی بادشتہ پھر
نہیں سب کوئی مذبیر دیکھو

مندرجہ ذیل غزلیں گلدستہ عروج خیال مدراس سب سے لکھی گئیں۔

مصرع طرح چٹلیگی تیغ سرورہ ذرا سنہل کے چلو

سنھو رو نہ کبھی بون چل چل کے چلو
مدام ترع بنی پر دم رہے ثاب
سفر ہے ملک بفا کا ہر ایک کو دریش
نہیں ہے خوب گناہوں کی یہ گرا بناری
شفیع اپنا ہے محشر میں احمد مرسل
نہیں ہے کوئی بھی مشکل رہ اطاعت بن
نی کے اتی ہو کیا خف سر جبارے
جہان میں نام مہار اہو شمع ساروشن

براد نعت بنی ہے یہاں سنہل کے چلو
عقاب حق ہو یہیں گردرا پہل کے چلو
جلو تو ساتھ مگر نوشتہ رحل کے چلو
خدا کے پاس حوجا نا ہے ہلکے ہل کے چلو
طرف بہشت کے دوزخ سے تم نکل کے چلو
یہ نفس بد ہے عدو اسکا سر کل کے چلو
درا ہی دین سے اسکے اگر بدل کے چلو
ہو سوز عشق بنی من بگہل بگہل کے چلو

اجل سے پہلے جو ممکن ہے نیکان کر لو
اجل یہ سر پہ کھڑی کہہ رہی ہے تمام و سحر
لال و حزن سے فردا زبا تہ مل کے چلو
جلیگی بچ سر رہ و اسنبہل کے چلو

ای با و شاہ کھر سادہ سادہ نفث بنی
کبھی نہ طر رہی؟ شقیہ عمل کے چلو

امور طر سب سامو جو بہار و نکو دم بہرہ کیے جاؤ

بنی کا عشق محکم دل کے اندر دیکھئے جاؤ
لکھا نعت بنی کامیں نے دفتر دیکھئے جاؤ
کرم سے ہمت اپنی روز محشر دیکھئے جاؤ
بہار روضہ حضرت کے آگے خد ہے کیا
شب معراج حضرت سے ہی جبریل کہتے ہیں
مدینہ کا جو گورستان دیکھا دل لگا کہنے
مبارک قبر سے اپنے نکل کر یا رسول اللہ
بیچ الاؤل یا غلغہ صل علی کا ہے
سیچھو شوکر خوف الہی کی ہے فیروزی
ترقی کی خوشی کیسی تنزل کا الم کیا ہے
خدا کے پاں دے اپنے بہرہ دیکھئے جاؤ
قدس قدسان ہیں آج اسپر دیکھئے جاؤ
میں کا جو جو بہار و نکو دم بہرہ دیکھئے جاؤ
دل کھر کوہی۔ ساری عمر کسر دیکھئے جاؤ
تمہاری عظمت شوکت کا منظر دیکھئے جاؤ
ہمارے تحت ان سب کا مقدر دیکھئے جاؤ
اس ہمت کا تمہارے حال پر دیکھئے جاؤ
مبارک نعت کا چرچا ہے گھر گھر دیکھئے جاؤ
تم اپنے نفس بد کو گر سحر دیکھئے جاؤ
لو کہہ لے جو خدا نکو برا بر دیکھئے جاؤ

فلک پر بادشاہ دیکھو گئے کیا عقد شریا کو

ہمارے شاہد معنی کا زیور دیکھئے جاؤ

مصرع طرح نہیں سے پوچھتے ہو جان نثار کیسے ہو

خدا کی شان ہے تم با وقار کیسے ہو
شفیع کون نیامت میں تمہارے ہو
جو خامگان خدا ان نہ لگنے ہو ستران
حبیب حضرت پروردگار کیسے ہو
گناہ نگار و کئے تم غمگسار کبے ہو
رسول کیسے ہو تم ناہارا کیسے ہو

تمہارے گیسو و رخ پر فدائیں ہم دے
 خجل جو غصے میں حوریں تو سنبھل علان
 خدا کے بعد جو ہم سب سے افضل و اعلیٰ
 تمہارا سرمہ ہمیں سرمہ جواہر ہے
 نہ محو ہو گئے کبھی و اغہائے عشق نبی
 نہ خستہ حال اس امت کا یابی و دیکھو
 بنی کے قول کی یار و نہو اگر تقید

نہ نو چھ کوئی کہ لب و نہار کیسے ہو
 ہر ایک طرح سے تم طرحدار کیسے ہو
 میں کہا بتاؤں کہ با افخار کیسے ہو
 تم اے ہنید کے گرد و غبار کیسے ہو
 مکوں دل کے ای یقین کیا کیسے ہو
 دھڑ راز سے زبردست کیسے ہو
 بھڑکتے ہتی جان سنا ر کیسے ہو

خدا جو جیسا ہے عجب کہا بد نہ بھیجے گئے
 اسی بادشاہ کہو بے قرار کیسے ہو

مصرع طرح ہوئے اجان دل لیکر کہ ایسے دلربا تم ہو

شفیع المذنبین تم ہو محمد مصطفیٰ تم ہو
 خدا کے بعد افضل کوئی تبت میں نہیں تم سا
 خدا کی ہے قسم ہکونین طوفان کا خدشہ
 خدا کے گو کہ ہو بندے خدا و نذا ہے ہیں لیکن
 بنی کا عشق ہے ہکو بنی کے مدح خوان ہم ہیں
 نہیں ہو باعث عالم ہو غم فخر نبی آدم
 اگر ہے دین مثل آسمان خورشید ہم اسکے
 خدا نے کیسے پیغمبر کے امت میں کیا و احل
 مقرب بارگاہِ بزدی میں کون ہے ایسا
 نما کے اور بقا کے بہرے جو کوئی واقف ہے

مرضیان گنہ ہم ہیں دو اتم ہو شفا تم ہو
 صفت ہر ایک ہے تم میں سرا و ارثنا تم ہو
 یقین ہے کتنی امت کے اپنے نا خدا تم ہو
 خدا سب سے جدا لیکن خدا سے کب جدا تم ہو
 عجب ہے شاعر و مرضی بتوں کے متبلا تم ہو
 نبی اعظم و اکرم رسول رہنا تم ہو
 کہیں خورشید کو گردن ہم اسکے ضیا تم ہو
 اسی امت تک نہیں ہے محتاجت رسا تم ہو
 بہاؤ میں جتنے مل آئے اویسے سفیاء تم ہو
 وہ یہ کہتا ہے ہم عین فاعین لبنا تم ہو

اگلی میں در احمد کے لطف بادشاہی ہے

ہزار ان شکر ہے ای بادشہ اسکے گد، تم ہو

بہ قصیدہ ایک دوست متوطن بنگلور کے فراموش سے لکھا گیا

خدا ہو کیون نہ دل تجھ پر بہا را یا رسول اللہ
 تمنا ہے نہ جنت کی نہ شوق حورو غلاما ہے
 رہیگا سرح روبریک وہی مومن قیامت میں
 جو کچھ ہے آرزو دل میں مدیہ کے سفر کی ہے
 عروج عظمت توحید تھی منظور سرتاسر
 ترے رحم و شفاعت کا جو دریا موجزن ہوگا
 پسندیدہ تھی کینائی تری کس درجہ خالق کو
 عبت میں یہ مری آنکھیں عبت میری بصارت
 نہیں تجھ سا کوئی خالق کا بیارا یا رسول اللہ
 ہمیں بس ہے ترے رخ کا نظار یا رسول اللہ
 ہے تیرے عشق کا جکوس ہمارا یا رسول اللہ
 نہیں ہے خوشی بلج و حبا را یا رسول اللہ
 جو تجھ پر حق نے قرآن کو اوتارا یا رسول اللہ
 کر کے کیا ہکود و زخ کا شرارا یا رسول اللہ
 نہ تھا سایہ کا ہونا بھی گوارا یا رسول اللہ
 نہ دیکھا آج تک روضہ تھارا یا رسول اللہ

ادب سے سرنگون رہنا ہے کلک بادشہ ہر دم
 ہے نیری نعت کب لکھنے کا یا را یا رسول اللہ

یہ غزل حضرت رسول مقبول کے روضہ مطہرہ کے روبرو مصنف مرحوم نے پڑھا تھا

بر آئی ہے تمنا بعد مدت یا رسول اللہ
 کہاں ہوں کون ہوں کیا دیکھتا ہوں آج آنکھوں سے
 بہار گنبد خضر کا نظارہ جو پایا ہوں
 نہ تہا میں بندہ ناچیز قابل ایسی نعمت کا
 نہیں پہولا سنا ہوں خوشی سے اپنے جامہ میں
 ملائک کر رہے ہیں درپہ تیرے جبہ فرسانی
 ہے وارف حطرح سے تو خدا کی شان عظمت کا
 کمالات و فضائل جعد رب انبیاء میں تھے
 مسر آج ہے تیری زیارت یا رسول اللہ
 مجھے اس خوش بھری پر ہے حیرت یا رسول اللہ
 نہ کیوں ہو سر میری کشت قسمت یا رسول اللہ
 فقط اللہ کی ہے یہ عنایت یا رسول اللہ
 ملی ہے جیتے جی اب سیر حبت یا رسول اللہ
 بشر کیا ہے بشر کی کیا حقیقت یا رسول اللہ
 خدا ہی جانتا ہے تری عظمت یا رسول اللہ
 ملی ان سبکی تجھ کو جامعین یا رسول اللہ

مہمان عالم و حق رزخ کبریٰ ہے نو بیشک
کہوں کیا میں ہے تجھ پر مشکف حالت مری کسر
ہوئی اسوں کچھ مجھے نہ باندی سترہیت کی
نہ رغبت نیک کاموں سے نہ نفرت تہی گماہو
سراپا مجرم و عاصی ہوں مادم ہوں پنبان ہوں
نری امت میں ہونیکا نہ کیونکر خسر ہو مجھ کو
شفیع المذنبین ہے رحمۃ اللعالمین ہے لو
ترے اصحاب کے میرے مکرم آل کے صدقہ
ربان کو کس لشکر ہے نری توصیف کا یارا

نری کچھ اور ہے شان رسالت یا رسول اللہ
ہیں کچھ عرض حاجت کی ہے حاجت یا رسول اللہ
نہ میں نے کی ادا خالق کی طاعت یا رسول اللہ
رہا کس درجہ مجھ کو خواب غفلت یا رسول اللہ
مگر ہوں داخل اراد است یا رسول اللہ
ہی سارے انبا کو جسکی رغبت یا رسول اللہ
گاہ لطف ہے نری کفایت یا رسول اللہ
نماست میں مری کیجے شفاعت یا رسول اللہ
قلم کو کس کے ہے لکھنے کی طاقت یا رسول اللہ

اگر ہوں نیک و کا با دشمن کہتے ہیں سب مجھ کو
یہ کافی ہے مجھے دنیا میں عزت یا رسول اللہ

مصرع طرح تہذہ پرور کبھی مجھ پر بھی عنایت ہو جائے

پہر دو مارہ مجھے تیرب کی زبانت ہو جائے
کسلے دیر ہے اب جلد قیامت ہو جائے
جائیں ہم خلدین کفار جہنم دوزخ میں
حمد کا لیکے لو احسن میں جب تو نکلے
اشک عشت تنہی کو ہے وہ رتبہ حاصل
تیری شیریں سخن کی جو کہوں میں تو صیف
کنج فارون کی مرے پاس حقیقت کیا ہے
اگر ہوا بت قدمی میری رضائے حق میں
ایسی توصیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قائل

اچ پر پر جو مرا نیر قسمت ہو جائے
یا نبی امت عاصی کی شفاعت ہو جائے
علم او دہر املکو او ہر کھوسرت ہو جائے
انس و جن کیا ہیں فرشتوں کو ہی حیرت ہو جائے
کہا عجب کو تو تر و نسیم پہ سبقت ہو جائے
میرے ہر لفظ میں مصری کی حلاوت ہو جائے
گر متیر تری دیدار کی دولت ہو جائے
جو مصیبت ہو مرے واسطے رحمت ہو جائے
یک سر مو جو جدا ہم سے شریعت ہو جائے

جوڑیں یکخت تو وہ بوسیدہ خیالات اپنے
فرسی عشاق کو یارب یہ بہت ہو جائے

شاعری سے یہی مقصود ہے اسے تباہ رسل
بادشاہ کی ترے مداحین شہر ہو جائے

مصرع طرح بس ہو چکی نماز مصطفیٰ اوٹھائے

خس رسول پاک کا بیٹا اوٹھائے
نام اپنا دنداری بن اچھا اوٹھائے
مقدم کسی حرمت خالق منائیکی
رغبت بہن ہے وہیں تنکو کسبے وہ
خس میں کیا جواب وہ دے جو کہہ ہیں
دل میں ہمارے کو باہر یفش کا لجر
ہم میں سار سہنی ہکو کیا ضرور
آبا ہے جو کہ ہمدین دیکھ گیا وہ لمبی
دیار دوست کی ہے تنہا اگر تمہیں
غیر و کا عش اور ہے عشق نبی ہے اور

درب خدا کا اس سے تباہ اوٹھائے
حلد برین کا لطف دو بالا اوٹھائے
ایا قدم جو سوتے مدینہ اوٹھائے
بس ہو چکی نماز مصطفیٰ اوٹھائے
بس ہو چکی نماز مصطفیٰ اوٹھائے
کیونکر خیال یثرب و بطحا اوٹھائے
رضی نبون کے ناز جو بیا اوٹھائے
اس زندگی کا دل سے پہر اوٹھائے
غفلت کا اپنی آنکھ سے پردا اوٹھائے
کھوسنگریہ اور در کیا اوٹھائے

مطور گرسرت عفتی ہے بادشاہ

بار غم رسول بہتہ اوٹھائے

مصرع طرح ستم سے باز آ طالم قیامت ہوئے والی ہے

ترے عنان کی محشر میں عزت ہونے والی ہے
نہ گہرا و گہرا، و تمہیں اپنے ہمیں سے
آخر تر وہی ہیں بکے دل میں نور ایمان ہے
سبارک ہے وہ دل جس میں تری معمور الفس ہے

اوپرین اصل ہر یک جنت کی نعمت ہونیوالی ہے
عنایت ہونے والی ہے شفاعت ہونیوالی ہے
یصین کفار کو خواری و ذلت ہونیوالی ہے
سبارک وہ زبان ہے جس سے حمت ہونیوالی ہے

دُرُود اللہ سے اے منکرین دین پیغمبر
کہا حق نے تو ختم المہ سلطنت کی ہے میرے بعد
گھمنڈ و عظمت کا تھا گردون کو لیکن یہ نہ تھا سلاطین
مزا جم ہو نہیں سکتے کبھی سبب دنیاوی
ہمیں اے نفس بدلو نے ہی ڈالا قہرِ دولت بین
بتوں کے عشق کے اشعار کا خواہاں نہیں کی

نہیں بکدن قیامت میں قیامت ہوئی ہے
نہ دنیا میں نبوت اور رسالت ہوئی ہے
زمین پر پانی تیری ولادت ہوئی ہے
دوبارہ گردِ مدینہ کی زیارت ہوئی ہے
سقم سے بازِ آطالم قیامت ہوئی ہے
مہذب سلسلے میں اس سے نفرت ہوئی ہے

نہ چھوڑا مشعلِ نعمت بنی کا بادشاہ ہرگز
طفیل اس کے رسا اپنی طبیعت ہوئی ہے

مصرع طرح نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے

مرے دل کو ہے نسبت اس طرح عشقِ پیمر سے
ہمیں مفسود و حنت سے نہ جنت کے کسی گہر سے
مجھے کیا کام فرضی حسن سے اور فرضی دلبر سے
ترے مست می الفت کو کچھ پروا نہیں ہرگز
بجز قلبِ سخنور کوئی قدر سخن جانے
ہے اپنے نفس کا کشتہ عدو جو ہے شریعت کا
لکھوں کیونکر قلم سے وصفِ پیغمبر کے گیسو کا
نہ رو کو خلد سے مجھ کو بنی کا امی ہوں میں
غمِ ہجرتی میں اشک جو بہتے ہیں آنکھوں سے
مری امید کی گیتی یہی سرسبز ہو جائے

جدائی غیر ممکن ہے عرض کو جسے جوہر سے
مری آنکھوں کو دلچسپی مدینہ کے ہے منظر سے
میں سچا ہوں عجب سچی محبت ہے پیمر سے
نہ جنت سے نہ دوزخ سے نہ دنیا سے نہ محرم سے
صفت زر کی اگر کچھ بوجہا ہو لو چو زرگر سے
نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے
بالوں روشنائی میں نہ جنتک، شک و غمیر سے
جو پرشش ہو عشق و چہ لوتم اپنے اور سے
فردن رتبہ ہے اونکا آب زہم آب کوثر سے
ذرا سایا بنی تیرا اگر ابر کر م بر سے

ہنی کے آسان کی ہے گائی بادشاہِ حاصل
مجھے ہے برتری جمشید و ارا اور سکندر سے

مصرع طرح فنا کے بعد بھی دل میں خیال بار باقی ہے

نہ کوئی شوق و ارمان دل میں اب نہ باقی تو
عجب کیا گر صدامتل علی کی قبر سے نکلے
بہارِ خلد پر ضوان بچھے یہ محزبِ جا ہے
دماغ اپنا نہیں محتاج ہرگز مشک و عطر کا
فنا ہو گیا آئے ہم ہر یک لائق فنا کے ہیں
میں کہہ دو نگارِ شنون سے نہ لیجا و جہنم کو
لصدف گر نہیں ہے نوبنی کی پاک زب پر
بنی کی وصف کا حق کب ہو اور ادا تجھے
خدا کے واسطے اب ای اجل اتنی نہ کر جلدی
گناہوں پر گنہ کرتے رہے شام و سحر افسوس

فقط عشقِ جنابِ احمد مختار باقی ہے
فنا کے بعد بھی دل میں خیال بار باقی ہے
زمین پر کوچہ احمد کا جب گلزار باقی ہے
حالتِ لف حشرت اس میں جب ہر باقی ہے
اگر باقی ہے ذاتِ حضرت دادار باقی ہے
ابھی دل میں امیدِ حیرت غفار باقی ہے
تری گردش بہ کون ای مہرِ انوار باقی ہے
مرے پہلو میں دل منہ میں بان بکار باقی ہے
مدنیہ کی دوبارہ حسرت و دبار باقی ہے
نہ تو بہ کوئی باقی ہے نہ استغفار باقی ہے

رہو گئے گر نہ تم باقی تو عم کیا بادشہ اسکا
جہاں میں جب تمہاری شہرت اشعار باقی ہے

مصرعہ طرح اس ایک جان پر مری لاکھوں تم ہوئے

اوصافِ مصطفیٰ نہ کسی سے رقم ہوے
الف میں مصطفیٰ کے جو ثابت قدم ہوے
پیش کا خوف کیا ہیں دوزخ کا کیا خطر
برپا جو تو نے دینِ متین کا علم کیا
خلقِ عظیم حق نے کہا شان میں تری
کہہ دو یہ انسے جو رہ حقین ہوئے نثار
تو حید حق سے ہو گیا پر نور یک جہاں

عاجز نام اہلِ قلم بک قلم ہوے
دنیا میں آخرت میں دہی محترم ہوے
محشر میں جب شفیع وہ شاہِ احم ہوے
کفار سرنگوں ہوے بت منہدم ہوے
اعدائے دینِ مہرِ خلق و کرم ہوے
تم کا سیاب ہو گئے محروم تم مجھے
روشن فقط نہ کشورِ عجم ہوے

<p>فکرِ معاشِ حرص و ہوا خواہشات بد ہم کیا سنائیں قومی تنزل کی درختان سچا مومن چاہے سچا کلام اب</p>	<p>اس ایک جانپرمی لاکھوں ستم ہے بتا بڑے ہوئے تہہ ہم تنہا ہی کہ ہے فرض جو عاشقان تہہ وہ سب کا دھم ہو</p>
<p>جبرئیل باک کچھ دین کہنے ہو پاؤ شاہ تم شاعران دہریہ کیا معتمد ہو</p>	
<p>مصرع طرح وہ کہتے ہیں کہ لریز آگیا کجا جب بادل ہے</p>	
<p>جہان کے عشق بازوں میں ہمارا کچھ بداد ہے طفیل عشق احمد کجا صفائی بائی ہے دل نے ہر یک دم تا دم آخر جو دم امت کا بھرا تھا رسول اللہ کا ربہ ہے ہون سارے رسول ہیں یضیں ہے جھکو لجا نیگا پھر مکدن مدرسہ کو وسیلہ ندرت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا نہ بھل ہوئے ارض و سما بار امانت کے جہان میں بس کو سفلت رہتی ہے احکامِ سرعی سے کسی دن نرم ہو تا ہی نہیں خوفِ الہی سے نہ زحنی شق ہے جھکو نہ جھوٹا ہے سخن میرا</p>	<p>ہر یک شام و سحر مابند عشقِ مصطفیٰ دل ہے سکندر طبع ہوں میں اور میرا آئینہ دل ہے اسی کا مبتلا دل ہے اسی کا آشنا دل ہے نام اعضائے انسانی میں جیسا مقتدا دل ہے نہ اپنا مثل کشتی ہے تو اسکا ماخذ دل ہے بنی کا نام ہے و روزبانِ محو نسا دل ہے جو مغل ہو اسکا تو وہ انسان کا دل ہے سزا پا سکا وہ محشر میں اسکا ناسر دل ہے یہ کیا پہلو میں مبرے سخت تیرے سوا دل ہے میں سچ کہتا ہوں ان باتیں میں لیدر دل ہے</p>
<p>نہ کیوں تفویض کروں یاد شہ ہر کام خالق پر دی خود جانتا ہے سب را اہبا برا دل ہے</p>	
<p>مصرع طرح ”تھو بے بدنام الفت میں وصال یار سے پہلے“</p>	
<p>ہے دل وابستہ کوئے سید ابرار سے پہلے نہو عشقِ بنی گر کیا صداقت اپنے ایمان کی</p>	<p>ہوں شیدا و سکا ای رضوان تیرے گلزار سے پہلے میں پوچھو گناہی ہر مومن و دیندار سے پہلے</p>

حسب بن بنی کے پائی ہے انصار نے نبعت
بچے جنب بن بنائیلی کو شش بعد اسکے ہو
سارک نام حضرت کا جو آنا ہے مرے لب پر
بشارت آپ کی سب دیتے آتے ہر زمانہ میں
مفظ تائید حق کی تھی غلط ہے قول غیب و نکاح
او دہر ظلم و ستم نہا اوراد ہر طرف و عنایت
سیحآب ہو سیکر میں ہیا رحمت ہونا

مہاجر گرچہ ایمان لائے تھے انصار سے پہلے
بچا لویا بنی جمہ کو عذاب نار سے پہلے
لبون کو جوڑ لیتی ہے زبان کس پار سے پہلے
پیمبر جتنے آئے احمد مختار سے پہلے
ہمیں سلام پھیلا یا گبا تلوار سے پہلے
بڑا نہا آپ کو کیا سابقہ کفار سے پہلے
مجھے سیراب کر دو سرب و دبار سے پہلے

خدا نے دی ہے کیا توفیق اجہی بادستہ تجھ کو

کہاں رجحان تھا یوں نعتہ اشعار سے پہلے

مصرع طرح ”فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آتش نہا ٹھہرے“

شفیع المدین جب سے محمد مصطفیٰ ٹھہرے
تفاوت ہے یہی اپنے بنی میں اور عیسیٰ میں
نہ نکلے ٹھہرے سے کچھ ہاں لغت حضرت و سبم نکلے
جو منکر دین کا ہے نذر حق نذر رسول حق
جگر میں دل میں جان میں تیرا حب عشق و ولا ٹھہرے
نہ کیوں نہ وصف کیسے سورۃ واللیل کو کھنکے
غبار روضۃ الطہر جو شرب سے صبا لائے
کرم سے بانی ہکو مدینہ جلد بلوا لو
طریقیت اور حقیقت کا ملے کیا راستہ ہم کو
خیالی شاعروں سے دور مداحان حضرت ہیں
مدینہ کی سفر کی کس طرح رغبت مکمل ہو

دل است میں خوف حشر گر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے
پرے وہ عرش کے پھنچے بہالائے سہا ٹھہرے
نہ ٹھہرے دل میں کچھ ہاں عشق شاہ انشا ٹھہرے
رُٹھہرے بُرا ٹھہرے بُرا ٹھہرے بُرا ٹھہرے
نہ کون ہر دم زبان یر با محمد کی صدا ٹھہرے
ترے رخسار کی توصیف میں جب دل بھٹی ٹھہرے
ضیا کے چشم کے خاطر وہ عمدہ تو تیا ٹھہرے
دل عشاق میں صبر و تحمل تا کجا ٹھہرے
شرعیت میں نہ مستحکم قدم جب دایا ٹھہرے
وہ ستاق بنی اور بہ بتوں کے مبتلا ٹھہرے
نہ جب تک شوق خود ماند خضر نہ نہا ٹھہرے

<p>غریقِ بحرِ الفت نہ رہے یہ ہر وقت کہنے بہن</p> <p>فاکیسی بقا کیسی جب اسکے آستانہ ٹھہرے</p>	<p>فلمِ نرا چلے کہا بادشاہِ نعتِ پیمبر میں</p> <p>یہاں ہر صاحبِ طبع رسا صاحبِ نار سا ٹھہرے</p>
<p>مندرجہ ذیل غزلین مشاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئیں اور گلدستہ خوشیڈ میں طبع ہوئیں</p>	<p>مصرع طرح بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل گئے</p>
<p>الفاظ سارے نور کے ساغیہ میں ڈل گئے</p> <p>خزمن فرار و صبر کے یک نخت جل گئے</p> <p>جو سوز دل سے شمعِ کھسورت پگھل گئے</p> <p>گر آج چمکے تو سمجھ لو کہ کل گئے</p> <p>کیچڑ ہوا زیادہ تو پاؤں پھسل گئے</p> <p>ردِ صدفِ مصطفیٰ کے چوہم سر کے بل گئے</p> <p>لرزہ ہوا زمین کو فلک سا رے بل گئے</p> <p>جو تھکے تھی وہ دینِ ستین سے بدل گئے</p>	<p>منہ سے سخن جو نعتِ نبی کے نکل گئے</p> <p>احمر بنی میں آہ کے شعلے نکل گئے</p> <p>عشانِ مصطفیٰ میں ہوروشن نہیں کا نام</p> <p>چمکتا نہیں ہے موت کے پچے سے کوئی بے</p> <p>صحبتِ بدون کی کرنی ہے نیکو گو بہی خراب</p> <p>حقِ ادب ادا ہوا ہم سے دوسو</p> <p>کہا جو بیخِ ستم نے خلقِ حسن پر</p> <p>دایم رہے سجدائے دین پر استوار</p>
<p>ای بادشاہ اپنے گناہوں کو کر کے یاد</p> <p>بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل گئے</p>	<p>مصرع طرح آسمان پر اپنے نامے جا بیٹے</p>
<p>نام اچھا یا بُرا لے جا بیٹے</p> <p>شعِ عشقِ مصطفیٰ لے جا بیٹے</p> <p>ہم پیمبر کی شالے جا بیٹے</p> <p>کیسے ہم دو زخمِ مین ڈالے جا بیٹے</p> <p>ہن جو منکر وہ نکالے جا بیٹے</p>	<p>لو چہرہٴ دنیا سے کہا لے جا بیٹے</p> <p>گو زمین ہم کیا ضابطے جا بیٹے</p> <p>تم جو چاہو لے چلو اے شاعر و</p> <p>غور کیجئے امتی کس کے ہن ہم</p> <p>قرب حق یا بیٹے عشاقِ رسول</p>

دل کو ہم بنکے نہ رہے جائیگے
 حور بن آنکھوں میں ٹھہرا جائیگے
 سون واران کے سامنے جائیگے
 ہم یہی پس خدا لے جائیگے
 آسمان پر اپنے نامے لے جائیگے
 آسمان پر اپنے نامے لے جائیگے
 آسمان پر اپنے نامے لے جائیگے

حالا بلوالو مایین با بنی
 سالون بد ارتغر خدا ہوان نجہ
 سوئے تربیرے دل کے ساتھ ساتھ
 نرسارون نما اخی ماحبزی
 گورن پر تہم بن لیکن ایک دن
 کوئی اس غم کا ذرا رکھے عروج
 اے رکنے والے رکنے تو ہیں

خالی جاوینگے نہ ہم اسی پادشاہ
 بل محفل کی دعا لے جائیگے

صرح طرح ”ہم ذرا اور روش ناز سے چلنے والے“

مثل پرواز میں اس شمع پہ چلنے والے
 آنف اسوس بن وہ حشر میں ملنے والے
 گلشن خلد سے کب ہم میں پہلے والے
 بون تو تیر کو نکلتے ہیں نکلنے والے
 دل سے جو شرع پہرہ پہن چلنے والے
 ہیں کہان نشہ دولت میں سنبھلنے والے
 صدف قلب سے موتی ہیں اگلنے والے
 سرگلش نہیں ہوتے کبھی پہلنے والے

ہم کبھی عش بنی سے نہیں ٹلے والے
 دن احمد سے بدلنے دو بدلنے والے
 یاد آئیگی وہاں بھی ہمیں شرب کی فضا
 حب دنیا نہیں بعضوں کو نکلنے دیتی
 راستہ قرب الہی کا وہی پائیگی
 مارہ خہ ارون کا سنبھلنا تو ہے بالکل آسان
 قلم دہر میں مداح بے بر گویا
 نفع کیا ان کو جن دین بنی سے آزاد

پادشاہ میں نہ نکرنگا کبھی جز نیت بنی

سارے اشعار میں اس سانچے میں ڈھلنے والے

بہ غزل مشاعرہ اردو سے سائنسی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارت میں طبع ہوئی

صرع طرح نمبر ۷۷ ورنہ کو تو نگر بنا ینگے

ہم بھی خدا کے گہر کو منور بنا ینگے
 طبع رسا کو آج سکندر بنا ینگے
 رگہائے جاں کے تار کا سطر بنا ینگے
 ہم سر کو اپنے پاؤں کا ہسر بنا ینگے
 لگا ہے بہت اسکو مکرر بنا ینگے
 داغ جبین کو غیرت احسرت بنا ینگے
 مجلس کو سارے آج مستر بنا ینگے
 وی انوں خامہ ہم تجھ نثر بنا ینگے
 ہم ذرہ ذرہ کو مہ انور بنا ینگے
 ہر یک خذف کو روکش گوہر بنا ینگے
 آنکھوں کو اپنے چشمہ کو ثر بنا ینگے
 ہر صف کو طلق کے صف محشر بنا ینگے
 ہم نے ہرین بنایا نہ اسپر بنا ینگے
 صل ملی کے لفظ کا زیور بنا ینگے
 ہر یک مکان کو خلد کا منظر بنا ینگے
 عقیقی کے زوارہ کو بہتر بنا ینگے
 میرے حضور مجھ کو تو نگر بنا ینگے
 ہر بزمین فہرہ بینی مقرر بنا ینگے

دل کو بنی کے عشق کا منظر بنا ینگے
 دگر بنی کا آئینہ دکھلا کے خلق کو
 اوراق دل نیت کا دفتر لکھ ینگے ہم
 آنکھیں بچھاتے جائینگے غریب کی راہ بن
 دیکھینگے بھر و بارہ مبارک وہ آسان
 اگر ہین وہاں جبین کو پے سجدہ خدا
 کرتے ہین وہ فنگہت گبسو کا ہم ترے
 اسرار سے دین کے دل میں خلش کیونہ فزون
 ہے تیرے آفتاب ہدایت کا یہ بیان
 ہر نماز میں عیان نکل عنا کا ڈھنگ ہو
 رو ینگے کرنے جائینگے محنت میں تیری دہ
 جب ہم سنا ینگے تری رحلت کا واقعہ
 حق سے کہا کہ تجھ سا کوئی ذی شرف بنی
 خوابان بھی وہ فہ احمد مرل کے واسطے
 میلاد کی خوشی میں چراغان کریں گے ہم
 چرچے رہینگے وسط و قضاید کے جا بجا
 سینکڑیں ٹیل، ہم و دنیا دروغ شوق
 ہم کو دریدہ نہشتی کا سہ کسفی

سنا رہا ہے شاہ یہ کہتے ہیں بار بار

ہم نہ منوان ؟ دل کو سحر بنا ینگے

ماں نعنہ ہے ہر وقت طبعوت میری
 یک نظر اسکے کرم کی ہو تو بھر چر من
 آگیا جاکے مدینہ نہ کیا اپنا مکت م
 چشم باطن سے جو حاصل ہے حضوری میری
 اس لب پاک کے صدقے کہ کہا تھا جس نے
 صورت لعلہ طیبہ کا ہوں شائق یارب
 مانع راہ میں ہر چند کہ اسباب جہان
 تیرے رخسار سے تشبہ نہ دوں گا ہرگز

اندون رشک ملائکے سعادت میری
 حور و غلمان مرے کوثر مرا جنت میری
 ہائے غفلت یہ مری حیف بہ قسمت میری
 کون نہ فربان ہو بصیرت پہ نصارت میری
 زار و روضہ نہ واجب ہے نفع مبری
 آرزو حلد بہ بر لاکسی صورت میری
 ستون کو اور بڑھا دیتی ہے ہمت میری
 ماہ و خورشید کرن لاکھ لاجنت میری

بادشاہ مجھ کو ہے شاہان جہان سے کیا کام
 در احمد کی گدائی میں ہے عزت میری

جہان میں تم سا کوئی صاحب جمال ہی ہے
 ہے راضی ان سے خدا جو تمہارے بن عشاق
 ہمیشہ مست ہیں ہم عشق سرور دین میں
 تصدیق اس شہ والا کے ذات میں جسکے
 صحابی دونوں ہیں دونوں ہیں جان نثار ہی
 ہلال و بدر سے عالم پہ کھل گیا یہ راز
 بنی کے خال سے حیرت ہے نجم تابان کو
 فقط تمہاری محبت نہیں ہے سینہ میں
 شفیع تم ہو ہمارے تو امتی ہم سب
 دوبارہ مجھ کو مدینہ میں جلد بلو لو
 دماغ میں ہیں خیالات سارے دنیا کے

کہ جسکا عاشق شیدا وہ ذوالجلال ہی ہے
 رضائے حق سے کوئی عہد تر مال ہی ہے
 یہ وہ شراب ہے جو پاک ہے حلال ہی ہے
 کرم ہے قہر ہے نیت ہے اعتدال ہی ہے
 اگر صہیب او دہر ہے ادھر ہلال ہی ہے
 کمال جسکو ہے آفراد سے زوال ہی ہے
 نخل اس ابرو نے خدا سے ہلال ہی ہے
 متاع شوق سے دل میرا مال ہی ہے
 نجات پانے میں کیا ہم کو احتمال ہی ہے
 یہ آرزو ہے ہی تم سے اب سوال ہی ہے
 بہلا کیسکو کبھی موت کا خیال ہی ہے

ہمارے واسطے تاحشر بس میں یہ دو چیز

کلام پاک سے یک ایک تیری آل بھی ہے

نظرِ کرم کی ہو اس بادشاہِ عاصی پر

حیقر و عاجز و بکیس ہے خستہ حال بھی ہے

یہ نظم جلسۂ میلاد شریف سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۳۲۰ ہجری کے لئے لکھی گئی

رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن بہتر ہے
انہی سے ہمو عزت ہے انہی کی ہمو الفت ہے
وہی سرتاج ہیں سب کے وہی محبوب ہیں رب کے
خدا کے بعد افضل جز محمد کے نہیں کوئی
کہیں گے اہل عشر و یکہم کرامہ از پیغمبر
سلاطین زمانہ کے تمامی جاہ و حشمت سے
مدینہ اپنا مسکن ہو مدینہ اپنا مدفن ہو
مبارک ذاتِ حضرت اسطرح ہے جملہ مہل بن
کہا ہے تو نے پیدا ہمو امت میں محمد کی
منائیں کیوں نہ شادی آج ہم اسکے ولادت کی
یہاں خوشتر ہے ہمو سیر گلزارِ مدینہ کی
یہی جنت میں عشاقِ بنی حور و ن سے کہدیگے
یلا دو سرت ویدار اب اسے ساقی کو شر
جنوں سے عین احمد کا ہوں پر زدا سن دل کے
شرعیہ کا ہے چو پابند دل ہے اسکا اعلیٰ ر
خلاف شرع داخل گر کوئی بھی بات ہو امین
ہے ساری محفلوں میں محفلِ میلاد یوں افضل

دل و جان نام پر اونکے جو ہر قربان بہتر ہے
ابن کا ذکر ہے پیارا انہی کا دھیان بہتر ہے
انہی کی شرع اچھی انکا ہر فرمان بہتر ہے
اگر ایمان کی پوچھو تو یہ ایمان بہتر ہے
خدا کی سلطنت میں واہ کیا دیوان بہتر ہے
گدایان در احمد کی عز و شان بہتر ہے
یہی ہے آرزو وعدہ یہی ارمان بہتر ہے
خدا کے سب کتب میں بطرح قرآن بہتر ہے
الہی میرے احسانوں میں یہ احسان بہتر ہے
نہ ہرگز ایسی لغت کا بہن کفر ان بہتر ہے
وہاں شاید تجھے فردوس ای رضوان بہتر ہے
جو کچھ بہتر ہے حسن سدا کو ان بہتر ہے
مرغضانِ محبت کو یہی درمان بہتر ہے
ہمارے واسطے صحرائے عربستان بہتر ہے
ہے جسکو خوفِ عقبی کا وہی انسان بہتر ہے
نہ وہ نوحید بہتر ہے نہ وہ عرفان بہتر ہے
ہمارے جسم میں جیسی ہماری جان بہتر ہے

یہ جان موحودا سب علما میں تاجدار ہیں۔
 یہ مہمل ہے جس میں تاج و تہمت ہے۔
 سنا کہ یہ جیسے آج منگل کے سہ۔
 یہ ہے آرزو ہر مال بہ علسہ۔
 یہ ہے جس کے اس دنیا کی وعدہ دینے اور

عقل اور دین اور ایمان اور ایمان بہت ہے
 یہ ہیں کہ یہ تاج و تہمت ہے
 جات آخر نکالنے کے یہ ان بہت ہے
 ہمارے دین کا ہر کٹر ح و علان بہتر ہے
 ہمارے کیا کام یہ ان سے بہت ہے

ابلیس بادشاہ کو کہئے محمد صلب احمد بن
 منہ غامہ دل میں بھی ہوا جس سے

یہ ظلم جیسے عبدالمیلاد سے پتہ پتہ کے لئے لکھی گئی

آج میلاد پیغمبر کا مبارک دن ہے
 آج دنیا میں ہوئے باعث دنیا پیدا
 آج کی عید ہے سرتاج تمام عیدوں کی
 دن یہ سو دن ہیں ہے فقط انسان کیلئے
 جو بن جنت میں فلک پر بن ملائکہ کہتے
 کہ قدر خوش پید ہے فرحت عید المیلاد
 کون ہے وہ جو نہیں اغت ہی میں مصروف

آج کیا نہ داور کا مبارک دن ہے
 آج ہم سب کے مقدر کا مبارک دن ہے
 آج سب نبیوں کے افکار مبارک دن ہے
 ملک و جن کے ہی لشکر کا مبارک دن ہے
 آج پیدائش سرور کا مبارک دن ہے
 آج مومن کے ہر یک گھر کا مبارک دن ہے
 آج ہر ایک سخنور کا مبارک دن ہے

ایضاً

زبان جنتک دین میں اور تین جان باقی
 قسم کی ہے بیشک ہم چلے جائیگے جنت میں
 نبی مانی نہیں دنیا میں لیکن اسے چھوڑ لے
 نہ ہو تعظیم گرا کی نہ نہن گرا کے ہم میر و
 دوبارہ دیکھوں آنکھوں میں روضہ پیغمبر کا

رسول اللہ کی لوح و تنہا ہر آن باقی ہے
 ہمیں کیا نوب محشر ہے اگر ایمان باقی ہے
 ادھر آل سکی باقی ہے اور ہر آن باقی ہے
 لو پہر کیا دین کی علمیت پہر کیا شان باقی ہے
 کوئی ارمان نہیں دلمیں یہی ارمان باقی ہے

خوشی میں اس مدھیلاؤ کے ہیں سب کے دل
ملک باقی نہ جن باقی نہ انسان باقی ہے

طفیل احمد مرسل الہی بخندے اسکو
جہان میں بادشہ یک عبدنا فرمان باقی ہے

غزلیات حسن و عشق

بہ غزل جناب محمد عبدالرزاق صاحب راسخ صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ گلبرگ کے مصرع طرح لکھی گئی

تیرا سودا نہ جو سر میں وہ سہر کچھ بھی نہیں
جس طرح غیر پہ ہے بھبھہ نظر کچھ بھی نہیں
ظلم جو کرتے ہیں کر لیجئے حیرت رید ہے
باعث شہرت زہاد ہے رندوں کا وجود
دست فاق کی خطا ہے نہ قصور خبر
خط نمایاں نہیں رخ پر اپہو اس کس کے
صدمہ بھر ہے کیا وصل کی جب ہو امید
چوڑا کیوں درسیلی کو جو عاشق ہوتا

درد تیرا نہ ہو جس بن وہ جگر کچھ بھی نہیں
جو عنایت ہے اود ہر ہی ہے اور کچھ بھی نہیں
اے بتو کیا نہیں اللہ کا ڈر کچھ بھی نہیں
گر نہ عیب تو پھر قدر نہ کر کچھ بھی نہیں
نخت جانی کا برا ہو کہ اثر کچھ بھی نہیں
یہ وہ مصحف ہے جسے زیور بر کچھ بھی نہیں
سچ ہے اس نفع کی نسبت یہ ضرر کچھ بھی نہیں
عشق کیا چرینہ مجنون کو خبر کچھ بھی نہیں

بادشہ خوف نہیں ہے سفر عقبی کا

مگر امیدیں یہ ہے زاد سفر کچھ بھی نہیں

یہ غزل اخبار "تحفہ فنی" مدراس مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۱ء عین شائع ہوئی تھی

صدقے ہونی ہے مرض پر مہکت میری
خاک نکلیگی مرے دل سے کدورت میری
پاس و حرام مرے کرتے ہیں رقابت میری
میرا کاغذ ہے قلم سب را طبیعت میری

ہے یہ کس رشک کی جاسے عجب میری
نہ وہ آیا پس مردن بجھے مٹی دینے
غم ہے کیا پاس مرے کوئی ہے یا نہ ہے
کس کو کیا حق ہے نہ وصف سے اب منع کرے

کفِ یاسے ہی رانگو نہ دو نگاتشبہ اپنے کو سچے سے جو باہر وہ گیا میں نے کہا علم آہ کے ہمراہ ہے فوج طفلان ناوک غم سے جگر چید گیا پر خوف سے یہ	ماہ و خورشید کرن لاکھ لجا جبت میری آج خالی ہے مے حور سے جبت میری دیکھتے عالم حشمت میں بھی شوکت میری اس درجے سے نہ نکلے کہن سرت مری
بادشہم کیوں نہ رہوں دل سے میں ممنون اسکا جھکوسکار نہ رکھی کبھی فرصت مری	

مستزاد نعتیہ

(جو ایک قصیدہ خوان کے فراموش سے لکھا گیا)

جھکولجا دیا محمد	یا الہی	یا الہی	جلد و کھلا حزار محمد	یا الہی	یا الہی
رتبہ سزدگینے سے جو کچھ نہا	سب میں اے	اوسنے پایا	کیا لکھوں افتخار محمد	یا الہی	یا الہی
سب ہیں لب تر وہ ہر مظلوم	تیرا محبوب	بیرا مرغوب	جان و دل ہیں نثار محمد	یا الہی	یا الہی
خوش نہ آتے مجھے باغِ ضحوا	حور و غلمان	قصر و ایوان	گر نہ دیکھوں بہار محمد	یا الہی	یا الہی
تازہ جبکہ تھا کنا جن ہے	دل کو برے	کبھی کیجیے	بہل گلزار محمد	یا الہی	یا الہی
شق کبہا جان کو جب فلک پر	وہمیدر	غل غنا کسر	ہے عجب اختیار محمد	یا الہی	یا الہی
بادشہم شرع احمد قائم	رہے دائم	کھتے ہر دم	کر نہ تو شرم محمد	یا الہی	یا الہی

ایضاً

کس سے ہوا د احمد تری سب سے ہے بالا	اے باری تعالیٰ
تو پاک پونہ رہے تو ہے سب سے نرالا	اے باری تعالیٰ
یہ عقل یہ جان اور یہ تن تو نے دیا ہے	سب تبری عطا ہے

اے باری تعالیٰ
تو مالک و مختار
اے باری تعالیٰ
عالم تراشید
اے باری تعالیٰ
کیا سان ہے بنری
اے باری تعالیٰ
ہے اپنا پمب
اے باری تعالیٰ
شرمندہ گنہگار
اے باری تعالیٰ

مادر کے شکم میں ہیں نو ماہ ہے بالا
مجبور ہیں محتاج ہیں ہم عاجز و ناچار
جو جایا ہے کرے کون تجھے روکنے والا
ہر شئی سے تری صنف و حکمت ہے ہویدا
ہر ذرہ میں ہے ترے ہی قدرت کا اجالا
ہر پھول کو پوشاک جدا تو نے عطا کی
تو نے ہی درختوں کو دباسیز و دوشالا
مقبول جہان خیم رسل شامع محشر
جس نے دل کفار میں بک زلزلہ ڈالا
بندہ ہے ترا باو دشہ خستہ دل افکار
جز تیرے ہے کون اسکی خطاب نہنے والا

مدح خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بہ نظم جلسہ فضائل خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منعقدہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ میں پڑھی گئی

نام امت کے سپر رہنما تھے حضرت صدیق
نہ پوچھو شان و عظمت میں تھے کیسے حضرت صدیق
اُسی معین خلافت کو سجائے حضرت صدیق
عظیم الشان کیا عمدہ بسر تھے حضرت صدیق
فضیلت نام والا پر تھی صدقے حضرت صدیق
مگر اوصاف دیگر تھے تمہارے حضرت صدیق
میمب کے فخر کیسے دوست تھے حضرت صدیق

رسول اللہ کے پہلے خلیفے حضرت صدیق
اشارہ حق کا ہے جب نائی امین اذہا فی العالم
وفات سرور عالم ہوئی ہے جس جہنم میں
و جاسٹ میں ریاضت میں تصدق میں شرافت میں
شرف کا لفظ خود ہر دم کمر بستہ تھا خدس میں
صحابہ تھے بنی کے ایک سے ایک فضل و اکمل
وفاداری تھی غمخواری تھی سچی جانثاری تھی

بنی نے جب بنایا واقعہ معراج کا انہی نے
کہوں مخلصوب اللہ وہی ہو جائے انسان
گروہ انبیاء کے بعد صدیقوں کا ربہ سے
ہوئی ہے اور افزون روشنی بن پیر کی
ہمیشہ حکم حق حکم نبی پر بہت عمل ان کا
تہاؤ بائی سال کا عہد خلافت بسکوی کر کے
جوانوں میں توحید پر پیلے ایمان لائے حضرت پر

کہا صدق قائم ہے سب آگے حضرت صدیق
کہا ہے دل میں جس نے بعض مے حضرت صدیق
لے صدیقیت کے تمکو رتبے حضرت صدیق
خلافت سے جو مثل مہر چمکے حضرت صدیق
محب اللہ کے اللہ والے حضرت صدیق
ہزاران حیف اس دنیا سے گزرے حضرت صدیق
مگر سن یا نفع لوگوں میں پہلے حضرت صدیق

نہیں علم و کمال اس بادشاہ خستہ حالت کو
تمہاری مدح وہ کس طرح لکھے حضرت صدیق

یظہر من قبل حضرت عمر روق رضی اللہ تعالیٰ عنہ من لکھی گئی۔

خلیفہ شہ جن و بشر جناب عمرؓ
دوم خلیفہ وہ خلفاء راشدین میں تھے
خلافت اور نیابت کے اوج پر بیشک
عمر کے نام سے کفار کانپ جاتے تھے
جہان میں کفر و ضلالت کو بت پرستی کو
ہزاروں سیکڑوں مفتوح ہو گئے ہیں دین
حوالہ بیت مقدس کیا نصاریٰ نے
فقط یہ رعب تہا دین بنی برحق کا
خلافت آپ نے دس سال چھ مہینے کی
تنگ جیسا ہے ہر وقت شمع پر تران
کہا بنی نے نہیں سبک بعد کوئی بنی

عجیب نامور وقت در جناب عمرؓ
مگر وہ رکھتے تھے شان و گرجاب عمرؓ
مثال مہر بخیر خشنده تر جناب عمرؓ
تھے رزگاہ میں بک شیر ز جناب عمرؓ
کہا ہے خوب ہی زیر و زبر جناب عمرؓ
تھے خادم آپ کے فتح و طفر جناب عمرؓ
پڑی جو آپ کے رخ پر نظر جناب عمرؓ
نہ اور رکھتے تھے کچھ کو در جناب عمرؓ
کیا جہان سے پھر اپنا سفر جناب عمرؓ
خدا بنی پہ تھے یوں عمر بھر جناب عمرؓ
بنی جو ہوتا تو ہوتا مگر جناب عمرؓ

یگانہ نہ تھے وہ ریاضت میں اور عبادت میں
کیا جراتی و بل لقب ملا فاروق
موازنہ ہو عدالت سے آپ کے کبوتر
وہ عدل میں مجوسی یہ عدل دین بنی
نبی یہ وحی جواتری تو اونکے حسب الراء
ہے کس کے عہد میں یون دین کو فروغ ہوا
ہمیشہ ہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
حقیر حق پریشہ سے بھی انہیں دینا

خدا کے رہ میں تھے بستہ مگر جناب عمرؓ
لقب بہ کیسا تھا زیندہ تر جناب عمرؓ
کہاں وہ رتبہ کسریٰ کہ ہر جناب عمرؓ
خزائن کے طرح ہے وہ اور ہر جناب عمرؓ
تھے کیسے صاحب عز و وقار جناب عمرؓ
دکھایا آپ نے سچا اثر جناب عمرؓ
تھے آپ حامی دین کستہ جناب عمرؓ
و فور رکھتے تھے گو مال و زرباب عمرؓ

طفیل آپ کے ہو بادشاہ کے عفو گناہ
و عاخذ اسے ہے شام و سحر جناب عمرؓ

یہ نظم خلافت چار خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے لکھی گئی۔

معظم کون ہیں بعد بنی چاروں خلیفہ ہیں
خلافت میں سب است میں شجاع بن ریا میں
خدا راضی ہمیں خوش خلائق میں ہیں یہ قبول
فروغ دین ہے اسے ہوے یہ دین کے دل
مناقب انکے مجد میں مناصب انکے حید میں
بڑاؤں کی میں عزت گھٹاؤں کی میں نکوت

ابوبکر و عمر عثمان علی چاروں خلیفہ ہیں
کہ ہر ایک صوف میں برتر ہے چاروں طیفہ میں
ہمارے مفتدا سر و حلی چاروں خلیفہ ہیں
ہو ادین میں جن سے قوی چاروں خلیفہ ہیں
جوان بہت جو اغرو و جری چاروں طیفہ میں
عجب سواز کے فی الواقع چاروں خلیفہ ہیں

جو بہت میں پیسے کئے ہیں ان سے ہا و چشمہ کہہ دو
کہ بیشک لائق حسب دلی چاروں خلیفہ ہیں

مرح اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یہ نغمہ کلدستہ نوح خیال انداز کیلئے لکھی گئی، عربی طبع "ہر حال طہیز نمازہ طہور امام ہے"

اے سید مصطفیٰ نزا عالی مقام ہے
تو راحت علی ہے جگر گوشہ ستر
ہم کیا ہیں بلکہ سارے جو انسانِ خلد کا
ہرگز نہیں ہے ماہِ محرم پہ منحصر
تہی انتہا جو ظلم کی اعدا سے ہو گئی
تجہ سا امامِ دین کو جنہوں نے کیا ستہید
دنیا میں جو سزا تھی وہ اعدا کو مل گئی
تشہ رکھا ستم کیا خبر چلا دیا
گل کر رہے ہو دیں بنی کے چراغ کو
رن میں نرے رفیقوں نے کی اپنی جان فدا

عز و شرف میں تیرے بھلا کیا کلام ہے
تو ہی فروغ ویدہ خیر الانام ہے
سید ہے یثوب ہے نوبتِ شک امام ہے
غم تیرا قیام قیامت مدام ہے
صبر و رضا کی حد تو ہے تجہر تمام ہے
حیرت ہے اہل دین میں بھر انکا نام ہے
محترمین اپیش خدا انتقام ہے
آلِ رسول کا یہ عجب احترام ہے
ادھر ترمین کسبا بہ اسی فوجِ شام ہے
لاریپ انکے واسطے دارالسلام ہے

کافی ہے بادشاہ یہ یک لطف کی نظر

یہ بھی ترے غلاموں میں ادنیٰ غلام ہے

سلام در غم امام ہمام حسب و دانش احباب کڑ ہے

آج میں لکھوں غم شہر اپنے ہاتھ سے
شاہ کو بلو کے آنر کو فیوں نے کی دغا
وہ صداقت وہ عہدت ہے کہاں کو فو
ہل گئے ارض و سما فوسلِ حدم مٹرنے
بعین فاسق سے ستم کو اسلئے نفرت رہی
حان اپنی جس نے کی شہ کی رماقت میں تار
بولا عائد نے من غمگین ہوں مجھ ایزدانہ دو
کیا خطا تھی اصغر معصوم کی اے حرملہ

اگر بلا کی کھینچوں نصویر اپنے ہاتھ سے
سبکدوں نامے کے تحریر اپنے ہاتھ سے
کہوئی تم نے عزت و فخر اپنے ہاتھ سے
حل پرشہ کے رکھی شمشیر اپنے ہاتھ سے
تاناہ ہو کچھ دین کی بھتیر اپنے ہاتھ سے
خلد میں گھر کر لیا تمیر اپنے ہاتھ سے
ڈال لیتا ہوں میں خود رنجبر لیے ہاتھ سے
تو نے اسیر ہی چلا با تیرا ہے ہاتھ سے

بادشاہ سچ بات ہے یہ روبرو تقدیر کے
چل نہیں سکتی کوئی تدبیر سچا ہاتھ سے

سلام دیگر - احباب کٹری کی فرمائش سے انکے محوہ مصرح طرح برکھیا گیا۔

<p>شہ نے کہا کیا چیز ہیں اعدا مرے آگے و کہلاؤں میں کیا اپنا یہاں زور شجاعت لخت دل زہر اہوں بنی کا ہوں نواسا ہر وقت اطاعت میں ہوں مین مرضی جن کے دی جان رہ خلاق بن ستر شہ دوتن نے عباس برادر نے جی پائی ہے شہادت شش ماہ کا ایک طفل تہا مبرا علی صغر جھکونہ گلہ ہے نہ سکا تہ ہے کسی سے</p>	<p>ایک وار میں کٹ جائینگے صدمہ ہمارے آگے سلم و رضا کا ہے تقاضا مرے آگے بنلاؤ بھلا کس کا ہے رتبہ مرے آگے اعدا نے کیا ظلم ہے کیا کیا مرے آگے بک ایک ہے جنت کو سد ہمارے آگے اکبر سا جوان مر گیا بیٹا مرے آگے نیرا سپہ ہی اعدا نے جلا یا مرے آگے خوشنودی خالق کا ہے جلوہ مرے آگے</p>
--	--

اے بادشاہ خستہ غم آل بنی مین
عالم کا ہے کچھ اور ہی نقشہ مرے آگے

یہ سلام اخبار جریہ روزگار مدراس مطبوعہ محرم الحوام ۱۲۲۲ھ ہجری میں شائع ہوا تھا۔

<p>نہ ہوا سبط پیمبر کو میسر پانی دیتے کس طرح شہ دین کو ستمگر پانی لعل زہر اکار ہا پیاس سے رن میں بیتا اس سے کیا بڑھے ستم تشہ زہن آل بنی بدو عادتے اگر شہ تو عجب کیا اسکا امتحان تہا یہ فقط صبر و رضا کا ورنہ پیاس کا شکوہ وہ لائینگے زبان پر کیونکر</p>	<p>آہ اے تیغ ترے منہ پہ ہے کیونکر پانی انکو تکلیف تھی دوزخ میں مقرر پانی کیون نہ سینے میں صدقے ہوا گوہر پانی اور پیتے رہن سپ و خروا شتر پانی حشر تک ملتا کسی کو نہ زمین پر پانی کیا نہ دے سکتا او نہیں خالق اکبر پانی آب خنجر کو سمجھتے ہیں جو خوشتر پانی</p>
---	---

حالت نشلی شاہ بیان ہم جو کرین خشک لب تو نے رکھا آہ بنی زادوں کو غم شبیر کا شاید یہ اثر ہے جو دم روح نشلی ادھر اور ادھر جلد میں تھیں دل اعدائے ۱۰ اگر اسکے عوض	پانی کیا چیسے زبانی کا ہو جو ہر پانی آبر و تیری رہی دہر میں کیوں کر پانی مثل سیاح سمندر کا ہے مضطر پانی حورین ہاتھوں میں لے سیکڑوں ساغر پانی سنگ بھی ہوتا تو ہو جاتا نگہل کر پانی
---	---

پادشہ نخل غم شاہ نہ کیوں ہوشاداب آج آنکھوں سے رواں مے یکسر پانی
--

یہ سلام اخبار جریۃ روزگار مدراس مطبوعہ ۸ محرم الحرام ۱۳۲۷ھ میں شائع ہوا تھا۔

آہ اے مجرئی پھر ماہ محرم آیا چاک سینہ ہے سیہ پوش ہے خامیرا کر بلا کے وہ مصائب مجھے یاد آنے لگے کسکے ماتم سے گراں بار ہے پیر گردوں اشک رہز اب غم شہ میں ہے جولے دیئے بوسہ گاہ سی حلق مظهر حب کا کوئی مظلوم نہیں سبط بنی کے مانند تین دن کا تو وہ پیاسا تھا نگراف نہ کیا کیا شکیبائی تھی کیا صبر تھا اللہ اللہ	پھر غم ورج کا اس دہر میں موسم آیا آیا کاغذ یہ تو بادیدہ پر غم آیا ذکر شبیر زبان پر میرے پیہم آیا بے سبب پشت میں اسکے نہیں غم آیا تیرا ہم مرتبہ کوثر نہ تو زمرم آیا آہ وہ حلق تہ خجمر دوم آیا کوئی دنیا میں نہیں سترسا ظلم آیا آیا جب رن میں تو بید خوش و خرم آیا جس سے حیرت زدہ ہر قالب آدم آیا
--	---

پادشہ جنکو ہے انکار شہادت ان پر کیا عجب اگر غضب خالق عالم آیا
--

یہ سلام اخبار جنر وکس مدراس مطبوعہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۲۷ھ میں شائع ہوا تھا۔

اس مجرئی جب ماہ محرم نظر آیا عالم میں عجب رنج کا عالم نظر آیا
--

ہر دل ہے طیان اور ہر کیا جان ہو
 مثل کفِ افسوس ہر یک برگ چمن ہے
 خارون میں ہو جھڑح نمایان گلِ عنایا
 بشیرِ مظلوم بہلا دیکھا ہے کس نے
 جس حلقِ مبارک پہ پنی دینے لھے بوسہ
 فرزندِ واقاربے تے جان شاہ کے آگے
 آگاہ نہ تھے اہلِ ستم رتبہ شہ سے
 اللہ رے ثابت قدمی سبطِ بنی کی
 دنیا میں غم آقِ ہیر کے مقابل

ہر دیدہ مجھ ویدہ پر غمِ نظر آ یا
 ہر نخل ہی نخلِ غم و ماتمِ نظر آ یا
 اعدا میں وہ یوں ستادِ کرمِ نظر آ یا
 ایک نہ کوئی شمر سنا ظلمِ نظر آ یا
 مے مے وہ تہِ خجروں دمِ نظر آ یا
 ہر یک رہ خالقِ میں مقدمِ نظر آ یا
 حواس کو کپ مہر کا رالمِ نظر آ یا
 دیکھا جسے قتلِ میں تو سمرِ نظر آ یا
 غم جو نظر آیا وہ بہت کمِ نظر آ یا

اے بادِ شہِ خستہ جگر روزِ جزا تک

ہر دل میں یہ غمِ قائم و پیہمِ نظر آ یا

مدحِ غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نظم جلسۂ یازدہم ربیع الآخر کے لئے لکھی گئی

رئیس الاولیا ہے غوثِ اعظم
 تبتستانِ جہان ہو کیوں نہ روشن
 ہے اعظم تیرا منصب تیرا رتبہ
 نری توصیف تو صیفِ بنی ہے
 تو ہے تختِ دل زہرا و حیدر
 ہین نیسے خوشہ چین سب اہلِ عرفان
 وہی سچا عجبِ مصطفیٰ ہے

امامِ الاتقیاء ہے غوثِ اعظم
 مہ چرخِ ہدایا ہے غوثِ اعظم
 لقب تیرا بجا ہے غوثِ اعظم
 توجہ و مصطفیٰ ہے غوثِ اعظم
 تو محبوبِ خدا ہے غوثِ اعظم
 نوسب کا مقتدا ہے غوثِ اعظم
 جسے تیری ولا ہے غوثِ اعظم

شرف وہ ہے کہ خود اپنے سر پہ کو
چس نبیرہ فیوض ! لٹنی کما
سنہود چاند ریز قالی ذوق و وجہ
مجھے مانع ہے اب راتِ تریعت
خدا کی معرفت ہے نمل در با
جمالِ پاک سے تیرے سر اسر
ہن گویا سورۃ واللہ بل کیسو
کہا شک فتن زلفون کو تیرے
ولایت ذات پر ہے تیری نار ان
اوسے سر عامی اولیا کا
اوا ہو مجھے کیونکر وصف تیرا

شرف بہہ سے ملا ہے غوثِ اعظم
جب بچہ لایلا ہے غوثِ اعظم
یہ سب تیری عطا ہے غوثِ اعظم
کہوں کس طرح کہا ہے غوثِ اعظم
تو آئے یہاں ہے غوثِ اعظم
عیان نورِ خدا ہے غوثِ اعظم
ترا رخ و الفحی ہے غوثِ اعظم
بہ کیا میرا نام ہے غوثِ اعظم
تیری رزل کیا ہے غوثِ اعظم
ترے آگے جبکا ہے غوثِ اعظم
مجھے کیا حوصلہ ہے غوثِ اعظم

نہیں کچھ اور ارمانِ بادِ شمس کو
ترا شوق لقا ہے غوثِ اعظم

ایضاً

ہم کیا ہیں ہم سے کہا ہر بیانِ عز و شانِ غوث
ہر وقت کہہ رہے ہیں یہی خادمانِ غوث
جنات بھی شریک تھے محفلِ مین و عطر کے
غنیہ کے رنگ و بو سے ہے محظوظ ایک جہان
سفک ہو کل سے جزوِ ممکن نہیں کبھی
لارے بنہ غوث کا نہا سچ معرفت

جن و ملک ہیں صبح و سادج خوانِ غوث
کوئی بجز خدا کے نہیں رتبہ دانِ غوث
کس درجہ تھا موثر و دلکش بیانِ غوث
تا حشر بے خزان ہے یہی بوستانِ غوث
گویا ہے خاندانِ نبی حسانِ غوث
تہی کیا کلیدِ ستر الہی زبانِ غوث

اے ہر جرجخ تو ہے کہن سال سچ بت
خوش قسمی پہ ناز کرے کیوں نہ دل م

دیکھا کسی ولی کو جہاں میں بساں غوث
آنکھوں سے دیکھہ اونکا اگر آستان غوث

اللہ سے دعا ہے یہی بادشاہ کی
خالی نہ کیجے مجھ سے صف عاشقان غوث

یہ غزل شاعرہ اوسوسہ سیٹی در اس کے لئے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارت میں طبع ہوئی

معہ ع طرح ”تہ گئی جب کوئی شکل نو پکارا یا غوث“

تو جو اللہ کے پیارے کا ہے پیارا یا غوث
بحر توحید الہی کا سناور تو ہے
اولیا صورت انجم ہیں تو ہے مہر منیر
معجزات نبوی سے ہیں کرامات ترے
صورت بادبہاری ہیں تیرے ملفوظات
گریبان شوق زیارت کی کروں بیتیابی
سیر بغداد کی ہے صرف تمنا دل کو
خوش نصیبی پہ نہ کیوں محسوس ہو سکھو ہر دم
کیا عجب شوق سے ہو جاتے ترے حلقہ بگوش
بونے گیسو سے نخل ہے نہ فقط مشک ختن
نفع کو لاکھ بھی دنیا کا ہو حاصل کیا ہے
میرا سینہ ہو نہ کیوں گنج شہود و عرفان
لاہین سکتے ہیں ہر ایہ الفاظ میں ہم
وصف حد سے متجاوز ہو تم سے کیونکر

بنی الفتن نہیں کس دل کو گوارا یا غوث
شرک سے تجھ کو ہے یک لخت کنار یا غوث
کیا ہے رختان تری عطمت کا ستارہ یا غوث
منکر دن کو نہیں جز عجز ہے چارہ یا غوث
چمن دین کو کیا تو نے سنوارا یا غوث
رشتک سے ہو دل سیما پہی پارہ یا غوث
نہیں ہکو موس بلخ و بخارا یا غوث
گر ہو حاصل تری تربت کا نظارہ یا غوث
دیکھتے تجھ کو جو اسکندر و دارا یا غوث
منفعل عین سارا بھی ہے سارا یا غوث
تیرے اعدا کو ہے عفی کا خارہ یا غوث
نظر لطف ہو گر تیری حصارا یا غوث
ہے فزون جوش عقیدت جو ہمارا یا غوث
شرع میں حد سے نہیں بڑھنے کا یار یا غوث

اولیائی میں قیامت میں شفاعت حق ہے

بادشاہ کو بہ نہ کیوں تہرا سپہا را یا غوث

محرمات

خمسہ تہذیبیہ نظام

اس قصیدہ کو مشائخین حیدر آباد کن کے ایک بزرگوار نے سدا سہ ماہ ۱۹۹۷ء میں بغرض تفسیر مصنف کے پاس بھیجا تھا جو صرف تفسیر کر کے روانہ کیا گیا انھوں نے نہایت درجہ پسند کر کے خط شکریہ لکھا

بہ کسکے الفت سے میں طہان ہوں کیسے دیکھا کون ہوا
بھریں میری دل ورجان میں ہزاروں دست ہزاروں
خیر سان ہے نہ کوئی میرا ہے تسلی کا ہے یہ سامان
صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثنا گو سلام برخوان

بگرد شاہ ریل بگرد و بصد تصدیع پیام برخوان

ہے میرا مدوح مومنودہ ہے جسکا ملاح رب نیز دل
چمن میں عالم کے مثل بل ہوں یوں ہی میں نمبر خج ہون
محب کی ہے اصل ایمان اسی کا ہے ذکر جان عرفان
صبا بسوئے مدینہ روکن ازین ثنا گو سلام برخوان

بگرد شاہ ریل بگرد و بصد تصدیع پیام برخوان

وہ ہیں مبارک کہ جن کے دل میں نبی کے عشق و ولایت ملو
فلاح حقیقی اچھا ہوتا ہے ولایت غفلت کو چھوڑ کر تو
خوشا نصیب دیکے جنگو ہر دم ملا زیارت کا عمدہ قابو
بنہ بچدین ادب طرازی سر رادت بجا ک آن کو

صلوٰۃ وافر بروج پاک جناب خیر الانام برخوان

میں صدف روئے مصطفیٰ ہوں بہنیں پر گلشن سے کام مجھ کو
کہہ رہے ہوں نیم بھری ہشتی پہر پی ہے کیوں ہر یک سو
ہوں شیفۃ الیم کیسوں کا غرض سنبھل سے ہے سرمو
بنہ بچدین ادب طرازی سر رادت بجا ک آن کو

صلوٰۃ وافر بروج پاک جناب خیر الانام برخوان

مر اس سدا البتہ کا خدا ان آنکھوں کو میسے دکھلائیے
وہاں جو پہنچن نور روح سے میرے دمدم مجھ کو یہ صدا
کردن تمنائے اور کوئی جو مدعا میرا مجھ کو ملجائے
بہ باب محبت کہہ گزرن کہ بہ باب جبریل کہہ جین سائے

سلام بنی علی نبی کہے بہ باب السلام برخوان

<p>قسم خدا کی خوشی کے مارے تر کچھ عالم ہی اور ہو جائے بہ باب رحمت گئے گر کن بہ باب جبریل کہہ جس کے</p>	<p>دلا خزار رسول حق پر نر امقدر جو تہ کو پہنچائے نو کر لے ہر در سے فیض حاصل پھر اپنی دولت کہاں سے تو پائے</p>
<p>سلام ربی علی نبی گئے بہ باب السلام بر خوان</p>	
<p>یہ تیرا رتبہ ہے کس نے پایا تجھے جو پایا خدا کو پایا بستو خود صورت مثالی ساز بگزار اندر آن جا</p>	<p>لے ختم مرسل نفع محشر شدہ دو عالم حبیب والا تری ریارت کا یہ طریقہ بیان کرے ہیں بعض عرفا</p>
<p>بصوت خوش سورہ محمد تمام اندر قیام بر خوان</p>	
<p>زہے سعادت زہے مقدر جو اسکو شرف قبولیت ہو شہزادہ در آشتا متوجہ بن داؤد ہم نوا شو</p>	<p>لکھی ہے غزل نظام کی من نے آج نصین بطر زینکو حضور نبوی میں جا یو الوں سے تم ہی اسی ماہ کا کھدو</p>
<p>بہ بزم بہمنیہ این غزل راز عبد عاصی نظام بر خوان</p>	
<h2 style="text-align: center;">ختمہ</h2>	
<p>جو حضور پر نور میر عثمان علی خان بہادر فرما نروائے دکن خلد اللہ ملکہ کے عطا تے خطاب جی۔ سہی۔ بس۔ آئی۔ پر لکھا گیا اور جناب محمد نور صاحب گوہر کے جلسہ فی پارٹی میں پڑھا گیا</p>	
<p>اللہ اللہ آب کس اعزاز سے ہو کامیاب دمدم کہتے ہیں سارے انڈیا کے شیخ و شاب</p>	<p>اے نظام ملک و دولت آصف عالیجناب جا بجا بچہ ہے فرحت اور بخت بھیا ب</p>
<p>ہو مبارک آپ کو یہ جی۔ سہی۔ بس۔ آئی۔ کا خطاب</p>	
<p>کون کہتا ہے نہیں سرمایہ صد افتخار لب پہ یہ مصرع ہمارے آ رہا ہے بار بار</p>	<p>المخلصت جارج پسم ملا ہے یہ وقار جوش دل اب ضبط کر سکتے ہیں ہم زینہار</p>
<p>ہو مبارک آپ کو یہ جی۔ سہی۔ بس۔ آئی۔ کا خطاب</p>	
<p>شک نہیں اس میں خطاب ہنر محبشی پائینگے ہم بھی سب ملکر خوشی کے پھر ترانے گائینگے</p>	<p>چند ہی دن کا ہے وقفہ صبر گزرنے مانینگے لینے وہ دن آئیگا شاہ دکن کھلائیے</p>

ہو مبارک آپکو بہت سی۔ تسی۔ تسی۔ آئی کا خطاب	
کسکو یہ عزت یہ شوکت خالقِ عالم نے دی آنے والی اس خوشی کا پیشِ خمیہ ہے یہی	کس کس ملک کو آپ برسے برتری دولتِ ترش کو بید ہے محبت آپ کی
ہو مبارک آپکو بہت سی۔ تسی۔ تسی۔ آئی کا خطاب	
یہ نسلِ سچ ہے مدد کا ہی منہ ہے پیر عمر و دولتِ قدر و عزتِ جاہ و حشمتِ کرم	باپ کے اوصاف سارے آپ میں ہیں جلوہ گر پادشہ کی۔ بہ دماغِ فروں پوہرِ شام و سحر
ہو مبارک آپکو بہت سی۔ تسی۔ تسی۔ آئی۔ کا خطاب	
تضمین بر مصرعِ آتش	
تضمین ترکوں کے شکستِ آئڈر یا فوئل کے وقت حضرت آتش کے مصرع پر لکھی گئی	
ہزاروں انقلابِ جبرج بدکردار میں آئے تسا ہے یہی ہر دم لبِ اظہار میں آئے	خدا یا جب سے اس ہستی کے ہم بازار میں آئے خوشی میں آئے رنج و غم کے بھی بازار میں آئے
تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے	
بہا نہیں کسی کے وہ نہیں زہنہا ریحہ سکتا جو کہنا ہے کہو تم سب عقدہ ہے یہی میرا	چراغِ اسلام کا روشن رنگِ شریک ہر جا رضائے حق پہ جو راضی ہے مومن ہے وہی پکا
تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے	
ہمارے دل کو صدمہ ہماری روح ہے بیکل یہ مصرع کس قدر اچھا ہے تم پڑھ لیجئے اول	سنائی کس نے بہ خبر شکستِ اوڈیا توپل قدمِ راہِ شریعت بن کہیں ہووے نہ متزلزل
تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے	
جو تو چاہے کرے درگاہِ تیری لا ابالی ہے تری توفیق نے یہ بات اپنے دل بن ڈالی ہے	خدا باہم ترے بندے ہمارا تو ہی والی ہے مگر جو کام ہے تیرا نہیں حکمت سے خالی ہے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
زوال ترک کا الزام یا رب تجھ پہ بجا ہے جو کچھ ہے بھید نیرادہ تجھی پر آشکارا ہے	بہ گستاخی یہ بے ادبی نہیں تو اور پھر کیا ہے رضینا بالقضا کا واہ کیا مفہوم اچھا ہے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
کر دمت بکر نکون کی اگر فوت ہوئی زائیل نیچہ شامت اعمال کا بھگو ہوا حاصل	بنا ہے جو نہ نو پھر وہی ہو گا نہ کا مل نہ کو نکرا س سخن کو ہم نائیں اہنا نقش دل
تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
ار کر دینی اخوت کا تمہارے دل میں ہے محکم شکست و فتح کا مالک وہی ہے خالق عالم	کر و مایہ ابے مال سے رکون کی سب باہم مرا و دربان ہے اسلئے ای بادشہ پہم
تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	
مسدس و ترجیع بند	
یہ سس بناریچ ۹ جولائی ۱۹۱۱ء شہر کوچن کے جلسہ افتتاح انجمن اسلامیہ میں پڑھا گیا	
ہے حمد خدا بطرح بے نہایت فرشتوں کی جس جا پہ قاصر ہے مہبت	اسی طرح بے حدیثی کی ہے مدحت نبی نفع انسان کی ہے کیا حقیقت
ہے بہتر زبان و قلم روک لین ہم جو مقصود ہے اس کو پورا کرین ہم	
تم اے تہر کوچن کے رہنے والو ارادہ کو تم اپنے حکم بنا لو	رہو مستعد فکر دل سے نکالو بنا جلد علمی اشاعت کی ڈالو
کر دو کام کرنا ہے جو کچھ شتا بی	

خدا سے عطا تم کو ہو کامیابی

ضرورت بہت مدرسہ کی یہاں ہے
طلبہ گارہر ایک طفل و جوان ہے
کرو سچی تم جب تک تن میں جان ہے
معین و مددگار رب جہان ہے

جہالت کے پنجے سے سب کو نکالو
یہ صحرا ہے تم اسکو گلشن بنا لو

کوئی چیز علمی اشاعت سے بہتر
نہیں ہے نہیں ہے اس عالم کے اندر
یہی کام سب نیکیوں کا ہے جو ہر
یہی کام خوشنودی حق کا منظر

اسی علم سے ہی فلاح جہان ہے
اسی علم سے آخرت میں امان ہے

یہاں علم سے علم دین ہے عبارت
نہیں ہم کو انگلش سے زہار نفرت
اسی کی ہے حاجت اسی کی ہے عظمت
پڑھاؤ تم اسکو بقدر ضرورت

ضرورت سے زائد ہے انگلش پڑھانا
ہے دین اپنے ہاتھوں سے گو باگڑانا

جہان میں جو طلبائے انگلش ہیں ہر سو
کسی میں ہے گردنیداری کا پہلو
بھلا انہیں بتلاؤ کچھ مذہبی لو
وجود اسکا تمناؤ و نادار ہے سمجھو

سخن گر ہمارا نہ ہو تم کو باور
ہے آسان ذرا دیکھ لو آتما کر

شریعت کی پابندیاں ان میں ہیں کم
ہے تدبیل و تحقیر علما کی ہر دم
نماز اور روزہ کا کچھ ہی نہیں غم
نرالا ہے انکے عقاید کا عالم

نہ جنت پہ مائل نہ دوزخ کے قائل
عبت انکے ہیں پاس دینی مشاغل

نرئی ہو ہر طرح انگلش زبان کی
پسندیدہ یہ بات اسوقت ہوگی
اسیکودہ کہنے میں ہوی نرئی
رہے قوم کے ساتھ جب قومیت بھی

ہمیں قومیت کا کچھ ان میں پتا ہے
عجب قومی اصلاح کا ادعا ہے

تعلق ہے دنیا و دین میں جو خوشتر
سمجھ لو ہمیں دین دنیا سے باہر
غلط اسکا مفہوم سمجھیں اکثر
ہمیں دین ہرگز کوئی چیز دیگر

درسنی دنیا کا ہی نام دین ہے
جدا دین دنیا سے ہرگز نہیں ہے

کیا اسلئے حق نے دنیا کو پیدا
ہے یہ دین دنیا کا ماوا و محل
کہ تا دین کا کام ہو اس سے زیبا
ہے آغاز و انجام اس پر ہمارا

نہ ہونا اگر دین دنیا نہ ہوتی
نہ ان کی تصویر زیبانہ ہوتی

جو ارباب کو چین نے ہم کو بلایا
محبت کا سکہ دلون میں بٹھایا
تو اضع مدارا سے ممنون بنایا
رہے ساختہ پاوشہ نے سنایا

بصد جان و دل آج مسرور ہیں ہم
منہاری عنایت کے مستکور ہیں ہم

یہ ترجیح بند جلسہ ندوۃ العلماء منعقدہ ۷ ماہ ۱۳۲۱ھ ہجری بمقام مدراس کے اخیر اجلاس کے
روز پڑھا گیا تھا و نداء العلماء میں اسکو داخل کیا گیا اور زیور طبع سے مزین بھی ہو چکا

شکر حق بکوادا کرنے کا یا را کیس
جلسہ ندوۃ العلماء جو دکھایا اس نے
عالم خرمین ہوں یا ہونین بیداری میں
حوصلہ کیا ہے زبان کیا ہے سلیقہ کیا ہے
عمدہ تر اس سے کوئی نعمت عظمیٰ کیا ہے
جلوہ شان الہی ہے یہ جلسہ کیا ہے

دل یہ کہتا ہے مہرِ ثرت سے میں معمور ہو جاؤں آج
 آنکھ کہتی ہے مجھے خوب ملی دولت و دید
 واہ کیا تیرا نصیب ہے اے شہرِ مدراس
 کیسے کیسے علماء تجہ میں رہن رزق افزا
 دین ان سے ہے ہی دین کے ہیں راہنما
 قدرائی نہ کرین، قدر کرین ہم کسکی
 یکدیگر بچتی قوم میں پیدا ہو جائے
 یکدلی جب نہ ہو تو کن نہیں قومی صلاح
 حانہ جنگی کام بڑا ہو کہ کیا اس نے تباہ
 پہنچ لائی ہے فقط اخوتِ اسلام اسکو
 ہم نہ ندوہ سے جدا ہیں نہ ہے وہ سے جدا

شوق کہتا ہے کہ اب میرا تھا سنا کیا ہے
 میں یہ کہتا ہوں کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے
 جتنا تو فخر کرے آج یہ بجا کیا ہے
 انکے بفضل و کمالات کا کہنا کیا ہے
 زسین انکی تو پچ دیں کا دعویٰ کیا ہے
 گر نہ ہو اہلی مسلمان تو کتنا کیا ہے
 کہتے ہیں اسے سواندوہ کا مشا کیا ہے
 ہم اگر لاکھ ہی سرشکین تو ہوتا کیا ہے
 دسے جب درو نقصب ہو تو جگہ کیا ہے
 ورنہ ندوہ سے تعلق ہی ہمارا کیا ہے
 ہم نے گرا اسکو جدا سمجھا تو سمجھا کیا ہے

قطرہ بگر نسبت کہ از بحرِ جدائیم ہم

بحرِ برقطرہ بخندید کہ ماتم ہم

جلوہ انروزوں جولے ندوہ دکھایا تو نے
 بھول بیٹھے تھے جو ہم قوم کی الفت کا سبق
 تیرے پر جوش و اعطاف کا اثر کیا کہتے
 کوئی حیران کوئی ششدر ہے کوئی ہے بخود
 اعل و گوہر سے نہیں کم تیرے سیرِ معلومات
 پیش آتے تھے دشمنی سے مخالف ہر جہند
 شان میں جسکے خدا نے ہے کہا خلقِ عظیم
 ایسی مجلس نہ عرب نہ عجم میں ہے کہیں

قوم کو خوابِ تغافل سے جگایا تو نے
 اندنوں خوب ہیں یاد دلا یا تو نے
 قوم کے دل کو ہر یک وقت ہلایا تو نے
 کیا یہ اعجازِ سخن اپنا دکھایا تو نے
 واسطے قوم کے خوب کھوٹایا تو نے
 انا کو کس می سے سمجھا یا منایا تو نے
 خلق کا اسکے نمونہ یہ دکھایا تو نے
 کہنے یہ پایا ہے اعزاز جو پایا تو نے

نزد حق اسکا صلہ تجھ کو ملیگا کیا کیا
بد نصیبی ہے اگر نفع نہ لین ہم تجھ سے
لمعہ رحمت حق گو یا جسم آ یا
کل پیل ہے خدا شمع یہ پروانہ نثار
سورطن رکھتے ہیں جوابل تعصب تجھ سے
آہ کس ذلت و ادبائین ہے قوم اپنی

قومی اصلاح کا بیڑا جو اٹھایا تو نے
جس قدر حق تھا جتانے کا جتایا تو نے
چشم عالم کو چکا چون بنایا تو نے
ہم کو مفتون مَدِ اپنا بنا یا تو نے
نفع کیا انکو اگر کہہ سنایا تو نے
اور کیا چاہیے گر اسکو بجایا تو نے

سرگرم شکوہ اگر تائب شنیدن داری

سینہ لبیکافم اگر طاقت و بدن داری

مرحباں مجا اے مدوہ ملگائے زمان
یرے آئے سے ہوئی ہکو مسرت ایسی
تروما زہن رفسے فیض سے دل وروماغ
مرض جہل تعصب کا سیحانو ہے
ہم اگر زخم ہیں تو اسکے لئے۔ یہ مرہم
تو اگر صورت خورشید ہے ہم ہیں وراستہ
غیر فوموں کو ترقی یہ ترقی ہے نصیب
علم میں مال میں اوروں کے اشاعت میں آم
اب بھی غفلت جو کرین ہم تو خدا ہی جانے
کون کہا ہے ضرورت نہیں اسوقت نری
وائے قسمت کہ ترا چاہی دن کا ہے قیام
آہ کب دیکھینگے ہم ایسا مبارک جلسہ
پھر کہاں آہ یہ پرچوش موثر و عظیم

اکس قدر قوم کے گردن یہ ہے ہنرا احسان
گو یا پاسبون کے لئے ملگیا آب جوان
نو ہے گرباؤ سحر ہم میں مثال بسنان
تو اگر روح ہے ہم صورت جسم بجان
ہم اگر دروہن تو اسکا ہے بشک زمان
کام خورشید کا ہے ذرہ نوازی ہر آن
ہے تنزل پہ تنزل ہمیں ہر آن و زمان
دبدبہ انکا ہے رعب اسکا زمانہ میں عیاں
کس طرح دین متین کا رہے دنیا میں نشان
کس کسان کو پیارا نہیں دین و ایمان
وقت تو کم ہے مگر دل میں ہیں صد ہا ارمان
صورتیں ایسی نظر آئیے پھر ہکو کہاں
پھر کہاں ایسے بزرگوں کی زیارت کا سماں

کہاں بہ شوق کہاں بھریہ مذاق دینی
ہم کہاں پھر یہ کہاں خوف خدا کا سامان
بادشاہ دل سے یہ حسرت نہ ٹیگی ہرگز
کہوں نہ یہ شعر ہے صبح و مساور و زبان

حیف ہستم زدن صحبت مار آخوند
رہے گل سرمدیم بہار آخوند

نصائح

یہ غزل مشاعرہ حیدر آباد کن کے طرحی مصرع پر لکھی گئی اور اخبار "خبر کن" مدراس میں شائع ہوئی

مصرع طرح مزار فیض یراشد کی رحمت برستی ہے،

عجب غفلت شکاری ہے عجب دیا برستی ہے
نوحا تا ہے یہاں بس ٹانگا ہو ہی جانا ہے
اگر ان ہے اتفاق و یکدی کا نقدان و زون
نرقی غیر و مونگی ہو کیونکر قوم کو اپنی
نصیحت ناصوئی سنگدل پر کار گر گب ہو
ہزاروں ہوشیار و ملو کرین قربان ہم اسپر
رسول اللہ کے روضہ کا چہرہ سے وصف ہو کیونکر
ہن مقبول حد اسب لیا اللہ عجب کیا ہے
ہماری زندگی وہ ہے کہ جس پر موت ہنسی ہے
عدم آباد ہی اے ہم کو کیا خوب جانی ہے
مگر بغض و حسد کی جس ہرک جاہلستی ہے
اودھر ہر کام میں جیتی ادھرت بس تپا ہے
بے سچ ہے منج آہن کی ہنیں پہرین دہتی ہے
می عشق پیمبر کی جہانین جبکو مستی ہے
ملاک کی ہی عظمت جو چین جس جاگہ ہستی ہے
مزار فیض یراشد کی رحمت برستی ہے

مدینہ دیکھ کر آیا ہے گریہ بادشاہ لیکن
دوبارہ دیکھنے کو آنکھ اب کہا ترستی ہے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرہ وادناڑی کیلئے لکھی گئیں

مصرع طرح "رنج دوری مرہم زخم متا ہو گیا"

دہن کی الف گھٹی دیا کا غلبہ ہو گیا
آہ سال فوم کیا آگے نہا اب کہا ہو گیا

جب تعصب آیا سو نے پر سہاگا ہو گیا
 دین بے دنیا کے سمجھو بے نتیجہ ہو گیا
 جب ہوں کی طرف تو پھر نقصان پیدا ہو گیا
 ہر طرف فتنے اٹھے ہر جا بہ جگہ ہو گیا
 کار آمد ہوئے اور یہ نکتہ ہو گیا
 ہاں کہیے ہم یہی ماہور ماہ ہو گیا
 آہ کر کہئے تو مقصد میرا پورا ہو گیا
 کام وہ اچھا اور بس منہ سے نکلا ہو گیا

تھی فقط نا اتفاقی مدتوں سے قوم میں
 خوبتر دنیا وہی ہے دین جس کے ساتھ ہو
 جامعیت دین اور دنیا کی ہو چاہئے
 دین و دنیا کا تعلق جب نہ آیا ذہن میں
 آدم و شیطان دونوں بھی تھے مخلوق خدا
 تیرا لے فوجی منزل کون جانے انتہام
 واہ کہنے کی نہیں حاجت مرے شہنشاہ پر
 دل وہی عمدہ کہ ہر ایک کام میں ہوسنقل

جاننے والے تو تجھ کو جانتے ہیں بادشاہ
 غم ہے کیا اگر اس غزل کا رنگ پسینا ہو گیا

مصراع طرح "حسرتیں دل کی رنگین دل میں"

یہی لیسلی ہو ایسے محل میں
 ڈرہ کیا مہر کے مقابل میں
 ہم ہیں دریا میں غم ہیں ساحل میں
 آہ ہم تم ہیں کن مشاغل میں
 ساپ جاتا ہے حطرح بل میں
 حسرتیں دلی رنگین دل میں
 حسرتیں دلی رنگین دل میں
 دروے نالہ عناد دل میں
 فرق یوں ہی ہے حق باطل میں
 غافلواتم ہو کیسے مشکل میں

جلوۂ ذکر حق رہے دل میں
 نہیں دنیا کو دین پر ہے شروغ
 سکنان عدم کہیں ہم کیا
 قبر میں ایک دن تو جانا ہے
 بھڑوی چوڑ کر چلین سیدنا
 جاؤں پہ سوئے یثرب و طحا
 اے نکیرین نم نہ کچھ پوچھو
 عشق کس گل کا ہے نہیں معلوم
 خار کو گل سے کچھ بھی نسبت ہے
 سہل ہے دین سچے ہو مشکل

لوگ کہتے ہیں سرو کو آزاد ہے غلط یا بگل ہے وہ گل میں

روکھا ہسکا ہے بادشاہ کا سخن
کیا جے رنگ اسکا محفل میں

نہ نزل حسب فرمائش حکیم سعد عبدالنعم صاحب ساکن دامنباری لکھی گئی

”مصرع طرح ”یہ ہستی رنگ جہاں کچھ نہیں ہے“

عیان سب پہ ہے یہ نہاں کچھ نہیں ہے
فنا ہونگے گیر و سب حکم حق سے
نہ رنگ اسکا قائم نہ ہو اسکی داہم
بلندی پہن دہر میں نام جن کے
ادھر فکر دنیا او دھر خوف عقبی
سزا و جزا حق سے ہم بند گون کی
فقط کام آئیگے اعمال اپنے
اگر سرچکا دین اطاعت میں حق کی
خدا اور بندے میں عبر از خودی کے

ثبات و بقائے زمان کچھ نہیں ہے
زمین کچھ نہیں آسمان کچھ نہیں ہے
حقیقت میں باغ جہاں کچھ نہیں ہے
لحد کا بھی انکے نشان کچھ نہیں ہے
فراغت کا سامان یہاں کچھ نہیں ہے
جو کچھ ہے وہاں ہے یہاں کچھ نہیں ہے
بجز اسکے اے ہر ماں کچھ نہیں ہے
ہمارے لئے یہ گر ان کچھ نہیں ہے
حجاب دوئی درمیان کچھ نہیں ہے

سخن بادشاہ کا ہے بس سدا سادہ

یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے

پیر نزل قومی مشاہدہ اردو سوسیٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ”ترنی نجات“ میں شائع ہوئی

”مصرع طرح ”کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہیں“

ہوتی ہے قومی لصیحت را بگان کچھ بھی نہیں
چند روزہ ہے یہ دنیا جاوداں کچھ بھی نہیں
روح جب نکلے بدن سے ہے بشر کا کیا وجود

ہے جزا اسکی وہاں لیکن یہاں کچھ بھی نہیں
زب و زینت مال و زرق و مکان کچھ بھی نہیں
کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہیں

کون جانے کس کے دل میں قوم کا ہے سوردور
ہے ہمارا جوش قومی سوڈا اثر کے طرح
خومی بخورین بہت ہیں مجلسین بھی ہیں بہت
جب سے ہیں نظر دنیا کا ادبار و عروج
بہتری ہو غیر قوموں سے جہان میں کس طرح
پوچھ کر ہم سے خدا محشر میں کیا دینگے جواب
ہیں ادھر دنیا کے جھگڑے اور ادھر عقبی کا خوش
طعن اور تشنیع سے زخمی کیا دل ہنو

بر وہ آتش دلمی ہے جسمیں دیوان کچھ بھی نہیں
یک منٹ میں دیکھو نام و نشان کچھ بھی نہیں
پوچھئے کیا ہے عمل کہہ دینگے مان کچھ بھی نہیں
میسر آگے زمیں یہ آسمان کچھ بھی نہیں
ہم کو جب اندیشہ سود و زیان کچھ بھی نہیں
کون میں لائے ہیں کیا آئے کہاں کچھ بھی نہیں
ہم کو فکر زندگی سا و وان کچھ بھی نہیں
رو برو اس زخم کے زخم نشان کچھ بھی نہیں

سادگی پختہ تر سخن ہے بادشاہ

واقعی ہے بات لطف بیان کچھ بھی نہیں

نظم مازکی فضیلت میں لکھی گئی

بے حد و انتہا ہے فضیلت نماز کی
معراج مومن ہے عادت نماز کی
سجدہ میں سر حسین کا نہ باغ چل گئی
بعد کے ہو نگین بندوں کا حق کی پرستش
اسلام اور کفر میں ہے اور فرق کیا
جائز نہیں نماز کبھی بے حضور قلب
کہتے ہیں شافعی کہ تقم اسکو قرض دو
حق خدا انہو بندوں کا حق ادا
ایمان دار کیلئے آسان ہے نماز
کمال یقین ہے جو خدا و رسول سر

مومن وہی ہے جو ہے عظمت نماز کی
قرب خدا کی گویا ہے قرب نماز کی
حاصلان حق کو کیسی تھی رغبت نماز کی
پیش ہو پھلے روز قیامت نماز کی
افسوس مومن کو ہے عظمت نماز کی
حیدر کہاتی ہے یہ کہاں نماز کی
دنیا میں جس سے ترک ہو عظمت نماز کی
کس سے ہو جسے نہیں وقعت نماز کی
اہل نفاق کو ہے مشقت نماز کی
دل اسکا جانتا ہے ضرورت نماز کی

<p>خالق کی اپنی حمد اور اس کا شکر یہ جنت کے ہے طلب میں نمازی ہر غلط دوزخ بہ گرمیاں تو کسی اور کو بتا مخوش ہو دخی جو بررگان دین ہیں ہر وقت اس کا حافظ و ناصر ہے کردگار بیکار جسا آئینہ ہے پیش بے بصر</p>	<p>کیا اور بوجہ ہے ہر حقیقت نماز کی گرویدہ ملکہ رہتی ہے جنت نماز کی قسمت میں ہے ہمارے سعاد نماز کی حاصل کچھ اور ان کو ہے لذت نماز کی بد نظر ہے جس کو حفاظت نماز کی بے نفع بے نمازی سے مد نماز کی</p>
<p>نمائند حق ہے ساتھ ہمارے ای بادشاہ کہنو کر نہ ہم سنائیں نصیحت نماز کی</p>	
<p>دین اور دنیا کا مفہوم</p>	
<p>یہ نظم اخبار ”مجدد“ مدراس مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی تھی</p>	
<p>شوق سے رغبت سے سنئے ہم یہ کرتے ہیں بیا ہائے اُن نا فہمیوں نے ہی بگاڑا قوم کو بڑ گیا اسکے سببے جا بجا بغض و عناد پائے ہیں ہم نے اسی سے آہ کیا کیا ذلتیں دین کو دنیا سے جیسا ربط ہے شام و سحر گر نہ ہو دنیا تو کیونکر دین کا ہو گامو د دین و دنیا میں جدائی ہو نہیں سکتی کبھی دین کا معنی ہے یہ ہر کام دنیا کا کرن کام جو حکم خدا حکم بنی کے ہو خلاف اہل ظاہر عالمان دین کی یہ تحقیق ہے چھیت دنیا از خدا غافل شدن کہتے ہیں وہ</p>	<p>دین اور دنیا کے معنی میں ہیں جو نا فہمیاں ٹائے ان نا فہمیوں سے ہو گئے جھگڑے عیان یڑ گئے رخنے اسی سے یکدلی کے درمیان کہو دتے اس کے سبب قوم کی ہم عروشاں یوں ہی دنیا کو تعلق دین سے ہے بگمان مثل قالے یہ دنیا دین ہے مانند جان جو جدا سمجھیں یہ نا فہمی ہے الکی بکران حب فرمان خدا و صطفیٰ سر و عیان کہنے میں نیا اسی کو عالمان کنتہ دان لیکے مفہوم دیگر اس کا بیش عارفان نے قماش و فقرہ و فرزندوزن ای مومنان</p>

دونوں معنوں میں اگرچہ فرق آتا ہے مگر
جامع مانع ہی دنیا و دین کا وصف ہے
بلکہ مادہ صنفی سے قوم میں اب دو تفسیریں
فرض ایک کرتا ہے دنیا کی ممت بے شمار
دیتا ہے ترغیب ترک مال داری قوم کو
سخت نا فہمی ہے اس سے خوش نہیں خالق کبھی
مال و زر فرزندوں کے باوجود اے دوستو
مال داری منع کر ہوتی تو پھر کرم زکوٰۃ
جا بجا قرآن میں کیوں ہکوفر ماتا خدا
دوسرا فرق جو ہے اس کی حالت کچھ عجیب
گرچہ کرنا ہے وہ حد کو دینداروں میں شمار
خاص کر اس میں نہیں پابندی صوم و صلوٰۃ
پاس اس فرقہ کے بس نیکی ہے دنیا میں یہی
اس سے عمدہ تر نہیں سرمایہ ان کے زیست کا
سرسبز ہر کام میں تقلید انگریزوں کی ہو
بعض ان میں نو معاذ اللہ تمسخر دین کا
حشر میں کس منہ سے جائینگے خدا کے روبرو
ہم نہیں کہتے کہ انگریزی نہیں ہکوفہ فہم
سکھنا لیکن فقط حسب ضرورت چاہئے
خال جو حد سے بڑا وہ ہو گیا آخر ما
دین دنیا کا عطا کر ہکوفہ مفہوم صحیح

غور سے دیکھیں تو ہے دونوں کا مطلب یکسان
ثابت ان باتوں سے ناواقف ہیں اکثر مردمان
کہہ دیتے ہیں اوقات بحث و گفتگو میں رایگان
بے بنیادی و سکی تبتلاتا ہے سب کو جا و دان
مفلسی ہے پاس اسکے دینداری کا نشان
اور کب راضی ہیں اس سے خاتم پیغمبران
دین پر ثابت قدم ہوئے ہی مومن کی شان
ہم یہ کیوں کرتا جہان میں خالق ہر دو جہان
نعمتیں دیں ہم نے کیسی کیسی زیر آسمان
منہک ہے جب مال جاہ میں وہ ہر زمان
پر نہیں ہے دین کے احکام کا اس میں نشان
طبع کو اسکے ہیں ایسے کام سب بارگراں
بہرہ ور تسلیم انگریزی سے ہوں خرد و کلان
یہ وہ نیکی جسکے میں اتنی ساری نیکیاں
ہے ہی تھذیب اور شائستگی انکے یہاں
کر رہے ہیں کچھ نہیں خوف خدا کے انس و جان
انکو کیا معلوم کیا اس کا نتیجہ ہے وہاں
ہم نہیں کہتے کہ ہے ممنوع شرعی یہ زبان
گر ضرورت سے زیادہ ہو تو بتیکھے زبان
لائق اس ضرب المثل کے ہے یہ فرق بیگمان
بد عقاید سے الہی دے ہم امن و امان

خاتمہ ایمان پر ہم سب کمانوں کا ہو

از طفیل سرور عالم شفیع عاصیان

غمگساری دین کی ہے جسکے دل میں بادشاہ

کیون نہ ہو مرغوب ترا کتبہ تیری داستان

یہ نظم تنزل اہل اسلام پر اٹھا افسوس کرتے ہوئے ان ہیروئیکے جواب میں لکھی گئی جو معراج آسمانی اور حشر میں دست و پا کی گواہی پر اپنی جہالت سے اعتراض کیا کرتے ہیں اور اخبار جبریدہ روزگار میں ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی

یہاں دعویٰ ہے دانائی کا بیٹیک عین نادانی
وہ مستغنی ہے ہم محتاج وہ باقی ہے ہم فانی
اسی کے فضل کے پر تو سے ہے اپنی سبخذانی
مثال آئینہ ہر اہل دانش کو ہے حیرانی
میں ہے مورچہ کو اندون شان سلیمانی
نہ ہے اگلی وہ دینداری نہ اگلا عجب سلطانی
سرکش کشمکش میں اب پہنسا ہے ملک ایرانی
جو کچھ ہے اس پہ قانع ہے امیر کا بلستانی
ہے سلطان مرا قواب فریخ کے زیر نگرانی
جو کچھ ہے خط پیشانی وہی لازم ہے پیش آنی
ترقی پر مگر مین ہر طرف اغراض نفسانی
دو نوسے دور ہونا جا رہا ہے جوش ایمانی
ہو آتی جب جہاز ونگی ہے عالم میں فراوانی
نہو مرکب کو کیوں طاقت عطا کرنے میں آسانی
بہلا جب قوت فوگرانی تم نے ہے مانی
خدا سے کیوں نہ طاقت پلے دست و پا نہانی

کہاں وہ حمد نیر دلی کہاں یہ طبع انسانی
مقدس ذات ہے اسکی منزہ ہیں صفات اسکی
دیا بھوکو دین ایسا ہوا جس سے سخن بیدا
عجب عالم میں ہے نیز گئی عالم کا نطفہ رہ
تکست روس دیکھو اور دیکھو فتح جاپان کو
چڑھا ہے روم کی دولت پہ گرچہ رنگ جہوری
کسی جا روس غالب ہے کہیں انگلنڈ قابض ہے
تمنا ہے ترقی کی نہ خواہش ملک گیری کی
بغاوت کا علم برپا کیا اہل مرا قونے
ہنہن معلوم کیا حالت مرا قو کی ہو آئندہ
غرض دنیا ئے اسلامی ہر ایک جا ہے تنزل پر
تخیل مذہبی مٹنے لگا ہے اب دماغوں سے
براق مصطفیٰ سے اب بہلا انکار ہو کیونکر
ہو اپر گر کو ہے پرواز انسان پہ تو خالق کو
گو اہی حشر میں گردست و پا دینگے عجب کیا ہے
صد انسان کی سنتے ہیں جب یک پارہ مس سے

<p>حدیثوں کی نہ وقت ہے نہ خوف حکم قرآنی کہیں تہ کو نہ لمبائے خطاب نیچرستانی بنا ہے قوم کا مصلح ہر یک طفل دبستانی مسلمان کیلئے بس ہے فقط نام مسلمان چرا عاقل کند کاریکہ باز آید پشیمانی بزرگان سلف کی چوڑو دم مرثیہ خوانی</p>	<p>جدہر دیکھو اور ہر آزادی مذہب کا ہے غوغا یہی ہے خوف اے ہندوستان اطوار سے یتر نہیں معلوم ہے کیا قوم کیا اصلاح کی معنی صلوٰۃ و صوم سے نفرت زکوٰۃ حج سے کیا مطلب دور اللہ سے پابند شرع مصطفیٰ رہتے لکھو ای شاعر و اسلام کا اب مرثیہ کوئی</p>
<p>نہ ہو مایوس تو اے بادشاہ خالق کی رحمت سے کر گیا دین کی اپنے وہ خود حفظ و نگہبانی</p>	<p>یہ تفسیر سعدی شیرازی پر لکھی گئی</p>
<p>ہن اب جہان میں لوگ بہت کم نکو نفس نفرت ہے نیکوں سے گناہوں کی ہے ہوس بہ ملک وہ ہے جس میں نہیں حاکم و عسس نادان قفی ہے تیرے لئے صورت قفس مادر کے ہے شکم کا اثر جانتے یہ بس</p>	<p>سعدی سے بن نے پوچھا کہ کیا اسکا ہے سبب نخوت میں خود پسندی میں اکثر ہیں مبتلا قابو میں دل کسی کا کسی سے نہ رہ سکا سعدی نے یوں جواب دیا غور کر ذرا ہرگز پدر کی صلب کی کوئی نہیں خطا</p>
<p>باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست درباغ لالہ روید و در شورہ بوم حسن</p>	<p>یہ نظم انجمن طلباء نے مدرسہ اسلامیہ و انبیا ئی کیلئے لکھی گئی</p>
<p>سفر اور حضر کی سناتا ہوں حالت نہ مجھ میں سلیقہ نہ مجھ میں لیاقت نہ ہونفع کے ساتھ جس میں مضرت ضرر کو کہیں نفع نے دی ہر میت</p>	<p>سنو تم اے طلبائے فرخندہ طینت فقط جوش ہے طبع کا میرے ور نہ نہیں ہے جہان میں کوئی چیز ایسی کہیں نفع پر ہے مضرت کا غلبہ</p>

جو کچھ بید نفع و ضرر میں ہے نہاں
 کرتے ہیں خالق کے قدرت کے سارے
 مے ذہن میں جو گزرنے میں باتیں
 عیان سب پہ ہے روز روشن کے مانند
 سفر ہے معیشت کا عمدہ ذریعہ
 سفر ہی بناتا ہے انسان کو انسان
 سفر سے برکت ہے سب آرزو میں
 سفر سے ہی ہے تجربہ کو ترقی
 سفر کرتے وہ اگلے بزرگان
 نہ کرتے کبھی قدر و وقعت ہم انکی
 انہیں کے تصدیق سے پائیں میں ہم
 وطن میں کیونکہ اب تک ملا کچھ
 سفر کے فوائد سے واقف نہیں ہم
 کہا خوب حاکمی شیریں سخن نے
 "سیاحت کے گون ہیں زمرہ سفر ہیں
 "یہ دیواریں گھر کی جو پیش نظر ہیں
 "ہیں تالاب میں چھلیاں کچھ فراہم
 خدا اگر نہ دیتا سفر کو بزرگی
 نہ ہوتا تھا ہم پر کبھی حکم حج کا
 مقابل سفر کے جو لفظ حضہ ہے
 وطن کی سکونت بظاہر ہے اچھی

خدا ہی کو معلوم اسکی حقیقت
 سزا دار اسکو ہے بہ اسکی حکمت
 دلاتے ہیں اظہار کی مجھ کو حرات
 سفر کے فوائد ہیں جو بے نہایت
 سفر فی الحقیقت ہے جان تجارت
 سفر ہی بڑھاتا ہے فہم و فراست
 سفر سے ہے دشواریوں میں سہولت
 سفر میں ہی خالق نے دی خیر و برکت
 نہ وہ کھینچتے گھر سفر کی مشقت
 نہ ہوتی کمالات کی انکی شہرت
 یہ عزت یہ فخر یہ شوکت یہ شہرت
 سفر کے بدولت ملی علم و دولت
 سفر کی عموماً نہیں ہمو رعبت
 یہ اشعار مملو ہے حسین نصیحت
 خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہیں
 یہی اپنے نزدیک حد بصر ہیں
 وہی انکی دنیا وہی انکا عالم
 نہ ہوتی سفر میں اگر کچھ فضیلت
 نہ مسنون ہوتی بنی کی زیارت
 ہے مقصود اس سے وطن کی سکونت
 ہے باطن میں پوشیدہ لیکن قناعت

وطن کی سکونت کہالت کی معدن
وطن کی سکونت ترقی کی ہارج
وطن کی سکونت کامداح ہے وہ
ہے حدشکر اہل وطن کو ہمارے
اگر دہونڈیں ہم سارے ہندوستان میں
غرض حاصل نظم کا ہے یہ میرے
سفر ہم کرین مثل خورشید یارب
سخن کو نہ دو طول اے بادشہ تم

وطن کی سکونت ہے مہیا غفلت
وطن کی سکونت میں ہے نقص ہمت
نقن آسودگی کی جو کہتا ہے خصلت
ہے اس درجہ سیر و سیاحت کی عادت
نظیر اس وطن کی ملیگی بدقت
سفر کو حضر پر ہے ہر طرح سبقت
نہ دے چنڈ سا تو ہمیں کنج عزت
کہن اہل جلیسہ نہ یا بین ملائت

اشعار دعائیہ

یہ اشعار مسجد محلہ گویند پور واقع و انباری میں ہنگام جنگ روم و یونان بعد اوائے ماز شکر یہ محمدی سلطان
خلد اللہ ملکہ روبرے حاضرین جماعت بنا رخ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۸۵ ہجری بروز جمعہ پڑھے گئے تھے

شکر کرے کی کہان بہکو ہے طافت اے خدا
تو نے دی اسلام کی بہکو یہ نعمت اے خدا
ہم اسی اسلام سے پائینگے جنبت اے خدا
آج ہم اسکی مناتے ہیں مسرت اے خدا
واسطے انکے ہیں یہ ابام فرحت اے خدا
ایک عالم جسکے ہے ریر حکومت اے خدا
ہے اسی سلطان سے ہم سب کی عزت اے خدا
اس سے کیا بڑا کر ہے کوئی اور عظمت اے خدا
نصرت اسلام گویا اسکی نصرت اے خدا
کیا دکہا ہیں منہہ تجھے روز قیامت اے خدا

ہم یہ کیا کیا ہیں نرے فضل و عنایت اے خدا
نعمتیں سبید ہیں تیری ان میں سب افضل ترین
ہم اسی اسلام سے پائینگے دور رخ سے نجات
اندون فتح و ظفر تو نے جو دی سلطان کو
ہم تو کیا روئے زمین پر ہیں جہان تک دیندار
کون وہ سلطان یسے حضرت عبدالعزیز
ہے ہمارے دین کی شوکت اسی سلطان سے
جبکہ حرمین معظم کا محافظ ہے وہی
ہے شکست اسکی حقیقت میں شکست اسلام کی
شکر گزیرانہ اس موقع پہ ہم لائیں سب

اگر نہ حاصل ہو خوشی مسلم کو اسی نسخ پر
نصرت اسلام کا ہے بج رہا ڈنکا او دہر
اندون اس جنگ نے کیا کچھ دکھایا ہے اثر
دوست کیا دشمن بھی اسکی مدح میں ہین نربان
فی الحقیقت یہ کچھ سب میں تب سے فضل کے
اس امیر المومنین کو تخت شاہی پر مدام
تا دم حکم رہے قائم رہے دایم رہے
ہم مسلمانوں کے ولین دیجئے صبح و سا
ہر دم و ہر آن رہے محفوظ سب آفات سے
خیر خواہوں کو تو اس کے شاد رکھے آباد رکھے
فاتح و منصور حبیبِ ادلون اسکو کیا

کیا ہمارا دین کیا دینی حمیت اسے خدا
ہے او ہر یونان کے ذلت کی نوبت اسے خدا
سارے یورپ پر ہے طاری جسکی دہشت اسے خدا
کیا یہ تیزی شان کیا نیری ہے مدد اسے خدا
کہوں نہ ہم مانگن دعا یہ با صداقت اسے خدا
رکھہ سلامت رکھہ سلامت رکھہ سلامت اسے خدا
اسکی عظمت اسکی ثروت اسکی حمت اسے خدا
اسکی نیت اسکی الفت اسکی حیا ہمت اسے خدا
تاج و تخت و چتر و راب ملک و دولت اسے خدا
اسکے بدخواہوں کو کرپا مال و غارت اسے خدا
یون ہی رکھے غالب اسے ہر ایک ساعت اسے خدا

بندہ ناچمیں رہے یہ بادشاہ عاصی ترا
بخندے اسکو زراہ لطف و رحمت اسے خدا

یہ اشعار جلسہ سالانہ مدرسہ اسلامیہ و انسٹاٹیوٹن میں اراکین محمدن ایجوکیشنل سوسیٹی و انبارہی روبرو پڑ گئے

یارب تری قدرت کا ہین جلوہ دکھا دے
محتاج یہ گلشن ہے ترے ابر کرم کا
مخلوط تو کر دل کو دماغون کو معطر
حامی ہین مرتبی ہین معاون ہین جو اسکے
بہبودی دارین سے کراںکو سرفراز
یاد رہے دعا ہمت و جرات کو انہونکے
دنیا کی طلب دے تو ہین دین کے خاطر

اس مدرسہ قوم کی سمت کو جگا دے
سر سبز بنادے اسے شاداب بنا دے
اس باغ کے پھل پھول کا نظارہ دکھا دے
کراںکے مقاصد کو عطا یا اس شاد دے
آفات و حوادث سے زمانہ کے بچا دے
توادر پڑھا اور بڑھا اور بڑھا دے
بے بہرہ نہ تو دین سے دنیا میں بنا دے

ثابت قدمی تیسرا اور امین عطا کر
دنیا کو کہیں دین کے ہم ساتھ ہمیشہ
سکسش نہ بنا تیری شریعت سے کسی دن
عاجز ہین گنہگار ہین ہم خستہ جگر ہین
تو قاضی حاجات ہے ہم جز ترے در کے
اس مدرسہ کا جلسہ سالانہ جو ہے اب
ہر دم ہو عطا اس کو ترقی پہ تر فی
ایوان دل قوم رہے اس سے منور

اور تیسرا نواہی سے ہمیں دور ہٹا دے
ہر شام و سحر بس یہ سبق ہکو سکھا دے
سر تیری اطاعت میں ہر کیوقت جہکا دے
جوش اپنے تو افضال کا اب ہکو دکھا دے
کس در پہ بہلا جائیں ذرا تو ہی جتا دے
صد ہا ہمیں اس طرح کے جلسوں کو بتا دے
کل ہند میں دہوم اسکی ابھی تو چا دے
لو اسکے محنت کی ہر یک دل میں لگا دے

اے بادشاہ ہمچراں اس کا محجب کیا
تاثر اگر تیسرے سخن میں بھی خدا دے

یہ مناجات منطوم طلبائے مدرسہ اسلامیہ انبائری کیلئے حسب فرمائش جناب محمد ابراہیم صاحب قریشی
بی۔ اے۔ یلٹی پرنسپل مدرسہ اسلامیہ و انبائری لکھی گئی

ہم مدرسہ کے طلباء باعجب و انکساری
مالکے تو ہمارا مملوک ہم ہین تیرے
تو بے نیاز سب سے محتاج تیرے سب ہین
اس مدرسہ کے جتنے بانی و منتظم ہین
منون ہم ہین انکے مرہون ہم ہین انکے
سر سبز یون نہ رہتا اس مدرسہ کا گلشن
یارب جہان میں دائم رکھہ انکو شاد و خوشرم
یارب ہمارے دل کے غنچون کو کر شگفتہ
سلطان روم اپنے ہین مذہبی خلیفے

کرتے ہین عرض تجہ سے اب اے جناب باری
تیری ثنا کے قابل کب ہے زبان ہمار ی
فضل و کرم کی تیرے سب کو امید واری
مد نظر ہمار کھ ہے جن کو غمگساری
ہر دم ہے شکر انگال پر ہمارے جاری
ہوتی اگر نہ انکے احسان کی آبیاری
ہر آفت و بلا سے دے انکو رستگاری
تعلیم کو بنا دے تو موسم بہاری
یارب عطا ہو انکی دولت کو استواری

قائم رہے الہی دائم رہے الہی ہے بادشاہ ہفتمید و رد جو ہمارا ہیں جسکے سلطنت میں سب کے حقوق یکساں یا رب فزون ہوا کے دل میں ہماری الفت	انکی یہ جاہ و شمت انکی یہ شہریاری ہے جسکے زمینسماں انکے ہندساری ہر قوم کی برابر ہوتی ہے پاسداری محکم رہے ہماری اس سے وفا شعاری
---	---

ہیں بادشاہ نامی شاعر جو اس وطن کے یا رب یہ نظم انکی ہو ہر زبان پہ جاری

یہ نظم دعائیہ انجمن خیر خواہ عام گوند پور واقع دہلی کے لئے لکھی گئی

تو ہے خدا ہمارا تو ذوالنہن ہمارا تو زق و نین والا تو رحم کر نیو الا احسان سبکدولت میں لاکھ غنائیں جو چاہے وہ کرے ہم طالب تری رضا کے تو جہد کے نشہ میں مخمور ہیں تو ہم میں کیونکر نہ دل ہمارا سورج کی طرح جھکے خوف عذاب محشر ہم عاصیوں کو کیا ہے قائم رہے الہی دائم رہے الہی	تیرا دیا ہوا ہے یہ جان و تن ہمارا تو ہے شانے والا رنج و محن ہمارا کس کس کے شکر میں اب اہو و ہن ہمارا وہ تیری بے نیازی یہ ہے چلن ہمارا کبار کی گھا کوئی نشہ ہرن ہمارا ہے اسپہ نور ایمان جہلہ نکلن ہمارا حامی ہو جب رسول آحرز من ہمارا یہ انجمن ہماری اور یہ وطن ہمارا
--	---

قدر سخن نہیں اب ای بادشاہ کیا علم یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا
--

یہ نظم دعائیہ جلسہ عام انجمن خیر خواہ عام گوند پور واقع دہلی منعقدہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۹ء میں پڑھی گئی

اے خداوند زمین و آسمان اے ہمارے خالق عالم نواز ذات تیری قاضی الحاجات ہے	اے خدا کے مالک کون و مکان اے کریم کار ساز و بے نیاز مقصودین بر لاکہ ان فی بات ہے
---	--

<p>فائدہ پہنچا تو اے رب نام انجن کو تار ہے فوٹ فزوں ہو مطابق نام کے ہر ایک کام دے از بارب لو اسکے نام میں یوں ہی ہو سرکار میں اسکا وقار رکھ ہمیشہ شادمان و شاد کام کبچے اکو طفلس مصطفیٰ</p>	<p>خلق کو اس انجن سے صبح و شام ممبروں کے دلہن دے سمیت فزوں خبر خواہ عام ہے حواسکا نام انجن محکم ہو ہر ایک کام میں خلق میں ہے بطرح بہ شاندار یا خدا حضرات مجلس کو ہنام دین اور دنیا کی بہبودی عطا</p>
---	--

سب مقاصد میں رہیں وہ کامیاب
 بادشاہ کی بہ دعا ہو سنجاب

یہ نظم دعائیہ سپاس نامہ جناب آریل مولوی سید قاضی صاحب بہادر ممبر جیٹو کونسل مدراس کیلئے لکھی گئی اور
 انجن خبر خواہ عام گوئند پور واقع وانبائی کی طرف سے ۲۶ فروری سنہ ۱۹۱۱ء کو بڑھی گئی۔

<p>ممدوح کو ہمارے فزوں عز و ثناں دے صحت میں عافیت میں نہ اسکے زبان دے ہر آفت و بلا سے الہی امان دے دل البسا اور ایسی الہی زبان دے یارب تو اسکی طبع میں وہ آن بان دے یارب ہمیشہ البسا ہمیں یہاں دے</p>	<p>مقصود یہ اے خالق کون و مکان دے مضبوط اسکا دہریں رکھہ رشتہ حیات مبدول ہے ہر بڑی عنایت رہے مدام بالکل ہو وقف نفع رسائی قوم میں سرکار میں وقار بڑھے قوم میں ہونام اسے ہی مہمان کا شرف میزبان کو ہو</p>
--	---

صدقہ قوم میں جس و حرکت ہمیں ذرا
 یارب تو اسکے قالب بے جان میں جان دے

یہ مناجات منظوم مدیرہ نسوان انجن خبر خواہ عام گوئند پور واقع وانبائی کیلئے لکھی گئی اور حلقہ نسیم انعامات
 منعقدہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء میں ایک لڑکی نے پڑھی۔

گو مکر ہو شکر سزا ہے ادا خدا با
معبود تو ہمارا مقصود تو ہمارا
ہم باندیان ہیں تیرے محتاج اور عاجز
مانگین اگر نہ تجھ سے پہر کس سے خاک مانگیں
سب سے بڑا یہی ہے احسان ہم کو تو نے
سالار دنیا ہیں عالم کے مقدر ہیں
اس مدرسہ کے بانی جو اہل انجمن ہیں
انکے طفیل سے یغلبم ہم نے بانی
اچھا ہو دین انکا دنیا ہو انکی اجہی
مانباپ سے ہیں بڑ بڑ سنا سنا ہمارے
انکے لئے ہمیشہ کرتے ہیں التجا ہم
ہیں جتنی بیسیان اس مجلس میں آج حاضر
وہ جو بزرگ بی بی ہیں آج میر مجلس
دنیا میں آخرت میں رکھے سب کو شاد و مفرح

فضل و کرم ہے میرا بے انتہا خدا یا
مالک ہے کون اپنا تیرے سوا خدا یا
حرص و ہوا میں ہم سب ہیں مبتلا خدا یا
جزیرے کون ہے اب حاجت روا خدا یا
امن میں مصطفیٰ کے پیدا کما خدا یا
ہے جان و دل ہمارا ان پر خدا خدا یا
رکھہ ان کو تو سلامت صبح و شام خدا یا
اجر عظیم ان کو کیجے عطا خدا یا
رلا دلون کا انکے ہر مدعا خدا یا
بہو لینے کس طرح ہم انکو بہلا خدا یا
تو نیک تر جزا دے روز جزا خدا یا
علیہ کو ان سے رونق ہے بر ملا خدا یا
اعزاز انکو تو نے کیا کیا دیا خدا یا
کرد و ر حاضرین کے رنج و بلا خدا یا

اشعار بادشاہ کے دلچسپ و خوبتر ہیں

کرتے ہیں اس کے حق میں ہم سب دعا خدا یا

بہ مناجات منظوم طلبائے مدرسہ عزیز یہ تر ملکھڑی مدراس کے لئے لکھی گئی

طلبائے مدرسہ کی ہے التجا خدا یا
مالک ہے تو ہمارا خالق ہے تو ہمارا
یہ جسم و جان ہے تیرا کون و مکان ہے تیرا
بندے ہیں تیرے ہم سب کم فہم و کم سن

اگر ہمہ تن نگاہ لطف و عطا خدا یا
یاور ہے کون اپنا تیرے سوا خدا یا
ہیں تیرے زیر فرمان ارض و سما خدا یا
کیونکر ادا ہو ہم سے تیری ثنا خدا یا

انوار علم سے کر روشن ہمارے دل کو
ہمراہ علم کے دے توفیق بھی عمل کی
دے ہم کو ہمتاقت شرع محمدی پر
تہذیب دے ادب و اخلاق نیک بھی
امن بن مصطفیٰ کے پیدا کیا ہے ہم کو
جو صاحب کرم ہیں اس مدرسہ کے بانی
دنیا کی خوبوں سے عقبی کی نعمتوں سے
استاد و نظم ہیں اس مدرسہ کے جتنے
دنیا ہوا چہ انکی اور دین بھی ہوا چہ
سیراب اپنے ابر رحمت سے رکھہ ہمینہ

طلعت کو جہل کے تو یکدم مٹا دیا
کیچے ہمیں عنایت ذہن رسا دیا
بد مذہبی سے ہر دم ہم کو چپا دیا
بہرے ہمارے دل میں صد و صفا دیا
احسان تو نے کیسا ہم پر کیا دیا
رکھہ انکو شاد و خرم صبح و سہا دیا
کر سرفراز انکو بے انتہا دیا
فضل و کرم کا سب کو جلوہ دکھا دیا
کردوران سے ہر یک رنج و بلا دیا
انکشن ہو مدرسہ کا پھل پھلا دیا

بندہ ہے نیز اکثر بہ بادشاہ عاصی

تو بخش اسکے سارے جرم و خطا دیا

نظم ہائے متفرق مفید قوم

یہ نظم اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی تھی جس کے ان سے اہل اسلام مدراس میں
جوش پیدا ہوا چندہ حجاز ریلوے فراہم کر کے قسطنطنیہ بھیجا گیا

کیوں نہ ہو ہم کو مسرت اسے حجازی ریلوے
حاجیان تیرے بدولت اسے حجازی ریلوے
اب شتر کی ہے سواری اور نہ قراقون کا خوف
شہر مکہ سے مدینہ تک ہے بارہ دن کی راہ
تجہ سے بیشک ہے زراعت کو تجارت کو فروغ

سننے ہیں تیری بشارت اسے حجازی ریلوے
پائینگے ہر طرح راحت اسے حجازی ریلوے
دور ہیں سب رنج و زحمت اسے حجازی ریلوے
ابے ہیکن کی مسافت اسے حجازی ریلوے
ڈاک بھی پھینچے بسرعت اسے حجازی ریلوے

ان فوائد سے نرے انکار کیونکر کر سکے
ہاں ترابانی دی سلطان ہے عبدالحمید
آج تک گزرے ہیں جتنے بادشاہان روم کے
یہ شرف بنری بنا کا حاصل کے واسطے
واسطے تیرے جو اس نے دین ہزاروں شرفی
بازبان حال تو اسکی رہنمائی مدح خوان
سارے دنیا کے مسلمانوں کو اسنے شوق سے
دیر پھر کیا تھی عرب میں اوز مصر و شام میں
مغفلین چندہ کی ہر جا ہو گئے ہیں منعقد
حیف ابتک بخیر ہیں ہم مسلمان ہند
ہے نہ دینی جوش سکھوں اور نہ فکر آخرت
ہیں کہ ہر علما ہمارے اپنی بیاری قوم کو
نیک ہیں ان کے ارادے ہیں مبارک انکے دل
نفع اپنی قوم کو ہو خوش ہوا پنا کر دگ ر

جسکو کچھ بھی ہے فراست اے حجازی ریلوے
مستحق ہے جسکی عظمت اے حجازی ریلوے
کنے بہ پائی سعادت اے حجازی ریلوے
حق نے رکھا تھا امانت اے حجازی ریلوے
ہے کیا اسکی اعانت اے حجازی ریلوے
حشر تک ہر ایک ساعت اے حجازی ریلوے
دی ہے چندہ کی اجازت اے حجازی ریلوے
ہو گئی چند دن کی کثرت اے حجازی ریلوے
جا بجا ہے میری شہرت اے حجازی ریلوے
ہے یہ کیسا خواب غفلت اے حجازی ریلوے
اور نہ کچھ قومی محبت اے حجازی ریلوے
کیوں نہیں کرتے نصیحت اے حجازی ریلوے
جو کرین بری اعانت اے حجازی ریلوے
اس سے بڑھ کر کیا ہے دولت اے حجازی ریلوے

وہ ہی دن آئے کہ دیکھے بادشاہ جلوہ ترا

ارہیے حج و زیارت اے حجازی ریلوے

فیظم اخبار تبر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی تھی

مفید قوم ہے بحسب حجازی ریل کا چندہ
نہ کیوں نہ چلتی میں انہر حجازی ریل کا چندہ
امیر المؤمنین کا حکم ہے پر تو فگن اسپر
رفاہ قوم دنیا میں جزائے نیک عقی میں

رضائے حق کا ہے رہبر حجازی ریل کا چندہ
ہر ایک چندہ سے ہے خوشتر حجازی ریل کا چندہ
منال مہر ہے انور حجازی ریل کا چندہ
یہ ہر دو نفع کا منظر حجازی ریل کا چندہ

کہ کیوں اے حاجو بہر طرح کی ہونکو آسائش
منور قوم کی الفت سے جب آئینہ دل ہے
شریک اس بن ہر یک ادنیٰ و اعلیٰ طاقت ہو
اگر کچھ جوش دینی ہے اگر کچھ حب قومی ہے
ہے اس چندہ کا چہر چاسکار اسلامی ممالک میں
خبر کچھ ہے نہیں ہندوستان کے اسی مسلمانو
ہزار افسوس تم میں کچھ حمیت ہے نہ غیرت ہے
ذرا دیکھو تو اخباروں میں قومی جوش کا کیسا
جوہن اہل کرم البتہ وہ مسرور ہیں اس سے
مضول سرف کاموں میں حویجا صرف ہوتے ہے

منہارا بنگیا باور حجازی ریل کا چندہ
ہے اس آئینہ کا جوہر حجازی ریل کا چندہ
حصر کہتے یہ اہل زر حجازی ریل کا چندہ
فراہم سب کریں ملکہ حجازی ریل کا چندہ
حوشی سے دیتے ہیں گھر گھر حجازی ریل کا چندہ
ہو اکن کن مفاہول ہر جاری ریل کا چندہ
خوش آئینگا تہن کو نکر حجازی ریل کا چندہ
دکھاتا ہے تہس منظر حجازی ریل کا چندہ
دل مسک بہ ہے نشتر حجازی ریل کا چندہ
نہیں کیا اس سے ہے بہتر حجازی ریل کا چندہ

یہی مقصود ہے اس نظم سے اے پادشہ مجھکو

مونز ہو ہر یک دل پر حجازی ریل کا چندہ

بہ نظم وصف اخبارات میں رسالہ "اخبار بینی" مصنفہ جناب مولوی میر احمد حسین صاحب مرحوم سکرٹری
مچھن بڈنگ روم و انباری کیلئے لکھی گئی رسالہ مذکور میں لمحہ ہو سکے علاوہ اخبار مجذوکن مد اس میں بھی شائع ہوئی

جہاں میں کیوں نہ فردوں ہووے وقت اخبار
نہیں ہے ہند میں افسوس رغبت اخبار
ہزاروں جاری ہیں لاکھوں کی ہے وفاق نسیم
عیان ہوتے یہ حالات مشرق و مغرب
تراہ جام مبارک ہو تجھکو اے جمشید
نہ دیکھیں کو تو ہر وقت دل ہے بے چین
جو علم دوست ہیں کہتے ہیں دوست ترا سکو
جتار ہا ہے زمانہ ضرورت اخبار
اصول زیت ہے یورپ میں رویت اخبار
ز ہے اشاعت اخبار و شوکت اخبار
نہ ہوتی ہم پہ جو ہر دم غایت اخبار
یہاں ہر ایک ہے مت محبت اخبار
مثال شاہد رعنا ہے صورت اخبار
ملیکی کب جہلا کو حلاوت اخبار

جہاں جہالت و ناواقفگی کی کثرت ہے
ہیں واقعات میں پنہاں نصیحتیں صد ہا
جو گرسند ہے ترقی فہم وجودت کا
نہ کر غور تو اسے دور بین کے موجب

سمجھ لو تم کہ وہاں ہوگی قلت اخبار
بغیر غور کہلے کب حقیقت اخبار
کر لگی سیراوسے جلد نعمت اخبار
کہ دور بین پر ہے ان روزوں کی اخبار

تفلم کو روک لے اے بادشاہ بیچہ ان

کہاں ہو تجھ سے اداس حق بدست اخبار

نیظم وصف زراعت میں اخبار زمیندار کرم آباد ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب میں مطبوعہ یکم جون ۱۹۱۷ء کو طبع ہوئی تھی

دنیا میں عجب نعمت داور ہے زراعت
محروم نہ حیوان نہ انسان ہے اس سے
زرخیز اسی ملک اسی صوبہ کا ہے نام
حرمت تو کجا شبہ کا بھی اس میں نہیں خوف
ہے قدر زراعت کو نہیں حواہل خسروہیں
اسباب معیشت میں تمام اسکے فروعات
یا کہئے عوارض ہیں وہ سب انکا یہ جوہر
یا مثل دواثر ہیں وہ یہ صورت مر کر
کیا چیز ہے وہ جسکو تعلق نہیں اس سے
بیوجہ نہیں اسکو ہے بارش کی ضرورت
آدم نے ہی کی پہلے زراعت جو جہان میں
جاہان کے وجوہات ترقی میں بلا تشک
اخبار زمیندار ہوا درپے اصلاح
اے کاش جو قائم ہو زمیندار کیٹی

ہر فن سے ہر یک پیشہ ہے بہتر ہے زراعت
کیا فیض رسان خلق پہ کبسر ہے زراعت
جس ملک میں جس صوبہ میں اکثر ہے زراعت
کیا نیک معیشت کی بہرہ ہے زراعت
کم عقل کے نظروں میں تو کمتر ہے زراعت
ہر فرع کی یہ اصل مقرر ہے زراعت
یا کہئے وہ اولاد ہیں مادر ہے زراعت
یا کہئے وہ سب صیغے ہیں مصدر ہے زراعت
وہ کون ہے جسکی نہیں یاور ہے زراعت
اللہ کی رحمت سے مسخر ہے زراعت
اولاد ہم اسکے ہمیں خوشتر ہے زراعت
سچ کہتا ہوں پہلا ترانہ ہے زراعت
کس اوج پہ اب تیرا مقدر ہے زراعت
پہرندہ میں رونق تری برتر ہے زراعت

کیا وصف ہوا اس بادشاہِ سچہاں سے
خالق کے عنایات کی نظر سے زراعت

یہ نئی حب ایما تے معتمد انجمنِ مہودین مدراس لکھی گئی اور اخبار تیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۵ گیسٹ

۱۹۰۴ء میں طبع ہوئی

خبر خواہان قوم تم کہہاں
اے می عشقِ قوم کے سرشار
گر ہے احساسِ رنج انسانی
لیجئے کچھ اس انجمن کی خبر
جسکے اغراض میں یہی دایم
انکی تائید ہووے با آئین
گو نگے بھرون کو اور اندھون کو
ہن جو کسبِ معاش سے مجبور
اجرا پائین بہ نذرِ بتِ اناہ
ہن یہی لوگ قابلِ تائید
ہے سلوک ان سے افضلِ محنت
اور سردارِ انبیا خوش ہے
اگر نہ کچھ ہی ہمارے ہو دل پر
بلکہ ہن بھی اس سے بہتر ہے
کام ہے خیر کا کرو کچھ خیر
لوٹ لیجئے ثوابِ عقبی کا
دیجئے دیکھئے عنایت ہے

اے جہانِ قوم تم ہو کھان
ہن کہ ہر تم اے قوم کے غمخوار
ہے اگر دل میں جوشِ ایمانی
کیجئے یک ذرا ادھر بھی نظر
انجمن یک ہوئی بہانِ قائم
قوم میں اپنے ہن جو معذورین
یہے محتاجِ لو لے لنگرون کو
اور جن کے حواس میں ہے فخر
دیون انکے لئے لباس و طعام
سچ تو بہ ہے جہان میں سب فرید
یہی ہندارِ صدقہ و خیرات
انکی تائید سے خدا خوش ہے
رنج و زحمت کا انکے آہ اثر
دل ہمارا نہیں وہ بھڑ ہے
دیندار و متہن ہے اب کیا دبر
چندہ اس انجمن کو کیجئے عطا
جس قدر کمو استطاعت ہے

کم و بیشی سے کچھ نہیں مطلب
 چند روزہ یہ زندگانی ہے
 فکر کچھ آخرت کی تم کر لو
 ہر دم از عمری رود نفیسے
 خجل آن کس کہ رفت و کار نہ شناس
 ہاں اگر دل میں کوئی کہشکا ہے
 شوق سے آئین انجن میں شتاب
 دیکھیں جب آپ اسکا کاروبار
 انتظام اسکا کیوں نہ ہوئے ٹھیک
 خاصکر معتمد ہیں جو ذی شان
 ذی لیاقت ہیں ذی فراست ہیں
 حامی قوم ہیں یہ شام و پگاہ
 یا الہی طفیل شاہ امم
 تیرا فضل و کرم ہو اسکا کفیل
 ہر دم اسکے معاون کا عدد
 کیا عجب ہے بفضل رب قدیر

حُبِ قومی فقط غرض ہے اب
 سارا سامان جہان کا فانی ہے
 آج کا کام کل پہ منت رکھو
 چون نگہ می کشم نما مذہب سے
 کوس رحلت زدند و بار نہ ساخت
 ہاتھ کنگن کو آرسی کہا ہے
 دیکھ لیں اسکا سب حساب و کتاب
 مطمئن دل ہو آپ کا بسیار
 کیسے کیسے عمائدین ہیں شریک
 قالب انجن کے روح روان
 نیک نیت بلند ہمت ہیں
 مرجا مرجا جند اہ اللہ
 رکھتے اس انجن کو مستحکم
 اسکے اغراض کی تو کر تکمیل
 یا الہی بڑا دے تو بے حد
 بادستہ کے سخن میں ہوتا تاثیر

لطفت خلق ہو یہی ہے ہوس
 برسولان بلاغ باشد و بس

یہ نظم بھی انجن مذکور کیلئے لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۰۲۲ء میں طبع ہوئی

سنئے آئے اہل کرم فرما دے معذورین کی
 آہ ہے یہ حالت ناشاد معذورین کی

کیجئے اے منعمو امداد معذورین کی
 کوئی نابینا ہے کوئی لنگ کوئی بے زبان

خستہ ہرینا چاہیں مجھ پر یہ محتاج ہن
 یک طرفہ شرع پیہر یک طرفہ عقل رسا
 دل میں آتا ہے ہر یک کے صفحہ دلیر بھی
 اے شکم سیر و ذرا ہو کون کی بھی لہجے خبر
 راتیں کہا کیا نہ دیکھا تگو عقیٰ میں خدا
 تم کر بیٹھے اکی گراما و صہرج و سا
 اگر نہ کیجے رحم ان پر رحم کے قابل ہے کون
 نیک سے وہ ذہن بیشک مبارک وہ دماغ

راحت دنیا ہے کیا برابر با معذورین کی
 دونوں کہتے ہیں کروا ملا معذورین کی
 شکل کھینچوں صورت بہر او معذورین کی
 تندہیت تو تم کرو کچھ یا معذورین کی
 رنج سے گر طبع ہو آزا معذورین کی
 حشر تک دیگی دعا اولاد معذورین کی
 آہ برجی ہے تو بلا معذورین کی
 جس سے ہنسودی ہو کچھ ایجا معذورین کی

خانہ دل میں ہر یک انسان کے اسی بادشاہ
 روز و شب الفت رہے آبا معذورین کی

یہ طہر ہی جلسہ سالانہ انہن مذکورہ منعقدہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۰ء میں بڑی کئی اور مقبول خاص و عام ہوئی

ای قلم کیچہ پرستم کچھ آج حالت قوم کی
 ای اثر میری زبان میں کچھ تو ہوتیرا ظہور
 ای تمنا ضبط یوں دلیں رہیگی کب تلک
 ای ترقی ہم ترستے ہیں تری یاد ار کو
 دل وہ کس صرف کا ہے کس کام کا ہے وہ دماغ
 زندگی اسکی ہے کیا اتنا ہی جو واقف نہو
 غرق ہے بحر تنزل میں یہ کیا سورتا بیا
 خود پسندی اور خود غرضی ہے ہر یک کا شعار
 جس طرح فصل نرزان گلشن کو کرتی ہے تباہ
 فرن ہمدردی کا ہے انسان اور حیوان میں

ای طبیعت کرا عات گر ہے الفت قوم کی
 ای زبان لازم نہیں کیا تجھ پہ خدمت قوم کی
 ای دل پرورد کبتک تجھ میں حسرت قوم کی
 ای تنزل تابہ کے تجھ سے رفاقت قوم کی
 جس سے عالم میں نہیں کچھ ہی اعانت قوم کی
 قوم ہے کیاشی کسے کہتے ہیں اخوت قوم کی
 کچھ نہیں اب تک ابہرنے کی ہے صورت قوم کی
 حیف عادت قوم کی افسوس قسمت قوم کی
 یوں ہی خود غرضی مٹا دیتی ہے قسمت قوم کی
 غور کچھ اس پر نہیں ای دل سے غفلت قوم کی

مال و دولت جاہ و نفوذ لاکھ ہم پیدا کریں
عام عزت کیلئے لارم ہے باہم اتفاق
اتفاقاً بھی نہیں ہم کو خیال اتفاق
آہ اے نا اتفاقی ہو سزا خانہ خراب
غم نہیں اسکا اگر دولت گئی حسرت گئی
قوت بازو سے اپنے ہم کو کچھ کرتے نہیں
دوہی دو چیزیں ہیں جس سے ہے بہنِ ذلتِ بے
باوجود البے نزل کے خدا کا سکر ہے
قوم میں باقی ہیں اب بھی البے ہمدان قوم
لعل سگریزوں میں خاکِ تر میں ہوں جسبے شہر
درد ہے گر قوم کا کچھ کر کے اب دکھلائے
شاعر و شاعر و سخن سے ہمت افزائی کرو
چارہ ساز و قوم کی کچھ چارہ سازی کھئے
عاقلو کچھ عقل سے تائب و تائب دو
انجن ہے یہ جو مخدورین کے امداد کی
حوش نہ کیوں اس سے خدا ہو خوش نہ کیوں اس سے
لنگڑے لوے بے بھر پاتے ہیں ملبوسِ طعام
گر نہ ہونا سدا کی اور پیر بن وہ در بدر
انجن کا جلسہ سالانہ ہے اب منعقد
ایسے ہی جلسے موثر ہیں ز بہر خاص و عام
ایسے ہی جلسوں سے ہوتی ہے نمایان یکدلی

کچھ نہیں حاصل نہو گر عام عزت قوم کی
اتفاق و یکدلی میں ہے سعادت قوم کی
ہے یہ کیا نا اتفاقی جز و فطرت قوم کی
گم ہوئی دولت فقط سیری بدلت قوم کی
حیف ساٹھ اسکے ہوئی ہمت بھی نصرت قوم کی
دکر کیا کچھ وہ اگلی شان و شوکت قوم کی
ایکے علی ہے دیگر ہے فلاکت قوم کی
اب بھی باقی ہے بہت کچھ استطاعت قوم کی
بک نہ یک دن جن سے ہم دیکھیں گے نصرت قوم کی
ہوں نہان دلہن ہے انکے درد و وقت قوم کی
خالی خالی کام کیا آئے نصیحت قوم کی
عالمِ اب زور سے کچھ ہدایت قوم کی
اے طیبو دیکھئے کہا ہے علامت قوم کی
مالدار و مال سے بر لاؤ حاجت قوم کی
عہدہ تر کہئے نہ کیوں اسکو حمایت قوم کی
طاعتِ خالق ہے یہ لاریب خدمت قوم کی
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی ضرورت قوم کی
کیا نہوگی غیر قوموں میں حقارت قوم کی
کون کہتا ہے نہیں اس سے مسرت قوم کی
ایسے ہی جلسوں سے بڑھ جاتی ہے بہن قوم کی
ایسے ہی جلسوں سے ہے دیانِ عظمت قوم کی

خواب غفلت سے جگادیتی ہیں ایسی محفلین
 بانی جلسہ جو ہیں اس انجن کے معتمد
 کہتے گرانکوستان فی القوم کچھ حیا نہیں
 انکی ہمدردی کی ہے یہ انجن روشن دل
 صمد بہ مولوی حاجی ضیاء الدین ہیں
 حصہ لیتے ہیں ہمیشہ بون ہی فوجی کام میں
 التجا ہے تجہ سے بارب از طفیل مصطفیٰ
 دام سے دم سے دم سے انجن کے حال پر
 قوم کو جلسہ مبارک ہو بہ باعز و وفار
 شمع کو پروانہ نکلسن کو مبارک عنذلیب
 ہے نہ جدت اور رنگینی نہ لطف شاعری
 کیون دُرِ مفصد سے دامن انجن کا پُر نہو

صبحیں ایسی بدلیتے ہیں رنگت قوم کی
 بوجہ کیا انکے دل میں ہے جو الفت قوم کی
 ان میں ہمدردی ہے بے حد و نہایت قوم کی
 شکر ہو انکا ادا کہ ہے برطافت قوم کی
 مرجہا شایان ہے انکوہ صدارت قوم کی
 ہر زمان منظور ہے انکو حامت قوم کی
 انجن ہو یعیان و تاقامت قوم کی
 یا الہی روز افسرون ہو و عیبت قوم کی
 ہو مبارک آج اس جلسہ کو فرحت قوم کی
 بس ہے ہم قومی مجنون کو محنت قوم کی
 بے کلف میں نے لکھی ہے حکایت قوم کی
 مثل دریا موح زن ہو گر سخا و قوم کی

ہے یہی داد سخن تیرے لئے اے بادشاہ

ہو اگر اس نظم پر نظر عنایت و م کی

یہ نظم جلسہ سالانہ انجن جس خواہ غرابائے اہل اسلام مدراس منعقدہ ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء کیلئے لکھی گئی

اپنے قومی بہائیوں کا کس لئے ہے اثر دحام
 نگہت الف سے کہوں تازہ ہے ہر یک کا ستام
 کون ہیں بانی مافی اور کیا ہے انکا نام
 آفرین بخین کا کسکے ہے یہ سارا انتظام
 ہم بیان کرتے ہیں اسے حضار والا احرام
 اور ہے مدراس میں دو سال سے اسکا قیام

آج کہا جلسہ یہ کون جمع ہیں سب خاص و عام
 کسلے ہر ایک کے چہرے سے مسرت ہے عیان
 کیا غرض ہے اور کیا مقصد اس جلسہ سے ہے
 قومی ہمدردی کا کس کے ذکر ہے مد نظر
 لو سنو اب تم مفصل ان سوالوں کا جواب
 بہر نامید غریبان انجن قائم ہے ایک

دوسرے سالانہ جلسہ ہے یہ اسکا منعقد
 ختم ہے شادی ہے اور بچہ ہے اور امتیازی
 فیض ہے اس انجمن کا مفلسان قوم کو
 معتمدین اور بانی اسکے ابراہیم سیٹھ
 پورا پورا وصف انکا اسلئے لکھا نہیں
 سال نامہ انجمن کا آپ نے سنو ا دیا
 کام کرنا اور ہے باتیں بنانا اور ہے
 ایسے لوگوں سے نہ کیوں خوش ہوں جناب مصطفیٰ
 مجلسین بون تو بہت اس شہر میں موجود ہیں
 مالدار و کھیتے تائید ہر انجمن
 عالمی و نصیحت قوم کو کچھ کیجئے
 شاعر و شعرو سخن سے ہمت افزائی کرو
 مرد خوب فیض ہے بیکار ہے اسکا وجود
 جیسے جی جو کچھ کرنا ہے کریں اعمال نیک
 قوم کی حاجات کا احساس تو کچھ ہی نہیں
 کام جنکا نیک سر ہو ہی خلاف شرع ہو
 دینداری گرنہ دنیا ہے وہ کس کام کی

اسکے اطہار طرب کی آج ہے یہ ہوم دہام
 تین یا ایک غریب بس بن بن یا اسکے کام
 صدق دل سے کیوں نہ وہ دینگے دعا اسکو دم
 ذی فراست ذی اوابا ہوتی کرم ذی احتسام
 تا نوشاد کا کہیں جہہ پر نہ ہوے انتقام
 واہ کس خوبی سے غا ہر ہو گئی حالت نام
 کام کرنا اسکو کہتے ہیں یہی سچا ہے کام
 ایسے کاموں سے نہ کیوں رخصتی رہے رب انام
 سب میں ششٹی اگر کہئے اسے کسا ہے کلام
 آپ کے قبضہ میں ہے اسکی زرقی کی لگام
 انکی ہوجیرات کا تا کوئی اعلیٰ اہتمام
 آپ کی جاد و بیانی کرتی ہے عالم کو رام
 بطرح تبیج کے دانوں میں رہتا ہے امام
 موت ہے ہر ایک کے سر پر لیکے تیغ بے نیام
 صرف ہمدردی کا اب لعلوں کو ہے ہوا سے خام
 ایسے ہمدرد کو اپنا دور ہی سے ہے سلام
 دین کے ہی وجہ سے دنیا نے پائی احترام

دین کی باند رکھہ یا رب ہمیشہ قوم کو
 بادشاہ کی التجا تجھ سے ہی ہے صبح و شام

یہ ثنوی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۸ ربیع الثانی ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

حمد حق پہلے ہے بعد اسکے ہے نعت مصطفیٰ

کبار کے انسان ادا کیا حوصلہ انسان کا

مرحباً بہ انجمن سچی ہے قومی خبر خواہ
 مرحبا یہ انجمن ہے بکیوں کی دستگیر
 مرحبا بہ انجمن پشت و پناہ علما
 مرحبا یہ انجمن سچی ہے قومی غمگسار
 گرچہ ہیں آفاق میں اسرار قومی نے حساب
 یعنی ہے پہلی عرض نادار لڑکوں کی خستان
 ہے عرض بہ دوسری اموات جو غربا کے ہیں
 تیسری ہے یہ عرض نادار جو ہیں لڑکیاں
 بس یہی تبوں غرض پر انجمن محدود ہے
 کون کہتا ہے کہ بہ ابواب ہیں بے فائدہ
 منعقد ہے آج جلسہ انجمن کا خوبتر
 جمع ہیں نامی گرامی عالمان و سبدار
 کیسے کیسے ہیں مقرر خوش بیان شیریں زبان
 زیب اور زینت ہے اس جلسے کی انکی ذات
 انکی تقریریں کلام اسکا نہ ہوگا گر مفید
 معتد اس انجمن کے ہیں جو موسیٰ سیٹھ نام
 انجمن کے بانی و موجود ہے ہوصد آفرین
 گو نہیں زندہ ہے وہ زندہ ہے بیشک اسکا نام
 خوب انہوں نے انجمن کا اس بنایا ہے رپورٹ
 یوں ہی گرجا رہی رہیگا انجمن کا کاروبار
 انجمن سے آج مجھ ناچیز کی نہ عرض ہے

مرحباً حاری ہے اس سے خوب سلامی فائدہ
 مرحبا یہ انجمن ہے مرجع برنا و پیر
 مرحبا بہ انجمن ہے بارہ بے جا رنگان
 مرحبا یہ انجمن بس سے ہے عمدہ یادگار
 اسکے جو اغراض ہیں ان سب کا ہے لب لباب
 ہوتی ہے تائید اسکی انجمن سے بیگان
 انکے ہے سنجہ اور کیفین اس سے بالیقین
 انجمن کے استعانت سے ہوں انکی شادیاں
 انجمن کا مدعا یہ ہے یہی مقصود ہے
 کون کہتا ہے نہیں اسکی جزا و جزا
 جمع کیسے لوگ ہیں ذی علم و دانش نامور
 اور ہیں موجود کیسے تاجران با وقار
 کیسے کیسے ہیں بہان و الاطیعت شاعران
 قدر اور وقعت ہے اس جلسے کی انکی ذات
 اور کس سے قوم ہوگی مستفیض و مستفید
 نیک جو ہیں نیک دل ہیں ذی کرم ذی احترام
 ہے مگر افسوس وہ دنیا میں اب زندہ نہیں
 انجمن کا دوست و دنیا میں جبکے قیام
 مطمئن کیا قوم کے دل کو بنایا ہے رپورٹ
 ایک دن افزون بہت ہو جائیگا اسکا وقار
 عین منت گرجا بت کا شرف اسکو ملے

انجن کے کام کی جتنک نہ ہو شہرت زیاد
اب نظر آتی نہیں آتی نہیں ہرگز مجھے
انجن کا نام ہوتا جائیگا بالکل وسیع
فیض اسکا قوم پر دائم رہے دائم رہے
دل وہی سے انتظام اسکا کریں وہ شاد شاد
انجن کے تو ترقی کی انھیں تشویق دے
انجن کا تیر تقدر ہو گا اوج پر
جو معاون اسکے ہیں ہر دم انہیں محفوظ رکھ

پوری پوری ہونیں سکتی کبھی حاصل مراد
دیکھتا ہوں میں کہ شہرت اسکی جیسی چاہئے
اسکے شہرت کے وسائل جعفر ہو گئے وسیع
یا الہی انجن یہ تا ابد قائم رہے
ممبروں میں دیجئے یارب خلوص و اتحاد
مالداروں کے دلوں میں یا خدا توفیق دے
شک نہیں انکی توجہ کی اگر ہو یک نظر
ہر بلا سے یا الہی اسکو تو محفوظ رکھ

ختم کر دے نظم اپنی تو بیان اے بادشاہ
تا کجا طول سخن طول بیان اے بادشاہ

یہ نظم جلسہ سالانہ انجن مذکور منعقدہ ۱۳ جنوری ۱۹۱۵ء کیلئے لکھی گئی

حق کے ہے فضل و کرم کا تجھ پر سایہ انجن
شک نہیں اس میں کہ تو ہے سب میں یکساں انجن
خاکر تو ہے غریبوں کا سہارا انجن
دونوں تیرے کام پر ہیں دل سے شیدا انجن
کس نے تو نے دکھلایا ہے کیا کیا انجن
کیون نہ محشر میں صلہ پائیگی اچھا انجن
تیری حالت ہو گئی سب پر ہویدا انجن
کیون نہ ہر کام میں تیرے اضافہ انجن
غل و غش ہم نے کسی میں کچھ نہ پایا انجن
قوم سے تیرا داد ہو سکر یہ کیا انجن

اللہ اللہ خوب یہ جلسہ ہے تیرا انجن
انجن یوں تو بہت ہیں بلکہ مدراس میں
انجن ہائے دگر ہیں بہر نفع خاص و عام
یک طرف مذہب ہمارا یک طرف عقل سلیم
عمر شش سالہ ہے تیری بلکہ کچھ ہندو دیے
نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہے جب
آج سنوائی گئی ہے تیری سالانہ رپورٹ
تہا نہایت عمدہ تیرا سال تیرا انتظام
پاک ہے تیرا ارادہ پاک ہے تیرا حساب
تجھ سے جب راضی خدا ہے تجھ سے خوش رسول

رنگ و بو کے ہیں مشابہ انتظامی ممبران
ممبران سیارگان ہیں تیری محفل آسمان
روح کے مانند ہیں تیرے مقاصد شک نہیں
طالب تائید تیرے صورت خواص ہیں
معتد دو نیزے جو موسیٰ و اسمعیل ہیں
قابل تحسین ہیں وہ لائق توصیف ہیں
صدر صاحب تیرے اور جملہ اراکین بھی ترے
گرچہ تیرا موجد و بانی جہان سے جل با
کیا ضروریات کو محسوس ہے تو نے کیا
ممبروں کی نیت خالص کا ہے سب کچھ طفیل

تو مثال گل ہے دنیا میں شگفتہ انجمن
بدرگر تجھ کو کہیں تو کیا ہے بیجا انجمن
ممبران اعضا ہیں تو ہے جسم گویا انجمن
ہے گہر تائید تیری تو ہے دریا انجمن
کوششوں کا انکی ہے سارا یہ ٹمرا انجمن
کیون نہ مانگی بہلا تو اسکا گویا انجمن
خیر خواہی پر ہیں آمادہ ہمیشہ انجمن
مدتوں زندہ رہ بگا نام اسکا انجمن
سیکون کا لیلیا گویا خلاصہ انجمن
ہے ترقی اسلئے تیری دو بالا انجمن

صرف جوش طبع کو اپنے دکھایا بادشاہ

ورنہ میری ملح کی کیا تجھ کو بروا انجمن

یہ نظم جلسہ عام اہل سلام مدراس کے لئے لکھی گئی

اے معزز اہل جلسہ دیندار
جس غرض سے جمع ہیں ہم سب یہاں
قوم کی بہبود ہے مد نظر
قوی ہمدردی نہو جس شخص میں
اس کا یکساں دہر میں عدم وجود
انجمن یہ آج جو قائم ہوئی
بعد مدت کے برپائی ہے امید
گراں اہو اس سے فرض منصبی

اے مکرم عہدگان ذی وقار
وہ نہیں ذاتی غرض کچھ زینہار
بہر نفع قوم ہیں سب کاروبار
قوم کا اپنے نہ ہو جو غمگسار
خوش نہیں اس سے کبھی پروردگار
تھی ضرورت اسکی بالکل آشکار
پائے ہم مقصد کو با صد انتظار
ہم کو حاصل ہیں فوائد بے شمار

پیاثرن ہوں جب پرئس آف آرکٹ
ہے حافظ یہ ستوق قوم کی
بے ادب ہوگی نہ یہ سرکار سے
قوم کو حاجت ہے جس جس امر کی
ہو اگر حاکم کی چشم الثفاست
کیون نہ ہو سرکار ہم پر مہربان
سلطنت انگلش کی ہے مانند باغ
کبوں نہ ہم اس باغ میں پھولیں بھلین
وقت کہتا ہے کہ کچھ کوشش کرو
اسکا کہنا کھو دست قابو کو تم
اسکا کہنا پھر نہ پاؤ گے مجھے
وقت اور غفلت کا جگڑا دیکھو
ہے نصیحت وقت کی بالکل سجا
بادشاہ بے لطف ہے طول سخن
کردعا کے ساتھ اب ختم کلام

انجمن کیونکر نہ ہو پہر شاہ نادر
قوم کو ہے اس سے بیشک افتخار
با وفا ہے ہے وفا اسکا شعار
با ادب ہوگی یہ اسکی خواہشگار
پھر یہ سمجھو قوم کا بیڑا ہے پار
ہم ہیں اس کے خیر خواہ و جان نثار
امن و آزادی کی ہے جس میں بہار
خا حسرت کہا میں کیوں لیل و نہار
کہتی ہے غفلت عبت ہے اضطراب
کہتی ہے یہ میں نہ مانوں زینہار
کہتی ہے یہ مثل تیرے میں ہزار
چونک اوٹبادل اور کہا بے اختیار
ہوگی اسے غفلت تو آخر شرمسار
خلق کو مرغوب تر ہے اختصار
شعریہ و روزبان ہو بار بار

بادشاہ مجرم مارا در گزار

ما کہنہ گاریم تو آمرز سگار

یہ نظم جلتہ انعامی مدرسہ عزیز یہ تر ملکھڑی واقع مداس کیلئے لکھی گئی

پہلے ہم کر کے ادا احمد و پاس معبود
منعقد آج جو یہ جلتہ انعامی ہے
کیا کوئی اونکی غرض ہے ہنیں زہنا نہیں

کیون نہ بعد اسکے پڑہیں نام ہم پر یہ درود
جمع ہیں اہل خرد اہل لیاقت موجود
کیا ہے مقصود فقط علم کی رغبت مقصود

کون خوش اس سے خدا اور پیمبر خوشود
 کون مالک ہے ہے یک اہل کرم منبع جود
 کبار میاض ہے فیاض ہے یہ لائحہ ود
 کیسے آثار ہیں آثار ہیں سارے محمود
 انعام اسکا ہے ہاں اس میں بفضل معبود
 ظلمت جہل کا رہنا ہی نہیں نام و نمود
 اسی تعلیم سے ہوتے ہیں رذائل مفقود
 اسی تعلیم سے ہے دنوں جہان کی بہبود
 بہرور اس سے ہو وہ بخت ہے جبکا مسعود
 جان جس میں نہ ہو اس تن کا ہے رہنا بے سود
 و مبدم اسپہ ہے رحمت خلاق و ود

کیا ملے اس سے ملے روز جزا اجر و ثواب
 مدرسہ کونسا ہے نام عزیزیہ ہے
 نام کیا اسکا ہے الحاج حکیم عبد عزیزیہ
 کیسی تعلیم ہے تعلیم ہے بالکل اچھی
 حفظ قرآن کی کوشش یہی کوئی ہے کہ نہیں
 سچ ہے تعلیم کا خورشید ہو روشن جسم
 اسی تعلیم سے ہوتے ہیں فضائل پیدا
 اسی تعلیم سے بجاتا ہے انسان انسان
 گر ہے نعمت کوئی دنیا میں تو تعلیم ہی ہے
 مثل تن طبع بشر طار ہے گو بالتعلیم
 بادشاہ خوب لکھا ہے یہ کسی شاعر نے

شرف مرد و علم است کرامت بسجود

ہر کہ ابن ہر د و ندارد عدش بہ ز وجود

یہ نظم جلسہ ابتدائے سالہ المضمون مدارس منعقدہ ۸ دسمبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی جو جناب

مشی محمد انور الدین صاحب بخود کے اہتمام سے شائع ہوتا تھا

گنج فارون ہے کیا اسکی حقیقت کیا ہے
 علم یرمال کو ترجیح کی نسبت کہا ہے
 ورنہ انسان کو حیوان پہ فضیلت کیا ہے
 صاحب علم ہی جانے کہ وہ لذت کیا ہے
 گر نہ ہو علم تو جینے کی حلاوت کیا ہے
 نام کس چیز کا عزت ہے یہ عزت کیا ہے

دولت علم سے بڑھ کر کوئی دولت کیا ہے
 علم بے نقص ہے اور مال کو ہے نقص و زوال
 ہے فقط علم سے دنیا میں ہر ملک و شرف
 فوق این بادہ ندانی بخدا تانہ چشتی
 علم پر دین کا و نبا کا ہے سب دار و دار
 صاحب علم اگر قابل اسرا ز ہون

مجھ سے کیونکر ہو بہلا علم کی پوری تعریف
 فطرہ ہو بحر کا مداح بہ ممکن ہی نہیں
 منعقد جلسہ احسن یہ المصنوع کا
 اس کے مالک ہیں اڈبڑ بین جناب۔ بیخود
 آئینہ سے ہے عیان صاف کندر کا کمال
 کسی توصیف کا محتاج نہیں المضمون
 ہلکا احساس اگر اسکی ضرورت کا نہ ہو
 این مراتب کہ کنون و بدۃ لاشک جزوی است
 کوڑیوں کے ہیں عوص گویا جو اہر پار سے
 اس سے آجائے جو ہونے میں ہمیں بنلا دین
 دوستو شوق سے تم اس کے حسریدار بنو
 رہ زافزون ہو عطا اسکو ترقی یارب

ہم صند کہا ہے ہر امر میں لباف کا ہے
 وسف نور تبہ ہذا سے بلہفت کیا ہے
 اس سے بڑھ کر کوئی اسکے لئے نہایت کیا ہے
 یہ ہے اباسم ہے کہا انکی لیاقت کہا ہے
 یہ راہ ہو جو مینوا تو حیرت کیا ہے
 رونے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے
 صفو و دہر میں پھر لفظ ضرورت کہا ہے
 کار کلی بقدر ہے ابھی عجلت کیا ہے
 دیکھیے کب مضامین میں قیمت کیا ہے
 وقت علم ہے کیا قومی حمایت کیا ہے
 کام چرب نیک اسکے لئے مہلت کیا ہے
 نیز فضائل میں الطاف میں قلت کیا ہے

بادشاہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف
 علم والوں کے مقابل میں بہ جرأت لیا ہے

یہ سنوئی جلسہ انجمن شرقی اطباء تے جنوبی ہند مدر اس منعقدہ ۱۳ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی۔

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو
 نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین
 اندونوں تحریک تازہ پیش ہے سرکار میں
 ڈاکٹر مائر محرم ہیں جو اس تحریک کے
 ہیں لگی وہ اگر تحریک قانونی لباس
 ملک سے مٹ جائیگا دسی طبابت کا وثوق

نثر تو سب چکے اب نظم ہی میری سنو
 لطف ہے جو نظم میں وہ نثر میں ہرگز نہیں
 گویا پہولا ہے شگوفہ یک نیا گلزار میں
 جانتے ہیں قدر وہ دسی طبابت کی گھٹے
 قدر کیا دسی اطباء کی رہے ہر یک کے پاس
 تلف ہو جائینگے سب دسی طبیبوں کے حقوق

گوہنن الفاظ میں تحریک کے یہ مدعا
ماہر تاج و دانشمند جو انگریز ہیں
خوشہ چینی سے نہیں انکار کرنا ہے کوئی
چنے آثارِ قدیمہ ہند میں موجود ہیں
پاس ہے قانون بھی اسکی حفاظت کے لئے
کیا نہیں دہلی طبابت ہے سلف کی بادگار
ہاں مگر محسوس وہ یہ غیر محسوسات ہے
سنی کی گرفتِ مہوم پر کیجئے تامل کی نظر
شی کا جب اطلاق ہے دہلی طبابت پر روا
باوجود اسکے کہ ہیں موجود صد ہا ہسپتال
دہلی طب دہلی طبابت کو ترقی ہے مدام
ڈاکٹر لوگوں کے ہیں نزدیک جو زیرِ علاج
دہلی اہل طب کو ناواقف اگر ٹھہرائینگے
انکو ناواقف جو ٹھہرائیں کہیں گے ہم یہی
ایک ترجیح یک پر یہ نہیں ہرگز پسند
ہیں گورنر لارڈ ہنٹنٹن صوبہ مدراس کے
تجربہ بین فہم بین دانش من ہیں وہ بے نظیر
غور وہ اس مسئلہ پر ہر طرح فرمائینگے

غور جب اسپر کرین توصاف ملتا ہے پتا
کہتے ہیں بیشک ہیں ہم بونانی طب کے خوشہ چین
ہے گلہ ہکو مگر سرکار برٹش سے یہی
کرتی ہے سرکار خود اسکی حفاظت بالیقین
حکم ہے خرچ اسکا سب شاہی خزانہ سے ملے
کم ہے آثارِ قدیمہ سے ہی کیا اسکا وقار
عبر محسوسات پر سجاہین اطلاق شے
دہلی طب کو شئی کا کہنا ہے مناسب سرسبر
بحث محسوسات سے ہرگز نہیں ہے فائدہ
باوجود اسکے کہ صد ہا ڈاکٹر ہیں باکمال
فیض صد ہا سال سے ہے اسکا جاری صبح و شام
ہیں دو چند اس سے بھی بیشک انکی نگرانی میں آج
سارے خلق اللہ کو حیران پریشان پائینگے
قدر زر زر گر بدان یا بدان جو ہری
سچ تو یہ ہے ہر کسے راہر کا سے ساختند
انکی ذات نیک سے ہکو بڑی امید ہے
انکی وصف نیک کی عالم میں ہے شہرت کبیر
مدعا دہلی اطبا کا یقین بر لائینگے

ہم رعایا پر کرم کی انکی ہے ہر دم بنگاہ
روکے اپنا قلم اپنی زبان اسے بادشاہ

یہ نظم جلسہ عام انجمن مذکور منعقدہ ۷ نومبر ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی۔

کون نہ کیجے شکر اس خلاق عالم کا ادا
 چار عنصر نام جنگا آب و آتش خاک و باد
 اس سے ڈیہا رکھا ہے شانِ خالق کی دلیل
 اتقانِ انکا ہماری زندگی کا ہے اصول
 چار عنصر میں اگر ہو جائے غالب کوئی ایک
 مکی کی کیا چیز ہے اب کیجئے اس پر قیاس
 آتانی و شوربہ کام میں لانا ہم
 معقلہ جلسہ جو یہ دسی اطبا کا ہے آج
 بین فراہم عہدگان اہل سلام و سنود
 ڈاکٹر لوگوں کے چند افراد کی تحریک سے
 چاہتے ہیں وہ یہی سرکار میں منظور ہوں
 ان قواعد کے ہے اجرا سے یہی مدنظر
 قدر پیر دسی طبیوں کی نہ کچھ باقی رہے
 آج یہ جلسہ اسی تحریک کے ترمیم میں
 جس طرح آزاد یک مدت سے تھے دسی طبیب
 ہلکواپے مہربان سرکار سے امید ہے
 رحم و انصاف و تحمل احتیاط و فکر و غور
 جسکے عہد نیک کا ہے آج قابل یک جہان
 ہم رعایا کی گزارش کیوں نہ ہو سکوت قبول
 دسی طب سے جقدر مالوف ہیں خورد و کلان
 و دعویٰ یہ میرا نہیں ز نہار محتاج دلیل

پار غنیر سے مرکبیں نے انسان کو کیا
 بن یہ آپس بن مخالف رنگ ہنن اسین ذرا
 اتفاق ان چار عنصر کا جو انسان میں رکھا
 اتفاق انکا راسرچکہ دبا ہے مزا
 جان نرس جسم سے خارج ہو فوراً بر ملا
 نوع انسان کیلئے ہے اس سے کیا کیا فائدہ
 فی الحقیقت ہے ہی حکم فی حکم خدا
 بکلی کا جلوہ کیا ہو نظر آنے لگا
 ذی وجاہت ذی فرہت صاحب فہم رسا
 آج کل سرکار میں جو پیش ہے کیا سلسلہ
 واسطے دسی اطبا کے قواعد کچھ جدا
 رفتہ رفتہ منقطع ہو سارا طبی سلسلہ
 صفحہ ہستی سے دیجے انکی آزادی مسدا
 خوب فرض منصبی اپنا یہاں لایا بجا
 انکی آزادی وہی قائم رہے صبح و مسا
 وہ نہو پابندان لوگوں کے حسب اقتضا
 ہے ہماری مہربان سرکار میں بے انتہا
 سلطنت کا جسکے سارا نڈیا مدحت سرا
 اسکو دل سنگی طبیوں کی نہ ہرگز ہو روا
 اسقدر مرغوب عالم کب ہے انگریزی دوا
 سب پہ ظاہر ہے یہ ہر فرد بشر ہے جانتا

لطم انی ختم کراے بادشاہ خسند جان

ہے طوالت میں کہان جو محض میں ہے مرا

بہ شوی جلسہ اسما حید قدوسہ طبعی مدرسہ مدراس منحدہ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۳ء کتبے لکھی گئی

شکر حق ہے اسنے یہ جلسہ دکھلا باہیں
اب جنوبی ہند کا طالع ہے شاید اوج پر
خواب غفلت سے ابھی کچھ قوم نے کروٹ پرتی
کیا عجب زندہ اگر ہو جائیں بھر اگلے علوم
رحمت حق سے ہنن مایوس ہوا چاہئے
کیا خدا قادر نہیں ہر چیز پر ہر کام یر؟
وہ اگر چاہے تو قطرہ کو ابھی کر دے سحاب
وہ اگر چاہے تو صحرا صورت گلزار ہو
زنبے پر بام ترقی کے ہے یہ پھلا قدم
یعنے طبی مدرسہ کا اب یہاں ہے اقتراح
کس در ہے قوم کو اس مدرسہ کی احتیاج
درس طب بھی اسمین ہے تعلیم نباضی بھی ہے
چاہئے انسان ہر یک تعلیم سے ہو بہرہ ور
علم ادیان واسطے امراض روحانی کے ہے
دہرین دوسہی دو کو حق نے بخشا ہے شرف
انجن شرفی اطبا کی جو ہے قائم عیان
انجن کا مقصد اعلیٰ یہی ہے مدرسہ
انجن گویا شجر ہے مدرسہ مثل ثمر

اسکے فضل و لطف سے موقع یہ ہاتھ آباہیں
اب ذرا سا قوم کے دلیں ہوا پیدا اثر
جاگ اٹھنے کے نظر آتے ہیں کچھ آثار بھی
کیا عجب علم و ہنر میں قوم کی بڑھ جائے ہوم
آیہ لا تقضوا فرمان حق ہے و یجہے
وہ اگر چاہے تو ملک پل میں ادھر کا ہوا دہر
وہ اگر چاہے تو وزہ کو بنا دے آفتاب
وہ اگر چاہے خد ف ہی گو ہر شہوار ہو
آگے چل کر کیا عجب گرام پر چڑھ جائیں ہم
واہ ہر قوم کبا سوچی گئی عوز و فلاح
جاننے ہیں خوب اس جلسہ میں جو حاضرین آج
اور قار وہ شناسی سے مطب جاری بھی ہے
علم ادیان امیک ہے اور علم ابدان ہے دگر
علم ابدان واسطے امراض جسمانی کے ہے
سارے عالم کی ہے رغبت صرف ان دو کی طرف
اسکی نگرانی میں ہوگا مدرسہ یہ جادوان
انجن کا مدعا عمدہ یہی ہے مدرسہ
انجن مثل صدف ہے مدرسہ مثل گہر

<p>انجن باوہاری مدرسہ گویا چمن انجن مانند ساقی مدرسہ جام و سب اسے مرے مالک مرے مہودائے مہرے خلد ہر زمان آفات ارضی اور سماوی سے بچیں اسکی بہن اور بھی دیسے بڑا دیچے بڑا ہا</p>	<p>انجن مانند جان ہے مدرسہ مثل بان انجن گن مثل گل ہے مدرسہ رنگ و بو انجن اور مدرسہ کے واسطے اسے دُعا ۱۰ ہر مین ہر وقت یہ محفوظ اور مصنون رہیں موجود بانی کو دے عمدہ جزا احمدہ بسزا</p>
---	--

بادشاہ کس امر کا کرنا ہے تو اب پیش لیں
روک لے اپنا قلم اللہ بس بانی ہو بس

یہ نظم جلسہ انجن حجاج مدرسہ منعقدہ ۲۵ مئی ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

<p>قوم کو ہو نفع جس سے ہے وہ بہتر انجن کیون نہ پائے دہرین پریشان برتر انجن یہ چمک اوٹھگی مثل مہر نور انجن قوم کے دل کو نہ کیوں کر لے مسخر انجن ورنہ کہدین لوگ تہی یک سوڈا و اثر انجن دعویٰ اپنے کام کا کرتی ہے ہر ہر انجن کیا قباحہ ہے اگر نبجائے گھر گھر انجن نامور ہوتی نہیں دنیا میں بے زر انجن یہ معاون ہے تمہاری ادویا اور انجن سعی و کوشش کے دکھائے خوب جوہر انجن انکی ہمدردی کی ہے لاریب منظر انجن گویا ہے باران رحمت کی یہ ہر انجن</p>	<p>کون کہتا ہے ننھو ایسی مستر رانجن خاص کر حجاج کے بہبود کا موجب خیال کامیابی کا اگر ہو نور پھر کیا پوچھنا نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہو جب ابتدا کا جوش لازم ہے رہے تا انتہا کام کے ہیں انجن کم یوں بہت مین نام کے ہمکو مطلب کام سے ہے نام سے کیا کام ہے چاہئے ہر انجن کے واسطے تاسید زر یادری طالع کی ہے شاہد تمہاری حاجیو دولت عثمانیہ سے دولت برتس سے بھی ہر طرح آسانش حجاج ہے مد نظر جمع حجاج گر گلزار ہے اس کے لئے</p>
--	---

خالصاً اللہ ہے نیت جب اسکی بادشاہ

پانگیجی جی جراحی سے نہ کیونکر انجن

ارٹلم ہی جی جراحی جی جراحی سے نہ کیونکر انجن

جارجیوں کے انجن ہا ہے یہ تلسہ خوشنما
نیک نیت نیکل اور خیر خواہ قوم ہن
شخص احد کا نہیں ہے نام ہرگز انجن
اجتماعی قوت اپنی گرد پوری صرف ہو
درو دل کے اسٹید کیا حق نے ہمیں
ہن قواعد کی صورت ہے برائے انجن
سب ارکبن اسکے اب پابند رہنا چاہئے
جارجیوں کو ہن جو پچھج کے سفر میں مشکلات
یعنی بی سے ہن تاجرہ جو ہکو دستین
دقتن جہ کی اور مکہ مدینہ کی جو ہن
ہکو ہر دسلطنت سے داد خواہی چاہئے
ہکو ہیک سرکار سے جہی تعلق ہے اگر
ہر دوسر کاروں میں گردن خواتین مفضل ہوں
کامیابی کا ہمارے ہے ہی اصل اصول
لفظ کے مانند یہ باقی ہن اسکے حرف و صوت
ج کبھی نام رکھ کر چہ بعضے انجن
انکی کوشش کا اثر کچھ ہی نہیں آیا نظر
دیکھ کر مجبور یوں کو انکے شاید دوستو
الغرض اسکا وجود اسکا عدم ہے اکیان

کیسے کیسے نامور جہان میں رونق فرما
سچی و کوشش کی جزا پانگیجے سب روز جزا
انجن ہے نام یک مجموعہ افراد کا
اپنے حاجی بہائیوں کو کہ طرح ہو فائدہ
ورنہ طاقت کیلئے صے سب ملک ہے انتہا
منضبط کرنا ہے فرض انجن سب کے برا
بے ضوابط انجن کی دہر میں کسب بقا
اسکے دوحصے ہیں سمجھو شک نہیں اس میں ذرا
اسکی ذمہ دار ہے یہ دولت برطانیہ
دولت عثمانیہ پر اسکا ہے ذمہ بجا
دونوں سے خط و کتابت کا ہو جاری سلسلہ
مذہبی روحی تعلق دوسرے سے ہے لگا
خوش نصیبی ہے ہماری اس سے بڑھ کر اور کیا
یہ شجر ہے شاخ برگ و گل ہن سب کے سوا
گو یا یہ جو ہر ہے سب اعراض اسکے بر ملا
چند دن کے قبل جاری ہند میں تھے جا بجا
انکے کاروبار کا ملنا نہیں ہم کو پتا
یاس و حرمان نے لٹا ہے اپنے دامن ہن چہا
غفلت و سستی میں ہے جس انجن کا ماجرا

کام کرنا اور ہے باتین بنانا اور ہے
سکر ہے اللہ کا بہ انجن حجاج کی
دیکھئے بک ہاتھ سے تالی بہن بجتی کبھی
کیونکہ ہیں اسکے اراکین ذی لیاقت ذی کمال
سب کے سب فی تجربہ ہیں اور مال اندیش ہیں
یا خدا اس انجن کو تو بادے کا مباب
حاجوں کے دلیں سپہ اکرا الہی درد قوم

اپنی باتوں کے طرح گر کام ہو تو ہے مرزا
غیر ہمدردی کا کچھ رکھتی نہیں ہے شاہ
تالی بجتی ہے اگر دو ہاتھ کو دینگے ملا
انکی عقل و فہم کا ہر ایک ہے لوہا ماننا
انظام عمدہ کریں گے ہے فوی ان سے رجا
روز و شب ہم حاجیوں کی تجھ سے ہے راجا
دین اور دنیا کی بہبودی ہمیشہ ہو عطا

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے
بادشاہ کا شاعری سے اور کیا ہے دعا

یہ نظم بھی جلسہ انجن مذکور منعقدہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

اے مومنو حج فرض ہے سمجھے ہوئے کیا ہو
مخلوق کا بہ فرض نہیں سررض خدا ہے
حج فرض نہیں پاس اگر مال نہیں ہے
حافظت بھی ہے اور مال بھی کیا عذر ہے انکو
ہو گا وہی جو چاہتا ہے خالق عالم
مرنا نہیں ہرگز سفر حج بہ ہے موقوف
جس جا پہ ہے مرنا ہمیں اس جا ہی مرینگے
بیشک زرایان کا محکم حج کا سفر ہے
سب جیلے حوالوں کا خدا جلنے والا
اے اہل تمول نہ کرو سستی و غفلت
تم جلد کرو حج و زیارت کا ارادہ

یہ فرض ادا ہو تو بڑا ترض ادا ہو
ہوں ہم جو سبکدوش تو عقبی کا پہلا ہو
کچھ یہ سفر مال اگر حق نے دیا ہو
خوش ان سے بھلا حشر میں کس طرح خدا ہو
ہوتا نہیں وہ کام جو تم لاکھ بھی جا ہو
آئیگی قضا ہو اگر وقت قضا ہو
ملکہ کی مدینہ کی ہو یا ہند کی جا ہو
کھل جائے محکم سے کہ یہ کہوٹا یہ کہرا ہو
کیا ایسا کوئی بہید ہے جو حق سے چھپا ہو
دل حج کے ارادہ سے تمہارا نہ جدا ہو
تا دونوں جہان میں نہیں اعزاز سوا ہو

عالم متغیر متبدل ہے ہمیشہ
درا یا بنی نے ہے جسے طاقت مالی
اللہ کو پروا نہیں اسکی کہ جہان میں
ترغیب فقط جج کی ہے مقصود ہمارا
قابل نہو جو کوئی مرض اپنے مرض کا
حجاج کی یہ انجن نیک ہے قائم
امید ہے برآئین بہت اس سے مقاصد

جو آج کی حالت ہے وہ کل دیکھے کیا ہو
اور جج کا فرض نہ اگر اس سے ادا ہو
نصرانی مویا و وہ یہودی ہی مویا ہو
غم اسکا ہمیں کچھ نہیں گر کوئی خفا ہو
کب اسکو موثر ہو دوا اور شفا ہو
ہر حاجی ہے رکن اسکا وہ چوٹا کہ بڑا ہو
حجاج کی تائید اگر صبح و سہا ہو

اے بادشاہ پھچان کیا ہے بڑی بات
تاثیر سخن میں ترے گرج سے عطا ہو

یقینہ جلسہ دستار بندی مدرسہ باتیات القاصحات ویور منعقدہ ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء کیلئے لکھا گیا

جہان جہان ہے جہان میں خوشی کا چرچا آج
دوان دوان ہے نظر بہر دید ہر ہر سو
عیان عیان ہے طرب شکل شاہد زیبا
کشان کشان ہے اثر ہر طرف محبت کا
جدا جدا ہے دلوں میں انگ کا عالم
ہر اہر نظر آتا ہے باغِ علم و ہنر
قسم قسم کی ہے نہکت طرح طرح کا ہے رنگ
شجر شجر کو کیا رنگ و بونے خوب نہال
ہہک ہہک کے گلون نے دکھائی اپنی بہار
عجب عجب جو صدائیں ہیں قمریوں کی بلند
کہ لینے حبسہ دستار بندی طلبا

زبان زبان پہ ہے شکر خدا سے پکتا آج
روان روان ہے طبیعت مثال دریا آج
نہان نہان ہے غم و شکر شل عفتا آج
رسان رسان ہے نوید خلوص ہر جا آج
نیا نیا ہے دماغوں میں جوش پیدا آج
کہلا کہلا ہے ہر ایک غنچہ شمس آج
قدم قدم پہ چن ہے سجا سجا یا آج
ثر ثر کو ملا تازگی کا ثر آج
چہک چہک کے عادل ہیں گلشن آرا آج
ادب ادب سے ہے تادہ سرور عنا آج
بصد تجل و شوکت ترار پایا آج

صد آفرین ہے اے طلبائے فارغ التحصیل
 ہے فخر علم کو تم پر تو علم سے تنکو
 نہیں سے دین کی عظمت ہے دین کی رونق
 نہ کیوں کہیں تجھے دارالسرور اے ویلور
 خوشالے مدرسہ باقیات عالی شان
 ہے تیرا ناظم و ناظر وہ فاضل ذیجاہ
 سراپا مجمع اوصاف منبع برکات
 ہے جس کا اسم گرامی جناب عبدوہاب
 عمادین شرف اہل علم و اہل کمال
 ہے ایک ایک سے برتر جد ہر نگاہ کرین
 بجوم طلق کی حالت نہ پوچھتے مجھ سے
 یہ شاندار عمارت یہ خوشنما جگہ
 یہ صد جلب کی عظمت یہ شان یہ شوکت
 یہ خلق اور تواضع یہ میہر ہمانداری
 لکھون میں وصف بہا کس کا کس کا ذکر کروں
 قلم یہ کہتا ہے مجھ کو نہیں محال قسم

صلہ تہاری مشقت کا حق نے بخش آج
 وہ اسکے واسطے شایان یہ نگوزیبا آج
 شک اسین کیا ہے تم اسکے ہو وہ تہارا آج
 چمک رہا ہے تمہے بخت کا ستارا آج
 تمام ہند میں بجا ہے تیرا ڈکلا آج
 مقرر ہے سبکی بزرگی کا ایک زمانہ آج
 ہے مغتم بخت احبکی ذات والا آج
 طفیل اسکے ہی ہم نے یہ دن ہے دیکھا آج
 یہ کبے کیسے ہیں انفراد جمع یکجا آج
 ہر ایک وصف میں ہر فرد ہے نزالا آج
 خدا کی شان خدا کی کا ہے تماشہ آج
 مذاق علم کا ہر دم یہ جوش برپا آج
 یہ ذوق و شوق اراکین و کارنر آج
 یہ انتظام یہ آئین یہ سلیقہ آج
 ہے ایک دل مرا ارمان میں اس میں صدا آج
 زبان یہ کہتی ہے مجھ کو نہیں ہے یا راج

ہنوز جوش طبیعت ہے بادشاہ باقی

سناؤں مطلع دیگر ہے یہ منت آج

ہے شاخ گلک مسیکر دماغ طوبی آج
 زبان علم سے ہر علم یوں ہے گویا آج
 بیان ہے تجھ کا ہر سخن ہوں بالآج

یہ کس ریاض لبابت کا وصف لکھا آج
 سین وہ غور سے ہے جھکا گوش شنوا آج
 کہا بہ صرف نے میں صرف جوش فرحت ہوں

کہا بیان نے خوشی سے بیان سے باہر
 کہا بدیع نے بجا نہیں ہے ناز مرا
 زبان یوں فن منطق کی صاف ناطق ہے
 کہا کلام نے مجھکو بھی لا کلام ملا
 کہا یہ فقہ نے اغیار مجھکو کیا جانین
 حدیث کا ہے بیان سچ ہے یہ حدیث مری
 دل اپنا کہول کے کہتا ہے یوں فن تفسیر
 علوم نے جو سنائیں قصیدیاں اپنی
 جو کچھ ہوا ہے یہاں ہے فقط طفیل مرا
 بدیہی میں ہوں یہ سارے علوم ہیں نظری
 مرے جو موجد و بانی ہیں انکے حق میں مدام
 غرض یہ جابکے لاریب دید کے قابل

کہا معانی نے مقصد مرا بر آیا آج
 بدیع نکلا ہے ہر یک مرا شناسا آج
 نتیجہ سارے قضایا کا میں لے پایا آج
 ملاحظہ خوشی کا فرائض کو جیسا حصہ آج
 ہے میرے جاننے والوں میں میرا تہ آج
 جہان میں حق نے کیا میرا بول بالا آج
 کشادہ باب مسرت ہیں مجھپہر ہا آج
 رہاں مدرسے یہ سخن ہے نکلا آج
 فروغ ہونہ کسی کو جو میں نہ ہوتا آج
 بہ جھپہ دال ہیں مدلول ہوں میں انکا آج
 دُعائیں دل سے نکلتے ہیں میرے کیا کیا آج
 ہے خوش نصیب وہی جس نے اسکو دیکھا آج

اے بادشاہ عجب کیا کلام کو تیرے
 قبول عام کا بھائیگا جو تمغہ آج

یہ نظم مجلس تعلیمی اہل اسلام جنوبی ہند بمقام ویلور منعقدہ ۲۸ و ۲۹ جولائی ۱۹۰۶ء کیلئے لکھی گئی
 اور اجلاس اول میں پڑھی گئی

خدا کی حمد سنی کی ہونست مجہ سے کہاں
 پڑھوں میں نام بنی پر درو کیوں نہ مدام
 ہزار شکر ہے حق کا کہ فضل سے اپنے
 ہتی مدتوں سے تمنا وہ آج بر آئی
 یہ اتفاق بھی یک حسن اتفاق سے ہے
 نہ اوکی مجھکو ہے طاقت نہ اسکا ہے امکان
 یہی سعادت دارین کا ہے میرے نشان
 دکھایا آج ہمیں جلتے عظیم الشان
 ہوا ہے شاہد مقصود آج جلوہ کنان
 وگر نہ ہم ہیں کہاں اور یہ اتفاق کہاں

نہیں ہے یہ کوئی تفریح طبع کا جملہ
 نہیں کسی کے خط و خال کی یہاں توصیف
 نہیں یہاں کسی فرضی غم و خوشی کا وجود
 نہ کذب ہے نہ غلو ہے نہ کوئی لفاظی
 ہے رست راست ہر ایک گفتگو ہر ایک سخن
 جو کچھ غرض ہے ترقی علم کی ہے غرض
 علی الخصوص ترقی علم دین کے لئے
 مشاورت تو ہر ایک امر میں ہے لازم تر
 طفیل ایسے ہی جلسہ نکلا ہے جو غیر اقوام
 ہر ایک عزم میں ہر کام میں ہیں وہ ہشیار
 ہماری قوم کو افسوس شوق علم نہیں
 عجب نہیں جو موثر ہو آج یہ جلسہ
 خدا کرے یہ تدابیر بالقوہ ہیں جو آج

نہیں ہے کہیل تماشے کا کچھ یہاں سامان
 نہیں کسی کے یہاں عشق و عاشقی کا بیان
 نہ وصل کی ہے حکایت نہ قصہ ہجران
 مبالغہ کا بھی ہر پانہیں یہاں طوفان
 ہے واقعات یہ مثنوی ہر ایک رائی یہاں
 نہیں یہ جلسہ کسی اور بات کا خواہان
 ہر ایک طرح کے تجاویز پیش ہونگے یہاں
 نہیں یہ حکم کیسا خدا کا ہے فرمان
 ہمیشہ دہرین پاتے ہیں نفع بے پایان
 ہماری قوم کو اب تک وہی ہے خواب گران
 ہماری قوم ہے لذت سے علم کے انجان
 عجب نہیں ہے جو اسپر ہو قوم کا رجحان
 ظہور انکا ہو بفعل ہے یہی ارمان

کہیں نہ طول سخن باعث ملالت ہو
 سخن کو ختم کر کے پاؤں شہیدان

یہ نظم سالانہ جلسہ انعامی مدرسہ اسلامیہ دانبڑی کیلئے لکھی گئی

اندون اوج پہ ہے قسمت دانبڑی
 گم ہوئی گم ہوئی اب ظلمت دانبڑی
 بڑھتی بڑھتی اب شہرت دانبڑی
 پھرتی ہے منہل صبا نکہت دانبڑی
 قابل دید ہے یہ زینت دانبڑی

چشم بد دور ہے کیا حالت دانبڑی
 مہر تسلیم ہر یک جا پہ ہے نشان نشان
 پھیلتا پھیلتا جاتا ہے مذاق علمی
 کہلتے ہیں کہلتے ہیں فرحت سے دلونکے غنچے
 مال تنہا تھا ہو علم بھی اب اسکا شریک

علم کیا چیز ہے اس علم کی لذت کیا ہے
مدرسہ نام ہے اسلامہ جبکہ مشہور
منعقد اسمین ہوا جلسہ انعامی آج
ہمہ تن چشم پئے دید ہے ہر پیر و جوان
صدر جلسہ جو پرنتاقتی ہر بین بی لے
ہے دعا میری یہ عزت رہے فایم دایم
علم میں مال میں تہذیب میں دینداری میں

خوب پھپھانے ہیں ذی ثروت و انبٹاری
جسکو کہتے سب عزت و انبٹاری
جمع کس شوق سے ہے خلقت و انبٹاری
نظر آتی ہے عجب شوکت و انبٹاری
کھینچ لاتی ہے انہیں الفت و انبٹاری
یا خدا تو نہ دکھا ذلت و انبٹاری
سارے اضلاع پہ ہو سبقت و انبٹاری

بادشاہ حب وطن ضبط ہو کیونکر تجہہ سے
خوب کی تو نے ادا خدمت و انبٹاری

یظیم جلسہ محمدن ریڈنگ روم و انبٹاری کے لئے لکھی گئی

لے ہر رگان قوم کے عالی ہم ذی عز و شان
خادمہ ہوں آپ کی ہے میرا ریڈنگ روم نام
تیرہ سو پندرہ سن ہجری میں پیدا ہوئی
خدمت علمی جو اس عرصہ میں کی میں نے ادا
سچ بتاؤ میسر آگے ساکنان شہرین
شک نہیں میں نے ہی پھیلا یا یہاں علمی مذاق
مدرسہ میں اور مجہدین فرق اتنا ہے فقط
قوم کو ہے فیض دونوں سے برابر علم کا
مجہد یہ ہے اب قوم کی کم التفاتی کسے
فکر کیوں میری ترقی کی نہیں کرتے ہو تم
باوجود اس طول عرصہ کے ابھی تک حیف ہے

بے لطف و عطا ہمدرد دنیا ض زمان
باز بان حال میں کہتی ہوں اپنی داستان
عمر بارہ سال کی ہے میری بے ریب و گمان
جانتا ہے ہر کوئی یہ بات ہے سب پر عیان
شوق اخبار و کتب بینی کا تھا ایسا کہاں
میں نے ہی ناقد ردوان کو بنایا تدریان
ہیں وہاں استاد بے استاد کے ہونیں یہاں
بالیقین سمجھو ہے ہم دونوں کا رتبہ ایکساں
کیا خطا میری ہے کیا تقصیر ہے کچھ بیان
مسحق تائید کی کیا میں نہیں ہوں بیگان
دوسلے میرے نہیں تعمیر پایا ہے مکان

آپ فرماتین کہ کیا یہ کام نیکی کا نہیں
وجہ اسکی کیا ہے بتلاؤ اگر معلوم ہے
قابل فوس ہے بے شبہ و شک حالت مری
گرنہ کرتے رحم مجھ پر چند غواران قوم
مجھ سے جو عداوتیں انجان اُن سے کیا ٹکڑے کر
میں دعا کرنی ہوں یا رب دیکھیں توفیق نیک

اجرا سکا کیا نہ دیگا تگورب انس و جان
بھگو چنڈہ سے کئے محروم بعض مہران
کم نصیبی برہمن اپنے رات دن ہوں نوحہ خوان
صفحہ ہستی پہ اب تک کب مراد ہتاشان
انکی دل شکنی ہے ہر دم طبع کو میرے گران
رکھ جہان میں شادمان ہرآن و ہر دم ہرزان

مختصر کیے سخن اپنا یہاں سے بادشاہ
کیا عجب ہے گرم تر ہو مری آہ و فغان

یہ نظم جلد ۱۰ سالانہ مجلہ ان ایجوکیشنل سوسائٹی و امنب ارٹھی کے لئے لکھی گئی۔

کہ آج جلد ۱۰ سالانہ کا ہوا ہے قیام
تھے کرم سے ہے اس مدرسہ کا استحکام
جو کیفیات کہ گزرے تھے سال بھر میں تمام
ہے سکھنے پنے تسکین قلب خاص و عام
ہماری ورد زبان شکر یہ ہے انکا مدام
ترقیات کے آثار ہیں جو صبح و شام
یہی ہیں جن سے درخشان ہے مدرسہ کا نام
ضرور انکا بھی ہے شکر یہ بعد اگرام
پند قوم ہے لاریب انکا ہر یک کام
رہی نہ اس میں کوئی بات قابل الزام
سنو سنا تا ہوں اب یہ نصیحت نہ کلام
بلند لاکھ بھی دنیا میں ہو تمہارا مقام

ہے صدر ہزار تر اشکراے خدا کے انام
ترے ہی فضل سے وقت ہے اس سوسائٹی کی
جو واقعات کہ تھے مدرسہ کے متعلق
کیا سکرٹری صاحب نے ہم پہ ظاہر آج
ادا ہوں نے کیا فرض منصبی کیا خوب
نتیجہ انکے ہی یہ کوشش بلیغ کا ہے
اساتذہ کی بھی محنت ہے قابل تحسین
ہیں مدرسہ کے جو ناظم بجا قریشی نام
جو انتظام کا حق تھا کیا انھوں نے ادا
غرض گزر گیا یہ سال خیر خوبی سے
میں سچے دل سے اے طلبائے مدرسہ تگور
ہزار طرح لیاقت ہو تگور نگارش میں

تمہاری ذات میں جب تک نہوگی دینداری
 نہ ہوگا فخر سر مو بھی قوم کو تم سے
 علوم جتنے ہیں انگلش میں سیکھتے لیکن
 نہ چوڑو دین کو دنیا کے واسطے زہنار

تمہارے دل میں نہ جب تک ہو وقعت اسلام
 نہ راضی تم سے پیغمبر نہ خالق اسلام
 ہمیشہ تم رہو پاسبان مذہبی احکام
 رہو گے پیش خدا سرخرو بروز قیام

سخن یہ بے غرضانہ ہے بادشاہ ترا
 نہ شوق ناموری ہے نہ خواہش انعام

یہ نظم جلسہ مدرسہ اسلامیہ و انباری منعقدہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۷ء کیلئے لکھی گئی

دین کے علم سے بہتر کوئی صورت کیا ہے
 دین ہے صورت جان جسم کے مانند ہیں ہم
 دین کا علم پڑ ہو سستی و غفلت نہ کرو
 حشر میں تم کو ہو معلوم قیامت اسکی
 رنگ بدلا ہے زمانہ نے عجب انروزوں
 دہریت ملحدیت بھیل رہی ہے ہر سو
 ترک بعضوں نے کتے دین نبی کے احکام
 کوئی کہتا ہے کہ ہیں خوف کی ساری باتیں
 اور نہ محسوس کریں جنکو حواس خمسہ
 شرع ہے عقل کی تابع نہ خرد تا بے ترع
 غرض ایسے ہی بہت سے ہیں عقاید انکے
 دینداری ہیں اللہ کا کچھ خوف نہیں

اس ضرورت سے فزون اور ضرورت کیا ہے
 جسم بے جان کی بہلا دہر میں وقعت کیا ہے
 مجھ سے مت پوچھو نہ پڑے ہنہ میں قیامت کیا ہے
 کیا سزا اسکی ہے اور اسکی مصیبت کیا ہے
 نہیں معلوم کہ اللہ کی حکمت کیا ہے
 کہتے ہیں دین ہے کیا اور شریعت کیا ہے
 دعویٰ پھر دین کا افسوس یہ حالت کیا ہے
 حشر کیا چیز ہے اور دوزخ و جنت کیا ہے
 ان پہ ایمان رکھیں ہم ہمیں حاجت کیا ہے
 عقل جب ہمو ہے پیر مذہب و ملت کیا ہے
 غور سے دیکھتے ان لوگوں کی جرأت کیا ہے
 قوم کیا خاک ہے اور فومی محبت کیا ہے

اگر موزیہ سخن ہو تو زہے خوش قسمت
 بادشہ کون ہے تو تیری نصیحت کیا ہے

یہ نظم جلسہ سالانہ مجلہ ان ایجوکیشنل سوسیٹی والنیاڑی منعقدہ ۲۶ فروری ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

ہمیں بھید ترے احسان میں اے رب العزت
سب سے بڑا بکر ہے یہی ہمیں عنایت تیری
اسے پیغمبر برحق کا کیا ہم کو مطیع
مرتبہ ساری خدائی میں ہے افضل جبکا
آج یہ جلسہ سالانہ دکھایا حق نے
آج ہم سب کو سنائی گئی سالانہ رپورٹ
آفرین آفرین اے اہل سوسیٹی تم پر
ماظم مدرسہ کے ساتھ ہیں جتنے استاد
قوم پر شکر یہ ان سب کا ہے لازم بشک
قوم کا دھیان ہو زمین وہی عمدہ ہے دماغ
نیت اچھی ہے وہی جس سے ہو بہبودی قوم
شمع جدم کہ گہلنتی ہے ضیاء دیتی ہے
نظم ہر سال سنائیگی ہے عادت ہم کو
واقعی حال جو ہے ہم نے قلمبند کیا
یقین جانو اے انگریزی کے پڑھنے والو
ہم نہیں کہتے ہیں تسلیم نہو انگریزی
کے مرنے کو غوب نہیں ہے یہ زبان شاہی
پڑھو انگریزی مگر دین کے پاس بند رہو
دیکھتے ہم ہیں کہ اکثر طلباء انگلش
اکثر نہیں نہیں پاسد نماز و روزہ

شکر اسکا ہوا دہم کو کہاں یہ طاقت
بخشدی ہم کو جو اسلام کی عمدہ نعمت
ہے جو سرناج رسل اور شفیع امت
دین کو جسکے سب ادیان پر ہے فوقیت
ہم کو حاصل ہوئی کس درجہ مسرت فرحت
مدرسہ کی ہوئی معلوم ہر ایک کیفیت
قوم کی تم نے بجالائی بخوبی خدمت
قابل قدر ہے ہر ایک کی سعی و محنت
یا خدا دیجے بڑا اور بھی انکی ہمت
دل مبارک ہے وہی جس میں ہو قومی الفت
کام خوشتر ہے وہی جس میں ہو خالص نیت
نام کیا ہو جو پئے قوم نہ کہینچین زحمت
کب مناسب ہے کہ اس سال ہو ترک عادت
طعن و تشنیع کسی پر نہ کسی پر تہمت
ہم کو انگریزی زبان سے نہیں ہرگز نفرت
ہم نہیں کہتے ہے یہ علم خلاف ملت
اس زمانے میں نہیں کہو ہے اسکی حاجت
حشر میں پیش خدا تم نہ اٹھاؤ غفلت
دین کی کچھ ہی نہیں رکھتے ہیں دل میں وقعت
شرعی احکام سے بیکلفت ہے انکو غفلت

کرتے ہیں بعض تو دینی علما کی تحقیر
صاف بعضوں کے عقائد میں خلاف جہود
دیکھو پنجاب کے لکچر میں کہا سید نے
سیکھ علم فلاک کے جوتارے ہو جائیں
قوم کو نفع نہ کچھ تم سے ہے ہرگز ہرگز
محسن الملوک کا بھی قول اسی طرح کا ہے
شہر لندن میں ابھی عیسیٰ مسیح نے
آمد و خروج زبانی یہ نہیں ہے اسلام
یعنی اسلام کو اعمال سے ثابت کرو دین
الغرض ہندو نصیحت یہی کرتا ہے یہیں
سخت حیرت ہے یہی باعث غیرت ہے یہی
ہم دعا کرتے ہیں یہ مدرسہ اسلامی
جو معاہدہ ہیں مہربانی الہی انکے

دینی کاموں میں تسخر کی ہے کیسے عادت
اوسکی تفصیل کی ہو نظم میں کیوں کرو سعت
سارے طلبا سے یہ پابندی دین کی نسبت
گر ہندو دین نہیں کچھ بھی تمہاری عزت
یعنی بیکار ہے مہل ہے تمہاری خلقت
ہم بتائیں گے کسی وقت بشرط فرصت
کہہ کے یوں ہند کے طلبا کو دلائی غیرت
بلکہ اسلام وہی جسکی ہو عملی صورت
دعویٰ اسلام کا کر کے نہ اٹھائیں خفت
صاحب علم ہر ایک صاحب فہم وجودت
داخل قوم رہیں اور نہ ہو قومیت
تا ابد قائم و دائم رہے با صد شوکت
عمر میں مال میں ثروت میں عطا کر برکت

ختم کر نظم یہ اے بادشاہ بیچران
کیا عجب تیر سخن کی ہو ہر ایک جا شہرت

یہ نظم بھی سو سیٹی مذکور کے جلسہ سالانہ کے لئے لکھی گئی منعقدہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء

ہم سے ادا ہو کیونکر حمد جناب باری
مالک ہے وہ ہم اسکے ناچیز بندگان ہیں
قہر و غضب اسکے کو خطر نہیں ہے
ہے رحمت دو عالم بیشک رسول اپنا
تابع رہیں ہم اسکے بھیجین درود اسپر

کیا حوصلہ ہمارا طاقت ہے کیا ہماری
وان شان کبریائی یاں عجز و انکساری
اسکی عنایتوں کی سبکو ہے انتظار
محشر میں ہے اسی سے امت کی رشکاری
بیشک یہی ہے اپنے ایمان کی پائنداری

ہے اس سوسائٹی کے سال نہم کا جلسہ
 ہر سال ہے ترقی اس مدرسہ کی افزون
 ہر سال نظم ہم اس جلسہ میں بین سناتے
 آنکھیں نہ کیوں خاک ہوں طلباء کے دیکھنے سے
 میں تاجران نامی اکثر جو اس وطن کے
 نیت ہے انکی اچھی ہمت ہے انکی عالی
 دنیا میں آخرت میں رکھے ان کو شاد و خرم
 تعلیم کے بدولت ہے ہر طرح کی دولت
 تعلیم کے کرشمے کیا کیا دکھا رہے ہیں
 تعلیم گرنہ ہوتی دنیا میں کچھ نہ ہوتا
 تعلیم ہی ہے جس سے عزت ہے آبرو ہے
 ہے دین مثل جو ہر شکل عرض ہے دنیا
 جب تک عرض نہو پھر جو ہر ہے بے ضرورت
 دین متین کی رونق دنیا سے ہے نمایان
 دنیا کی ہے حدیث و قرآن میں جو مذمت
 جو کام اس جہان میں ہے شرع کے مخالف
 دنیا کے واسطے ہم گردین ترک کر دین
 دل میں نہیں ہمارے گردین کی محبت
 کوئی زبان بھی سیکھیں غم اسکا کچھ نہیں ہے
 تازہ رہے الہی اس مدرسہ کا گلشن
 اخلاق دسے ادب دے طلبائے مدرسہ کو

کس شوق و ذوق سے یہ جھل جی ہے ساری
 ہر سال اسکو ہے ہر مقصد میں کامگاری
 نو سال سے ہے جاری عادت یہی ہماری
 جوش طرب نہ کیوں ہو ہر ایک دل پر طاری
 انکے ہی فیض سے ہے جاری یہ خیر جاری
 سچا ہے جوش اسکا سچا ہے غمگاری
 بر لا مقاصد انکے یارب نو باری باری
 تعلیم کے سوا ہے کیشی جہان میں باری
 دنیا کے سب طریقے آئین دینداری
 بیکار تھا تمدن بے لطف ملک داری
 جاہل کی دو جہان میں ذلت ہے اور خواری
 جو ہر سے ہی عرض کی سب کچھ ہے استواری
 دونوں میں یہ تناسب حق نے دیا ہے ہماری
 دنیا کی سب درستی ہے عین دینداری
 مفہوم اسکا سنلو خواہش ہے گر تمہاری
 دنیا ہے نام اسکا بجا ہے اس سے یاری
 ہم سنا نہ کوئی ہو گا فہم و خرد سے عاری
 محشر میں پیش خالق ہے سخت شرمساری
 غم ہے ہی جو چوڑین مذہب کی پاسداری
 صبح و سارم کی تیرے ہو آبشاری
 یارب دلون میں انکے دے جوش دینداری

تجسین کے ہونا بل طلبا کی ہوشیاری	یارب اساتذہ کے محنت کو چیز کر دے
اے بادشاہ امید بن یون نو بہت ہیں لیکن ہے حسن خاتمہ کی کافی امید واری	
<p>دل ہے سیسے میں عبث منہ میں زبان ہے رلیگان ہے وہ خالق اسکے ہم مخلوق عاجز بندگان اسکے ہی تمجد میں نجد میں ہیں جاودان سب سے مستغنی ہے وہ اور بے نیازی اسکی شان مہربان جس پر ہو وہ عالم ہے اسپر مہربان فضل جسد اسکا ہے اسکا کرم ہے بیکران انجن کا جلسہ سالانہ ہے یہ ساتوان ذی لیاقت ذی ہم والا گہر عالی شان خدر کے قابل تہاری کوششیں ہیں بنگان انجن ہے مثل قالب اسکے تم روح روان انجن مثل دہن ہے اسکے تم گویا زبان تم ہو گر فضل بہاری انجن ہے گلستان نم ہی اس میں عکس کے مانند ہو جلوہ کنان اسکے استحکام کی کی سعی تم نے جاودان کیسے خوش قسمت ہو تم اے انجن کے مہربان تم ہو اے اس سال ہر مقصد میں اپنے کامران کیون نہ خوش تم سے رہے پروردگار انس و جان</p>	<p>یہ نظم ہفتم سالانہ جلسہ انجن نر خواہ عام گویند پور واقعہ و انباری منعقدہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی گرنہ ہو ہم سے ادا حمد خدا و مدح بھالان نمکن و حادث ہیں ہم ہے ذات پاک اسکی قدیم عرش و کرسی مہر و نہ لوح و ظلم ارض و فلک سارے عیسوں سے میرا اور برتر اسکی ذات جسہ ہوا اسکا غضب ہے کون اسکا جارہ گر شکر کس کس کا کرین کس جز کا ہم نام لین یہ بھی ہے اسکی عنایت آج کے دن منعقد ہیں فراہم کیسے کیسے لوگ اس محفل میں آج واہ کیا کہنا تمہیں اے مہربان انجن انجن کو شمع گر کہتے تو تم اسکی ضیا آب جوان نم اگر ہو انجن ہے تشنہ لب انجن مانند گل ہے زنگ و بوتم اسکے ہو انجن کو آئینہ سے دین اگر تشبیہ ہم دریہ نسوان کے خاطر جمع سرمایہ کیا واسطے تعمیر کے کی یک زمین نم نے خرید ہو گئی اس سال ہر کوشش تہاری کارگر کیون نہ مومنوں نہاری قوم ہر شام و سحر</p>

تم بھروسہ اور توکل کیجئے اللہ پر
 تم سے بڑھ کر انکے احسان کا ہے ہر کو اعتراف
 قول حق ہے لا یضیع اللہ اجر المحسنین
 عمر میں دولت میں انکے دے ترقی یا خدا
 کوئی نیکی دہر میں تعلیم سے بہر نہیں
 شک نہیں ایمن ترقی مدرسہ کی ہو فزون
 شک نہیں ایمن کہ لڑکوں کے نسبت دستو
 کیوں نہ لڑکوں پر اثر ہو لڑکیوں کے علم کا
 دیندار و نکاح جو جمع ہے اسے کہنے ہیں قوم
 و نینداری اگر نہ پھر قومیت کیا خاک ہے
 مصلحان قوم یہ جو آج کل شہور ہیں
 حیف ہے انکو یہی دعویٰ قوم کی اصلاح کا
 منہض تعلیم انگلش پر نہیں اصلاح قوم
 بالہی سب لمانوں کو دے توفیق نیک
 یا الہی انجن یہ تابدار ہم رہے
 مہرون کے کام میں اخلاص دے یارب مدد
 جس طرح دیگر مدارس پر ہے شفقت کی نظر

فضل سے اسکے سبک ہو جائے ہر بارگراں
 جنکی کوشش سے ہو اچندہ فراہم سیکر ان
 محنوں کا اجر ضایع ہو یہ ممکن ہے کہاں
 دین و دنیا کی عطا کر انکو ساری خوبیاں
 یہ وہ نیکی ہے جن جسکے خوشہ چین سب نکبیاں
 یوں ہی گرا نید کرتے جائیں قومی حامیاں
 سخت تر تعلیم کے محتاج ہیں اب لڑکیاں
 ہو گئی آخر لڑکیاں ہی ایک دن لڑکوں کی مان
 قومیت مفہوم دینداری ہے بے ریب و گمان
 کس طرح بے دین رہ کر ہونگے قومی مصلحان
 دینداری کا بہت کم ان میں ہے نام و نشان
 ہے تعجب ان سے یہ کیسے ہیں قومی نوجہ خوان
 چاہئے تعلیم دینی ساتھ اسکے ایکساں
 دین کی الفت عطا کر سب کے دل کے درمیان
 مدرسہ پر اسکی نگرانی ہو ہر آن و زمان
 شوق دے نائید کا ہر یک کے دلین جاودان
 کچھ اور ہر بھی ہو تو جہاں وطن کے ساکناں

جیتے جی فدر سخن ہوتی ہے کب لے بادشاہ

بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدردان

یہ نظم ہشتم سالانہ جلسہ انجن مذکور منعقدہ ۲۶ جنوری ۱۳۹۱ء کے لئے لکھی گئی

قاصر و عاجز ہے جب ہر یک زبان ہر یک ہن

کیا ادا ہو محمد حق نعت رسول ذوالمنن

تجہ پہن اے انجن کس درجہ افضل خدا
 خیر خواہ عام تیرا نام ہے زمیں دہ رز
 تو نے اپنی خیر خواہی کا دیا ہے جو ثبوت
 آٹھواں سالانہ جلسہ آج ہے یہ منعقد
 شہر میں طاعون کی جسوقت آئی تھی بلا
 شہر اپنا چوڑا کٹر لوگ باہر چل بسے
 ننگساری قوم کی اسوقت جاری تجہ سے تھی
 سعی و کوشش تو نے کی سرکار میں حکم طفیل
 تو نے ہی چندہ کیا اموات غریب کیلئے
 عام تھا فیض تیرا سب محلوں کے لئے
 صدر تیرے یعنی کے عبد المجید نیکو
 معتمد میں تیرے جو سلطان محی الدین نام
 اللہ اللہ تیرے جو چندہ دہندہ لوگ ہیں
 مدرسہ نسوان کا جو تیری نگرانی میں ہے
 آج تیرے معتمد نے جو سنائی ہے رپورٹ
 منتظم اسکے ہیں حضرت مولوی عبد المجید
 ساری اصلاح و ترقی مدرسہ کی ان سے ہے
 حالت تعلیم کیسی ہے وہ آکر دیکھ لین
 مدرسہ کے ہو رہی ہے فکر اب تعمیر کی
 سنگ بنیاد اسکا رکھوایا ہے تو نے شوق سے
 خاص کر تشریف لائے تھے جو شہ عبد اللطیف

اندون سرسبز ہے کیا تیرے مقصد کا چمن
 خیر خواہی کے ترے قائل ہیں سب اہل وطن
 صفحہ دل سے میٹکا کس طرح اے انجن
 کیسے کیسے جمع ہیں افراد اہل علم و فن
 آہ کس رنج و پریشانی میں تھے سب مرد و زن
 آہ سارا شہر گویا بنگیا بیت الحزن
 کیسے استقلال و اطمینان کا تھا تیرا چلن
 بعض طاعون تو اعد کے گھٹے رنج و محن
 میری ہی تائید سے انکو ملا گور و کفن
 لب پہ ہر یک کے روان مہمویت کے بھے سخن
 گویا روح انجن میں انجن مثل بدن
 قابل تحسین ہیں انکے کارہائے انجن
 پائیے کیا کیا جزائز و خداوند ز من
 سب سے اعلیٰ سب سے افضل کام ہے سر علین
 مدرسہ کا حال سب اس سے عیاں ہے من و عن
 اسکے نظم و نسق میں ساعی ہیں وہ با جان و تن
 کم ہے انکا شکر جتنا کیجئے ای انجن
 دیکھنے کی ہے تمنا جنکے دل میں جو شہ نرسن
 تیرے قبضہ میں ہے اسکا کام سب اے انجن
 تہہ شریک جلسہ کیسے کیسے افراد ز من
 کیوں نہ فخر و ناز کا باعث ہو اے احباب من

مدرسہ کہتا ہے ہر دم بازبان حال اب
کیجئے چشم عطا اے صاحبان مقتدر
تم ہو گراں بر بہاری صورت گلشن ہون میں
گر وطن مثل صدف ہے میں ہوں یک دستیم
فرقہ نسوان میں تعلیم پھیلاتا ہوں میں
اب دعا کرتا ہوں میں میری دعا کو یا خدا
مدرسہ اور انجمن قائم رہے یا رب مدام
مدرسہ اور انجمن گویا ہیں دونوں مہر و ماہ
سرپرست انکے معاون انکے جتنے ہیں تمام
یا الہی کون نہ تکمیل عمارت جلد ہو

مالدار ہو تو جہ آپ کی جملو ہ نگن
آب حیوان تم اگر ہو میں ہوں یک تشہ دین
تم سے رونق ہے وطن کی جہ سے ہے شان وطن
گر وطن مثل بن ہے میں ہوں یک لعل میں
بگمان میں ہوں بہالت کے وطن کا بیخ کن
جلد پہنا دیجئے مقبولت کا پیر بن
دور رکھو اس کو حوادث سے تہ پیچ کہن
یا الہی تو کبھی انکو نہ لگنے دے گھن
دین و دنیا میں رہیں دل شاد و بر وجہ حسن
گر ذرا سا فضل نہرا اُس پہ ہو پر تو نگن

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے بادشاہ
بے تکلف بے تضیع ہے ترا ہر یک سخن

فیظم جلسہ افتتاح مکان انجمن خیر خواہ عام گوند پور واقع و انبیاڑی کسلئے لکھی گئی مسعدہ ۵ راکٹ ۱۹۰۹ء

خدا کا شکر زبان سے ہمارے کب ہوا
خدا کی نعمتیں جید ہیں ان میں عمدہ تر
ہے اتفاق پہ ہی کل جہان کا دار و مدار
ہے اتفاق ہی ہر سلطنت کی روح روان
ہے اتفاق سے دشمن پہ ہکمو فتح و ظفر
ہے اتفاق پیر کی شرع کا فرمان
نہ ہوتا نفع اگر اتفاق میں کوئی
سنو! نماز جماعت یہ اور حج کا سفر

مجال کیا ہے ہماری ہمارا حوصلہ کیا
ہے اتفاق کی نعمت یہ شک نہیں اصلاً
ہے اتفاق سے ہر امر دین و دنیا کا
ہے اتفاق تجارت کا عمدہ سرمایہ
ہے اتفاق سے دنیا میں دوستی کا مزا
ہے اتفاق میں پنہان یقین خدا کی رضا
نہ ہوتے اس میں جو موجود خوبیاں صد ہا
نہ کرتا فرض کبھی ہم پہ خالق کیست

بیان ہو ہم سے کہان اتفاق کی تعریف
یہ انجن ہے ہماری جو خیر خواہ عام
جو خیر خواہ بیان کین قوم کی ادا اس نے
مکان خاص نہ تھا بہر انجن کوئی
مکان لیا گیا رسم بھی ہوئی عمدہ
وہ کس کا دل جو مرست سے باغ باغ نہیں
جنہوں نے شوق سے چنہ دیا ہے بہر مکان
ہر ایک شخص کا ہے شکریہ ہمیں لازم
ہمارا دل ہے فقط ایک دلربا ہین بہت
الہی ارض و سما کا قیام ہو جبک
اور اس چن بن ہو جبک حسن و رعنائی
زبان حال سے سوسن ہو مدح خوان جبک
الہی کیجئے اس انجن پہ لطف و کرم
تمام اس کے اراکین و ہمدہ داروں کو
معائن کے دل میں دے اور بھی تو فوق
دعا قبول ہو اپنی طفیل شاہ رسل

سمند خامہ بیان اپنا جل نہیں سکتا
ہے اتفاق کی کیا شان اسمین جلوہ فرا
رپورٹ سننے سے ظاہر ہے ماجرا سارا
خدا کے فضل سے وہ مدعا بھی برآیا
ہے افتتاح مکان کا یہ برطرب جلسہ
زبانہ کس کے نہیں آج مرجبا کی صدا
جنہوں نے کین تپے ترمیم محنت بن کیا کیا
تام آفرین تحسین کے مستحق ہین سجا
یہ کس کو دیجئے کس کو بھلا نہ دیجئے گا
چن جہان کا یہ جبک رہے پھلا پھولا
گلون میں تازگی غنچوں میں بو ثمرین مرزا
نگاہ بان رہے جبک یہ نرگس شہلا
عروج پر ہو ترقی کی شان صبح و سہا
ہمیشہ خرم و خرسند رکھہ خدا و ندا
وہ انجن کے رہن دل سے والہ و شیدا
امام ہر دوسرا و شفیع روز جزا

قلم کو روک لے اے بادشاہ بیچیدان
بخی کے روح مطہر یہ بڑھے صل علی

یہ منظوم اپیل مدرسہ نسوان انجن خیر خواہ عام گوئند پور واقع و انباری کیلئے لکھی گئی

عرض میری ہے بازبان حال
نام میرا ہے مدرسہ نسوان

لسہ بزرگان قوم نیک خصال
مجھ سے واقف نہیں ہے کون یہاں

انجن ہے جو خیر خواہ عام
ہاں اسی نے کیا بنا مجھ کو
فکر نسوان کی بناہ کی ہے
میری اس کسنی پہ غور کرو
جلسہ امتحان میں تھے جو شریک
وصف غیروں کے منہ سے ہے خوشتر
ہنیں مجھ کو ہے کبر اور نخوت
فضل سے اسکے کیا بڑی ہے بات
علم و اخلاق سب میں ہو معمور
این مراتب کہ دیدہ جزوی است
اندون تم نے از وفور عطا
چندہ گر ہو قلیل کیا ہے غم
مجھ کو حاصل ہو تم سے نفع کثیر
دیکھو اپنا جوین جدید مکان
کون ہے جز تمہارے میر اکفیل
جیسی لڑکوں پہ ہے تمہاری نگاہ
پھینکتے ہو او دہر گل اور نمر
حق نے تم کو دیاسے فہم و ذکا

سر پرستی ہے اسکی مجھ پہ مدام
کیسے الطاف سے رکھا مجھ کو
عمر میری اٹھارہ ماہ کی ہے
کامیابی جو کچھ ہوئی دیکھو
ان سے سن لیجے میری حالت ٹھیک
میری تعریف میں کروں کیونکر
مجھ پہ اللہ کی ہے یہ منت
ہوں جو شائستہ سارے مستور
جہل و ناواقفی ہو یکسر دور
کار کلی ہنوز در قدر است
میری تعمیر کا دیا چندرہ
ہے کشادہ تمہارا دست کرم
ہوگی پوری ضرورت تعمیر
اپنی قسمت پہ میں رہوں نازان
پیش کرتا ہوں میں یہ اپنی اپلی
لڑکیوں پر بھی لطف ہو دلخواہ
باغبانوں نظر ہو کچھ تو ادھر
طول گوئی کی ہے ضرورت کیا

ہو گئی ختم داستان اپنی
بادشاہ روکے زبان اپنی

یہ نظم مدرسہ نسوان انجن خیر خواہ عام گوند پور واقع وادھاڑی کیلئے لکھی گئی اور پہلے سالانہ رپورٹ میں طبع ہوئی

شکر اور صد شکر ہے اے خالق جن کو شکر کا رنامہ سال بھر کا آج جو شائع ہوا انجن یون تو فرائض اپنے کرتی تھی ادا جس قدر لوگوں کی ہے تعلیم کا ہمو خیال مرد و عورت گویا دو حصے ہیں ایک انسان کے مقتضائے خیر خواہی یہ نہیں ہرگز نہیں حد معین ہے مگر تسلیم نسوان کے لئے خال جو حد سے بڑھا وہ ہو گیا آخر ما آفرین صد آفرین اے مہربان انجن اب تمہارا غنچہ مقصد شگفتہ ہو گیا این مراتب آنچه دیدی ہست جزوی بیگمان کیا نہ کچھ پائینگی تم اللہ سے اجر و ثواب گو کہ سرمایہ و چندہ کم ہے لیکن ہے امید ایک دن اس مدرسہ کی قدر و وقت ہو زیادہ کس طرح مایوس ہم اللہ کے رحمت سے ہوں یا الہی انجن کے مدرسہ پر روز و شب تو اگر چاہے تو ذرہ کو بناوے آفتاب ممبروں کے کام میں اخلاص دے یا رب مدد چندہ و سرمایہ کی تائید جن لوگوں نے کی دین و دنیا کے مقاصد انکے برآئین تمام

مدرسہ کے عمر کا ایک سال گزرا خوب تر مرحبا صد مرحبا تھے ہم اسی کے منتظر لیک ہے اس سال کچھ اسکی ترقی بیشتر آہ متوجہ نہیں ہم لڑکیوں پر اس قدر ہے یہی انصاف و حصے کی بھی لین ہم خبر دیکھیں ایک حصہ کو ہم اور چوڑی حصہ و گر حد سے متجاوز اگر ہو جائے بیشک ہے ضرر خلق میں کیا خوب یہ ضرب المثل ہے مشہور سعی و کوشش نے تمہاری خوب دکھلایا اب تمہارے نخل بہت میں لگا تازہ ثمر اے برادر کار کلی بہت پنہان و رقد مدرسہ کے رہتے ہو تائید میں بستہ کمر ہو گا دست انجن ایک روز پُر از سیم و زر ایک دن یہ انجن عالم میں ہوگی نامور آیہ لا تقنطوا پڑھتے ہیں جب شام و سحر چاہتے تیرا کرم تیری عنایت کی نظر تو اگر چاہے تو قطرہ ہو گا دریا بسیر انکی بہت کو بڑھا دے انکی محنت چہر کر دے جزائے نیک انکو اے خدائے بخور ہو زیادہ عمر و دولت جاہ و ثروت کرو فر

تا کجا طول سخن اے بادشاہ خستہ جان

نظم اچھی ہے وہی جو ہر مفید و مختصر

یہ نظم جلسہ افتتاح تعمیر مدرسہ نسوان گونید پور واقع وانبائی منعقدہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

آج کرتے ہیں ادہم شکر خالق بار بار
صورت گل آج یک عالم شگفتہ طبع ہے
آج ہر یک کی زبان ہے محو تحسین و دعا
جلوہ اس کا آج خالق نے ہمیں دکھلا دیا
قصد ہے تعمیر ہواب مدرسہ نسوان کا
ہیں فراہم آج کیسے کیسے علمائے زمن
ایک سے یک لائق و فائق یہاں موجود ہیں
انکے ہاتھوں سے ہوا ہے یہ مبارک کام آج
انجمن یہ خیر خواہ عام جس کا نام ہے
انجمن کی کوشش و ہمت کا ہے سارا طفیل
کام ہے اتنا بڑا مقدار چندہ ہے قلیل
مالدار و تنکواہی دیجے تو فیں مدد
خیر جاری جسکو کہتے ہیں وہی یہ کام ہے
جیتے جی نیکی جو کچھ کرنا ہے کر لو دوستو
کون ہے جو راہی ملک بقا ہوتا نہیں
جیسا کہ کون کی تہنیں نسیم پر ہے التفات
مرد و عورت گویا دو حصے ہیں یک انسان کے
ایک حصے پر ہوں مال چوڑ دین حصہ دگر
یا اپنی انجمن کی دیجے ہمت بڑا

آج باغ آرزو میں آگئی فصل بہار
بلبل دل کے ہیں نغمے آج سجد و شمار
آج ہر دل شاہد مقصود سے ہے ہمکنار
واسطے جسکے تھی واہر وقت چہم انتظار
سنگ بنیاد آج ہے رکھا گیا با صد وقار
شہر کے موجود کیسے عہدگان ہیں نامدار
ذی لیاقت ذی وجاہت ذی کرم ذی مقدار
باعث برکت ہے ہمکو موجب صدا و افتخار
خبر خواہی جسکی ہے کاشمش فی نصف النہار
انتظامی خوبیان جسکی ہیں ہر جا آشکار
یا خدا ترے بھروسے پر ہے سب دار و ملا
ہو نظر انکی عنایت کی نو پھر بیڑا ہے پار
اس سے بڑھ کر اور کیا دنیا میں ہوگی یادگار
چند روزہ ہے یہ دنیا عمر ہے نا پائدار
اس سفر کے واسطے توشہ تو کچھ ہو برقرار
لڑکیوں کے حال پر ہو جائیں یوں ہی غمگسار
ہمکو دو نو پیر تو چاہئے لیل و نہار
عقل اور انصاف ہیں خواہاں نہ اسکے زینہار
عزم و استقلال میں رکھے اسکو دائم استوار

اسکے سب دشمنوں کو کر دے آسان لیڈا
آبہ کلا تقنطوا آئی ہے جب قرآن میں
شاو مان ہو دل خنک آنکھیں ہوں یا رب جلد
انجن کا بس یہی مقصد ہے لے رب کریم
انجن کی یہ دعا مقبول کر مقبول کر

اسکو ہر ایک امر میں کر کامیاب و کامگار
کس طرح بابوس ہو یہ انجن امیدوار
مدرسہ کی ہیکو دکھلا دے عمارت شاندار
انجن ہے بس یہی مطلب کی جہ سے خوشگوار
ازبرائے مصطفیٰ و آل و اصحاب کبار

نظم اپنی ختم کرے بادشاہ خستہ جان
کیا عجب گردے اثر تیرے سخن میں کردگار

نظم معطبان چندہ مدرسہ نسوان کے شکر یہ بین لکھی گئی جنھوں نے سالانہ جلسہ پنجم بہتر خواہ عام گوئد پر واقع

و انباری منعقدہ ۳۱ جنوری ۱۹۴۷ء میں اپنا عطیہ دیا

اے واہ نری قسمت لے مدرسہ نسوان
بے جان تھا تو گویا اب جان پڑی تجھ میں
تو نہنا سا بودا نہا سر سبز شجر ہے اب
معلوم تھا یہ کویون چندہ فزون ہو گا
کوشش سے کسی کے مقصد نہیں برآیا
سب فضل اسی کا ہے سب کی عنایت ہے
ویتانہ اگر تیری اعلت کو اگر دل میں
تغیر کی خواہش تھی سرمایہ کی حاجت تھی
کس نیت خالص سے اور کیسے کھلے دل سے
اے قوی جو انفرادہ! اے قوم کے ہمدرد!
اس دینی حمایت پر اس جرأت و ہمت پر
تم شرع کے مفتون ہو تم دین کے شہید ہو

اب نری نرتی کا کس درجہ ہوا سامان
تو مثل بیا بان تھا اب بنگلیا یکستان
تو چوٹا سا چشمہ تھا اب بحر ہے بے پایاں
کسکو بھی خبر اسکی یوں سب ہیں ترے خواہان
ناگاہ خدا کا اب تجھ پر یہ ہوا احسان
ہم کیا ہیں ہمارے کیا حوصلہ کیا مکان
یوں دست کرم سب کا کب ہو گا گہرا نشان
حاصل ہوے دونوں ہی مقصود ہیں یکسان
چندہ کی رقم سب نے لکھی ہے بصدار مان
کیا کیا نہ جزا دیگا عشرت میں تہین یزدان
تا باش و جزاک اللہ ہم کیوں نہ کہیں ہر آن
تم قوم کے حامی ہو تم پر وطن نازان

مداح تہاری ہے ہر وقت زبان سب کی
مسرور موافق ہیں حیران مخالف ہیں

کیا شکر گزاری میں مصروف ہیں دل اور جان
وہ انکے لئے زیبایہ ان کے لئے شایان

کرتا ہے دعا ہر دم یہ بادشاہ عاصی
یارب مجھ و نیا سے لیجائے با ایمان

دیکھ

کر شکر خدا ہر آن اے مدرسہ نسوان
نیر تیری قسمت کا کس اوج پہ ہے آیا
تعمیر معطل تھی چند روز سے جو تیری
یک مرد خدا نے اب ذی جود و عطا نے اب
یس عبد اللطیف اسکا کیا نام ہے فرخندہ
منظور کیا بنکر تعمیر کا ذمہ دار
شباباش ہے ہمت پرستین ہے جرات پر
ممنون ہیں ہم اے مرہون ہیں ہم اے
کیا کیا نہ جزا حق سے وہ روز جزا پاتے
ہمدرد ہے وہ تیرا غمخوار ہے وہ سچا

کیا تجھ پہ ہوا احسان اے مدرسہ نسوان
عالم ہو نہ کیوں رختان اے مدرسہ نسوان
اب اسکا ہو اسامان اے مدرسہ نسوان
شکل کو کیا آسان اے مدرسہ نسوان
کیا عمدہ ہے وہ انسان اے مدرسہ نسوان
خالق ہو نہ کیوں شادان اے مدرسہ نسوان
نکلا ہے تراراں اے مدرسہ نسوان
ہم اسکے دعا گو یان اے مدرسہ نسوان
خوش ہو گا وہ بے پایان اے مدرسہ نسوان
ہے تیرا عجب ذیشان اے مدرسہ نسوان

یہ بادشاہ عاصی رکھتا ہے ولایتیری
ہے دل سے ترا خواہان اے مدرسہ نسوان

یہ نظم مدرسہ مذکور کیلئے لکھی گئی اور جلسہ تقسیم انعامات منعقدہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۱ء میں ایک لڑکی نے پڑھی

ہر ایک دل کا پیارا یہ مدرسہ ہمارا
دنیا کی خوبیوں کا عقبی کی لذتوں کا

آنکھوں کا اپنے تارا یہ مدرسہ ہمارا
رستہ دکھانے ہارا یہ مدرسہ ہمارا

ہم کو دیا سہارا یہ مدرسہ ہمارا ہے جس سے آشکارا یہ مدرسہ ہمارا ہے قابل نظار یہ مدرسہ ہمارا دیکھو ذرا خدا را یہ مدرسہ ہمارا کرتا ہے یوں اشار یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا	طلبہ ہیں ہم اسیکے شیدائین ہم اسیکے ست ہے انجن کی شفقت ہے انجن کی تشریف لائے ہیں اب ذیجاہ بیباں سب انعام کا یہ جسکے شان سے منعقد ہے جز علم چیز کوئی دنیا میں کب ہے چچی قائم رہے الہی دائم رہے الہی
--	--

اے بادشاہ کیسی تم نے یہ نظم لکھی

ممنون ہے تمہارا یہ مدرسہ ہمارا

یہ مثنوی ترغیب چندہ مظلومان جنگ بلقان کیلئے ۱۹۱۳ء میں لکھی گئی۔

<p>جنگ بلقان کا احوال سنو سیکڑوں زخمی و مجروح ہوئے جنگے غم سے یہ کلیہ ہے دو نیم درد کے مارے تڑپتا ہے کوئی بہوک سے کوئی پریشان ہر آن قابل رحم ہے حالت انکی اس گران شئی کے عوض دیجے نال پھر سلمانی ہمار سی کیسی کیا ہیں ہم کیا ہے ہمارا ایمان بیوگون کے لئے تم چندہ دو</p>	<p>آج اے قوم کے بہائی بہنو سیکڑوں جام شہادت ہیں پئے سیکڑوں طفل ہوئے آہ یتیم زخم سے آہ سسکتا ہے کوئی بکیسی پر کوئی اپنے نالان کیا کہیں تم سے مصیبت انکی جان دینی ہے اگر تم کو محال نہ کریں ان سے اگر ہمدردی بہائیوں سے جو رہیں ہم انجان زخمیوں کے لئے تم چندہ دو</p>
--	---

ہے دعا تجھے اے رب عزت
بادشاہ روم کے پائین نصرت

یہ غزل مشاعرہ و انبائی کیلئے لکھی گئی اور رسالہ تعلیم و انبائی میں شائع ہوئی

مصرع طح ابھی موتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

<p>ہمارا زخم دل ہرگز نہ ہو مشتاق مرہم کا تغیر ہے عجب اس عالم ہستی کے عالم کا مقابل ان کے رتبہ ہے نہ کوثر کا نہ زمزم کا رہے کہ تک دلوں میں جوش نبرے خیر مقدم کا چمکا دیکھے سورج نام مٹ جاتا ہے شبنم کا ہر ایک مومن کا دل ممنون ہے سلطان المعظم کا فقط یہ زور تکر علم کا دینار و درہم کا ابھی موتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا</p>	<p>چلے جگر بہ بندہ یوں ہی سپر قوم کے غم کا نہ تائیم یہ خوشی کوئی۔ دائم سلسلہ غم کا خجالت سے گناہوں کے جو کلیں چشم سے آنسو کہ ہر ہے اتنا قوم تو جلوہ دکھا اپنا ہے جس جا علم کا چرچا جہالت کب ہے باقی بنا کر کے حجازی ریلوے ہم پر کیا احسان چچا یا شور اسی بنگا لبو بے وجہ کیوں تم نے نڈایہ صبح محشر خفتگان قبر پر ہوگی</p>
--	---

کر و کچھ فکر عقیقی باد شہ غفلت نہیں اچھی

نہیں معلوم دم اس جسم میں مہمان ہے کس دم کا

یہ غزل بھی مشاعرہ مذکور کے لئے لکھی گئی

مصرع طح آئس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

<p>کیا عجب ہے کہ دل بنگ بھی پانی ہو جائے دونوں عالم میں سعادت کی نشانی ہو جائے وہ اس کا نہ جس دل میں وہ غانی ہو جائے مثل تصویر کے حیران ابھی مانی ہو جائے قومی الفت کی اگر یوں ہی گرانی ہو جائے اب غم قوم میں کچھ اشک فانی ہو جائے غیر کیا دوست بھی خود دشمن جانی ہو جائے</p>	<p>گریبان قوم کی پردہ کہانی ہو جائے قوم کی ہم سے اگر نفع رسانی ہو جائے قوم کی دہن نہ جس سرین وہ سر ہو پا مال کھینچوں اسی قوم تنزل کا جو تیرے نقشہ ہونگے ہم اور بھی عالم کی نگاہوں میں سبک شاعر و غم میں تبوں کے تو بہت ہی روئے وقت آجائے مصیبت کا اگر انسان پر</p>
---	--

یکدلی یکجہتی ہم بن ہو پیدا یا رب
خا قلوباطف سے تملو سخن میں میرے
طبع میں یوں ہی اگر ذوق سخن ہو باقی

جلد اب جھل تعصب کی روانی ہو جائے
خافلو! خوب تمہیں یاد دہانی ہو جائے
میری پیری یہ فدا عہد جوانی ہو جائے

بادشہ قید ہے زندانِ الم میں لیکن
اس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

مندرجہ ذیل غزلین قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی مدرسہ کیلئے لکھی گئیں! درالہ ترقی تجارت میں شائع ہوئیں

مصرع طرح جو مومن ہو گیا وہ دوسرے مومن کا بہائی بنے

مروت ہے نہ سہر دی نہ آپس میں صفائی ہے
اگر اتنا ہی سمجھیں ہر طرح اپنی بہلائی ہے
اوہ علم و ہنر اور مال و زر ہے غیر قوموں میں
خلف کہلانے ہیں لیکن سراسر ناخلف ہم ہیں
نہ عزت کی تنہا ہے نہ ذلت کی ہے کچھ پروا
ہیں قبلہ مذہب پھر بتاؤ کسی گنتی میں
محبت قوم کی گر ہے کریں کچھ کر کے دکھلائیں
ہیں دین اور دنیا گو یا دونوں طفل تو ام ہیں
ضرر دنیا کا اگر ہو دین کا اس کو ضرر سمجھو
مسلمان ہے وہی جامع رہے جو دین و دنیا کا
کرد مت دین کی پروا نہ ہو بدست دنیا میں
نہ ہوتا دین تو دنیا نہ باقی خلعت ہستی
کریں گردین کو ہم ترک سمجھو سخت تر اس میں

ہماری قوم کی حالت پہ غیر وہی نہ سہائی ہے
جو مومن ہو گیا وہ دوسرے مومن کا بہائی ہے
اوہ جہل و تعصب تلکدستی ہے گدائی ہے
سلف کے کارناموں کی عبث مدحت سرائی ہے
ہماری قوم کی کیا حیثیت حق نے بنائی ہے
بجاری ترمذی ہے ابن ماجہ ہے نسائی ہے
زبانی یوں تو ہر یک قوم کا اپنی فدائی ہے
غلط ہے گریہ ہم سمجھیں کہ دونوں جلئی ہے
جو نفع دین ہے دنیا کی خود ہمیں بہلاتی ہے
یہی راہ بنی راہ رضائے کبریائی ہے
ضلالت کی یہ پٹی ہکو ستیاٹان پڑائی ہے
طفیل دین ہی دنیا نے یہ رنگت جمائی ہے
برائی ہے برائی ہے برائی ہے برائی ہے

نہ کیجے بادشہ تم قوم کے اصلاح کا دعویٰ

بڑی ہے بات چوٹا منہ یہ کیا جی میں پائی ہے

مصرع طرح ”ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چوڑ دیا“

ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چوڑ دیا
قوم کی ہم کو ترقی نے ادھر چوڑ دیا
سنگریز و نکو لیا عمل و گہر چوڑ دیا
یا خدا ہم نے ہر یک غیر کا در چوڑ دیا
بہائی کو بہائی پدر کو ہے پسر چوڑ دیا
ہائے افسوس زبان نے بھی اثر چوڑ دیا
واسطے اسکے دل و جان و جگر چوڑ دیا
دل وہی عمدہ ہے جو فتنہ و شر چوڑ دیا
مبتدا ہم نے لیا پاس خبر چوڑ دیا
سخت خطرہ میں و عجبی کا سفر چوڑ دیا
آگ کو سرد کیا ہم نے شر چوڑ دیا
خاندہ کچھ نہیں گرف سیر چوڑ دیا

مال و زر چوڑ دیا عز و وقار چوڑ دیا
ہم نے خالق کا او و ہر خوف و خطر چوڑ دیا
نیکیان چوڑ کے ہم ہو گئے پابند گناہ
جز ترے در کے ملا ہے نہ ملیگا کچھ بھی
قومی الفت تو کجا خانگی الفت بھی نہیں
راستی گم ہوئی جب اپنی زبان سے اسی قوم
قومی الفت کو جہان چاہے وہاں رہنید و
نیک اخلاق ہوں جس میں وہ اعلیٰ انسان
مست دنیا میں رہے حشر سے غافل ہو کر
بتلا راحت دنیا میں ہوا جو انسان
جہل جس دل سے ہے مفقود تعصب ہے وہاں
لاکھ سیکھ کوئی دنیا کے علوم اور فنون

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن میں مطلق

بادشہ لطف سخن تم نے مگر چوڑ دیا

مصرع طرح ”ہے گہٹا ادبار کی چاروں طرف چھائی ہوئی“

ہے گہٹا ادبار کی چاروں طرف چھائی ہوئی
اور ترقی ہے او دہر غیروں میں اترائی ہوئی
ہم تماشائے خلقت تماشائی ہوئی
قوم کے دل کی کلی ہے سخت مر جہائی ہوئی

مثل گیسو قوم کی قسمت ہے بل کہائی ہوئی
ہے او ہر قومی تنزل کی بلا آئی ہوئی
رنگ یوں جہل و تعصب کا ہمارے بڑ لگیا
ہے روان یوں باغ عالم میں جہالت کا سم

دین و دنیا کے فوائد پائینگے کیا خاک ہم
اپنے ذاتی کام سے حاصل جو اطمینان ہے
قومیت کہے ہیں کسکو قوم کا مفہوم کیا
کہنے کہتے ناصحان قوم سارے تہک گئے
یہی ہے میری نظر میں ماسوی اللہ کا وجود
کامیابی ہو کہ ہر مقصد میں بالکل سہل ہے

ہم میں جب نا اتفاقی ہے جگہ پائی ہوئی
ہے طبیعت قومی ہمدردی سے گہرائی ہوئی
بس ہے اتنی بھی اگر ہکوشناسائی ہوئی
خود نصیحت رہتی ہے اب ہم سے شرمائی ہوئی
دل میں جب پیوست یارب تیری یکتائی ہوئی
فضل خالق کی اگر کچھ جلوہ آراتی ہوئی

قوم مانے یا نہ مانے ہے جزا نزد خدا
بادشاہ بے سود کب یہ خامہ فرسائی ہوئی

مصرع طرح ”بسم کرتے کرتے زخم خندان ہوتے جاتے ہیں“

ترے احکام سے یارب جو انجان ہوتے جاتے ہیں
ترقی سے اود ہر انبیا و اشراف ہوتے جاتے ہیں
نظر آتی نہیں ہے قوم کی اصلاح کی امید
فریج والوں کا قبضہ ہے اود ہر ملک ہر اکو پر
خدا حافظ ہے اسلامی ممالک کا کہ سب اعدا
جو شیر نہ تھے ان روزوں وہ گویا بگئے رو باہ
عدو کی تیغ ہے گل گیر ہم ہیں شمع کے مانند
ہو ہے رشک اب یورپ کو بھی انکی ترقی سے
صفائی قوم کے دل میں نہیں جب دیکھتے ہیں ہم
چین میں سر بلندی شاخ گل کی جب نظر آتی

ہمیشہ اپنے غالب نفس و شیطان ہوتے جاتے ہیں
تسزل میں اود غلطان مسلمان ہوتے جاتے ہیں
ہماری آرزو میں یاس و حرمان ہوتے جاتے ہیں
اود ہر مغلوب عاجز اہل ایران ہوتے جاتے ہیں
ہماری ذلت و خواری کے خواہاں ہوتے جاتے ہیں
جو تھے رو باہ وہ شیر نیتان ہوتے جاتے ہیں
کٹے سر لاکھ بھی ہم اور نشان ہوتے جاتے ہیں
ہر زمین فن میں یکتا اہل جاپان ہوتے جاتے ہیں
مثال آئینہ ہر وقت حیران ہوتے جاتے ہیں
مثال غنیمت ہم سرور گریبان ہوتے جاتے ہیں

زمانے میں نہیں قدر سخن اے بادشاہ بانی
عبث ہے ہم سخن پر اپنے مازان ہوتے جاتے ہیں

مصرع طرح ”یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے“

یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے
ہم تو بھی کہیں گے سعادت کا وقت ہے
چندہ کرو عطا یہی بہت کا وقت ہے
کیا اس سے بڑے خوبی قیمت کا وقت ہے
میں منتظر ہوں آؤ یہ راحت کا وقت ہے
ترکوں پہ آہ کیسی مصیبت کا وقت ہے
غیرت کا وقت ہے یہی عبرت کا وقت ہے
ورد ہمارے واسطے حسرت کا وقت ہے
حناسات لوٹ لو یہ غنیمت کا وقت ہے
راہِ خدا میں آہ یہ غفلت کا وقت ہے

بلقان کی جنگ ہوتی ہے جرأت کا وقت ہے
وہ اور ہیں جو کہتے ہیں ذلت کا وقت ہے
سمتی کا وقت ہے نہ کہالت کا وقت ہے
مارین تو غازی اور مرین تو شہید ہیں
جنت یہ کہہ رہی ہے شہیدانِ ترک کے
صد ہا یتیم و بیوہ ہیں مجروح سیکڑوں
امداد غیر قوم سے ہو ہم رہیں خموش
ترکی برا دروہی نہ تائب ہو جو آج
چندہ جو ایک دیگے تو ستر کا ہے ثواب
ترک اپنی جان دیتے ہیں ہم مال بھی نہ دین

مکن نہیں ہے ضبط ہوا ظہار و رد دل
اے بادشاہ جوشِ طبیعت کا وقت ہے

مصرع طرح آسان نہیں، شانِ نام و نشان ہمارا“

آسان نہیں شانِ نام و نشان ہمارا
آسان نہیں شانِ نام و نشان ہمارا
آسان نہیں شانِ نام و نشان ہمارا
آسان نہیں شانِ نام و نشان ہمارا
ہے میکدہ ہمارا پیرِ معان ہمارا
ہے ہزبان ہمارا ہندستان ہمارا
اب تک وہی رگون میں ہے خونِ روان ہمارا

دشمن ہوا لاکھ ہی تو اے آسمان ہمارا
سچا ہمارا مذہب سچا بیان ہمارا
ہم شرک کے ہیں دشمن تو حید پر ہیں قربان
ترتوبلی فتح گر ہو ایران ہی ہو سخر
مست شراب و حدت کیونکر ذاب رہیں ہم
صحر کا ذرہ ذرہ گلشن کا پتا پتا
جس خون کو بہا کر ہم سُرخ رو ہوئے نھے

<p>لیکرتو دیکھ لو اب تم امتحان ہمارا آزادی ہے ہماری اس دنیا ہمارا ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا مغلوب ورنہ ہوتا سارا جہان ہمارا خود غرضیوں نے لوٹا ہے کاروان ہمارا افسوس ہے یہ کیسا خواب گر ان ہمارا مطلوب دل ہمارا مقصود جان ہمارا مغروب ستار ان ہو کیونکر بیان ہمارا</p>	<p>ہمت بہ کہہ رہی ہے جرات سنا رہی ہے تخت شہی پہ جب تک قائم ہے جابج پنجم ہم ہیں شارا سپر وہ بھی فدا ہے ہمپر اگلا وہ جوش قومی اس کے کہان ہمارا نا اتفاقیوں سے برباد ہو گئے ہم کہتے ہیں ہم بہت کچھ کرتے نہیں ہیں کچھ بھی اے قوم کی ترقی جزئیہ کر اور کیا ہے اغراق اور غلو اور جدت نہیں ہے اس میں</p>
--	---

قومی جو کچھ ہو خدمت ای بادشاہ غنیمت
تہمتا ہے کب سمندر روان ہمارا

مصرع طرح تیار دل سلم کو وہ زندہ تہمتا دے

<p>یارب دل سلم کو وہ زندہ تہمتا دے یارب دل سلم کو وہ زندہ تہمتا دے یارب دل سلم کو وہ زندہ تہمتا دے یوسف کی طبیعت دے دل شل زینجا دے تبرا ہی ہر سو دے تیرا ہی سہارا دے جنت میں بھی بس جھوٹا تیرا ہی نثار دے پردہ جو دوئی کا ہے یارب یہ نکلوا دے لینا ہے جو کچھ لیلے دینا ہے جو دلوادے تو ابر کرم یارب اب زور سے بڑا دے وہ کون ہے جز تیرے مقصود ہمارا دے</p>	<p>اعجازِ سیاحانی ہر رنگ میں دکھلا دے یہ مردہ دلی اپنی باقی نہ رہے ہر گز سب حرص و ہوا اپنے ہو جائیں فنا جس سے بازار میں دنیا کے یارب ترا سودا دے ہر کام میں ہر فن میں ہر بات میں ہر دل میں حوروں سے نہ کچھ مطلب غلام کی نہ کچھ حاجت کثرت میں بھی وحدت کا دیکھینگے تماشا ہم طاقت ہے ادھر ہم سے بخشش ہے اور ہر جہت قومی یہ چین اپنا ہے خشک ہوا جا تا مانگین نہ اگر تجھ سے ہم کس سے بہلا مانگین</p>
---	--

سیری نہ ہوئی میری شرب کی زیارت سے
پیارا وہ بنی تر جس خاک پہ سوتا ہے
ویوانے نہیں ہم جو مجنون سا ہنسک جاہن
دین اپنا رہے محکم دنیا میں رہن اچھے
مجرم ہیں سر اسر ہم بندے ہیں مگر تیرے
ہم خوار ہیں کبتک اس غارت منزل میں

یارب تو دوبارہ پھر وہ نعمت عظمیٰ دے
مشت تن خاکی یہ اس خاک میں فنا دے
وان بجد کا صحرا تھا یا ان دشت مینہ دے
توفیق ہی دے اچھی اخلاص بھی اچھا دے
جز تیرے کدھر جائیں تو ہی ہمیں بتلا دے
اگلا وہ عروج اپنا یارب ہمیں دلوا دے

ای باد شہ عاصی حیرت کا ہے کیا موقع
گر نخل سخن تیرا عمدہ کوئی ثمرہ دے

یہ غزل مشاعرہ حیدر آباد کن کیلئے لکھی گئی جو حضرت فیض کی مزار مقدس پر منعقد ہوا تھا اور اخبار مجر کن
مدراس المبعودہ ۲ جولائی ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی تھی

مصرع طرح سیر جو ساحت دل میں ہے گلستان میں نہیں

نہت مہر و محبت گل و ریحان میں نہیں
یکدلی کچھتی قوم مسلمان میں نہیں
جیسی پھیدگیان قوم کے دلین ہیں نہاں
باپ کو بیٹے سے اور بہائی کو بہائی سے عناد
نیر عقل کو خالق نے جو بخشا ہے فروغ
قد ر کب اہل وطن کی ہے وطن کے اندر
چشمہ علم سے جو سیر ہیں وہ کہتے ہیں
کفر جس جا ہے وہاں جہل ہے کیسے مفقود
سچ میں کہتا ہوں مریضیاں فلاکت کیلئے
بجے معذور کہیں باغ سخن کے گلچین

سیر جو ساحت دل میں ہے گلستان میں نہیں
قوم کا درد بھی افسوس دل و جان میں نہیں
سنبستان میں نہیں گیسو تے جان میں نہیں
ہے جو اس دور کی حالت کسی دوران میں نہیں
ماہ تابان میں نہیں مہر و خشتان میں نہیں
مصر میں رتبہ جو یوسف کا تھا کنعان میں نہیں
ای خضر اسکا مزا چشمہ حیوان میں نہیں
اور یہاں علم و ہنر صاحب ایمان میں نہیں
جو اثر علم میں ہے وہ کسی دران میں نہیں
پھول گر کذب و غلو کے مرے دامن میں نہیں

بادشاہ ہے وہی فخر سلاطین دکن
خوبیان کونسی محبوب علی خان مین نہیں

تہنیت و خیر مقدم حکام و سپہردان ملت و فیاضان قوم

یہ غزل شاعرہ مدراس کیلئے لکھی گئی اور گلہ سہ "خوشید مدراس" مین شائع ہوئی

مصرع طرح "حضور خسرو عالی وقار فیض جارج"

چمکتا یوں نہ مہ جون کا مقدر جارج
تمام ہند میں چرچا یہی ہے گھر گھر جارج
نہاں ہے بون تری الفت دلونکے اندر جارج
تمام شاہوں سے بڑ بکر ہے تیرا نمبر جارج
نہ کیوں کہیں تجھے ہم خیرت سکندر جارج
ہوئی ہے تجھ سے یہ سبقت نہ ہے دلاور جارج
شکیب و صبر ہو مدراسیو نکو کیونکر جارج
دکھائیگا جو دسہر مین روئے انور جارج

نہ رکھتا افسر شاہی جو اپنے سر پر جارج
ہوا ہے قیصر ہند و ستان مفر جارج
مزا نمین گلون مین ہے جس طرح نکبت
کرم مین عدل مین دولت مین جاہ و شمت مین
ہر ایک دل ہے محبت کا تیرے آئینہ
نہ آیا ہند میں اب تک کوئی شہ انگلنڈ
شرف ہو دید کا غیر و نکو ہم رہیں محروم
نہ کیوں ہو رشک ہر یک ماہ کو دسہر پر

ہے بادشاہ کی دُعائے ابد رہے ولشاد

حضور خسرو عالی وقار فیض جارج

یہ مثنوی جلسہ سالگرہ ہرکشنی لارڈ ہارڈنگ بہادر و لیسرے ہند کیلئے لکھی گئی جو اردو سوسیٹی کی
طرف سے مطبع مجر دکن مدراس مین منعقد ہوا تھا

اہل جلسہ جمع ہیں کس شوق کس ارمان سے
تم سنور غبت سے لے میرے بھان دیو وقار
دل مین ہم سب کے بنائی کیا انھوں نے اپنی جائے

آج یہ جلسہ ہوا ہے منعقد کس شان سے
جو غرض جلسہ کی ہے کرنا ہوں تم پر آشکار
لارڈ ہارڈنگ ہیں ہمارے ہند کے جو لیسرے

ہنر مجبئی جارج پنجم کی نیابت اٹکو ہے
 نوات میں انکی بہر ہے وصف تالیف قلوب
 جون کی یہ بیوین اٹکی ولادت کا ہے روز
 ہم مناتے ہیں اسی کی آج یہ میکسر خوشی
 مہم جو پھینکا تھا دہلی میں عدو نے بر ملا
 تم سے ان دونوں خوشی کا آج کرتا ہوں یلا
 یہ خوشی مثل صدف ہے وہ خوشی مثل گھسہ
 وہ خوشی مانند جان ہے یہ خوشی مثل بدن
 مثل زہرہ یہ خوشی ہے وہ خوشی ہے شتری
 اجتماع دونوں خوشی کا خوب دیتا ہے مزا
 خوش رہیں خرم رہیں داکم ہمارے و سیرا
 ہوتی ہے اطفال کو تقسیم شیرینی دہان

قدر و عزت اٹکو ہریشان و شوکت اٹکو ہے
 اپنی وہ ہر دل عزیزی کامزا لیتے ہیں خوب
 ہم رعایا کیلئے کیا کیا مسرت کا ہے روز
 اس خوشی کے ضمن میں حاصل ہوئی دیگر خوشی
 فضل سے اپنے خزانے لیا اٹکو بج
 حفظ وافر پاؤ گے اسے سہین نکتہ دان
 یہ خوشی گویا شجر ہے وہ خوشی مثل ثمر
 یہ خوشی یک حاشیہ ہے وہ خوشی گویا متن
 ہر منجم بول اوٹھے سعدین اکبر ہے یہی
 دل سے ہم سب کے نکلتی ہے ہمیشہ یہ دُعا
 حفظ خالق میں رہیں ہر دم ہمارے و سیرا
 ہم ہیں مدح لار و صاحب میں یہاں طرب اللسان

نظم اپنی ختم کروے اور کھائی بادشاہ
 جان و دل سے دولت برٹش کا ہوں میں خیر خواہ

یہ نظم حضرت مولانا مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پہلوانی کے جلسہ وعظ میں انکے خیر مقدم
 میں بمقام ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء پڑھی گئی۔

مردہ ہو نہ گوارے اہل ایمان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان
 ہے دہوم سائے ہندوستان میں کیا کچھ اٹھے انکے بیانین
 مہرے ہکو تہی تھاری آب رزویہ نخلی ہماری
 گل جھلکت کے ہم انسے لینکے دامن مقصد پنا بھرینگے
 آئی ہے گویا رحمت خدا کی نائل ہے ہر نعمت خدا کی
 علامہ دین مشہور دوراں تشریف لائے ہیں شہ سلیمان
 کیونکر نہ ہوں تہمت پہ نازان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان
 کس کا نہیں لے سرو و شادان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان
 ہو گئے شکفتہ اپنے دل جان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان
 بجایا ہے ایسی نعمت کا کفر ان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

ہم خوشہ چین یہ گویا میں خن پرانے ہم ہیں شمع روشن
گرد و دھن ہم اسکے دواہن گریں ہم یہ مدعاہن
طاہر کریں کیا جوش عقیدت پورا ہو ہم سے کب حق خد
راہ خدا کے رہبر ہی بن علمائے دین کے افسیر ہی ہن
غافل گرائے رجا بنگے ہم بچا بنگے ہم بچا بنگے ہم

تشنہ ہیں ہم یہ ہیں آبجیوان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان
ہم ہیں صدف یہ ہیں ابرنیسا تشریف لائے ہیں شہ سلیمان
نہتے نہیں ہیں اب شوق و ارمان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان
جاری ہے انکا دریائے فیضان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان
قابو نہ آیا کہو میں سلمان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

توصیف کا حق کونکر ادا ہو ای بادشہ کیا طاقت ہے تجھ کو
لاؤں کہاں سے الفاظ شایان تشریف لائے ہیں شہ سلیمان

یہ تنوی جلسہ الوداعی جناب سید جمال الدین صاحب افندی کیلئے لکھی گئی جو سجادہ درگاہ بعد اؤ کے پونے میں

اے جمال الدین افندی مرشد و الاصفات
ناز کرتی ہے سیادت خاندان پر آپ کے
آپ مخزن دہر میں فیضان روحانی کے ہو
روضہ محبوب کے ہو آپ سجادہ نشین
حضرت محبوب بجانوی و بی محشم
انبیاء میں ہیں معظم جبطرح ضیاء الوری
ای جمال الدین افندی مرشد روشن ضمیر
ہیں سفیر دولت عثمانیہ جو ناقدار
آپ ہیں جہان انکے وہ تمہارے میزبان
میزبان کو اپنے جہان پر ہے ہر دم افتخار
یو چننا کیا آپ کے آنے سے جو عزت ملی
معتقد لوگوں کی در پر آپ کے رہتی ہے دہوم
حیف ہے مدت اقامت کی بہت ہی کم رہی

منج برکات ہے کیا آپ کی فرخندہ ذات
منکشف اعزاز ہیں سارے جہان پر آپ کے
بیگمان اولاد میں محبوب بجانوی کے ہو
آپ کے عز و شرف کا کون اب قائل نہیں
گردنیں کل اولیا کی جسکے تہہ زیر قدم
اولیاء میں اس طرح ہے مرتبہ محبوب کا
آپ کے دام محبت نے کیا ہکو اسیر
نام ہے عبدالعزیز بادشہ عالی وقار
کیسے خالق میزبان ہیں کیسے لائق میزبان
یہ جہان خود میزبان کے مدح خوان ہیں بار بار
کیسی عزت گویا ہکو یک بڑی دولت ملی
شمع چبطرح رہتا ہے پسگون کا ہجوم
آپ کے پند و مواعظ سے نہ کچھ سیری ہوئی

کیا کلمہ اسکا اگر مقصد نہیں پورا ہوا
 کون وہ مقصود علی خان؟ واعظ شیرین بیان
 ہر سخن مقصود علی خان کا ہے بیشک پراثر
 ای جمال الدین افندی ای معارف و شگاہ
 بلدہ مدراس سے ہے کل جو خضت آپ کی
 آہ! کس دن پھر زیارت آپ کی پائینگے ہم
 آہ! کیونکر دور ہو گا دل سے یہ درد و فراق

ہمکو جو مقصود تھا مقصود علی خان سے ملا
 آپ کے ہمراہ جو تشریف لائے ہیں یہاں
 کیا سبب نہیں ہیں اگر ہم منزل مقصود پر
 کیجے ہم مدراسیوں پر لطف کی اپنی نگاہ
 آہ! کیا کیا رنج دیگی ہم کو فرقت آپ کی
 آہ! کیونکر اس دل مضطر کو سمجھا سینگے ہم
 آہ! کیونکر ضبط ہو گا اپنا جوش اشنیاق

تاکجا ای بادشاہ خستہ جان طول کلام

نظم کو تم اپنے پیادوں لباس اختتام

یہ نظم جناب مولانا الحاج مولوی غلام محمد صاحب شملوی کی رحلت میں محفل وعظ مسجد مینان کوچہ آندرسن
 مدراس میں پڑھی گئی

جب خدا سے پاک خود ہے مہربان شملوی
 آج ہے مدراس سارا قدردان شملوی
 لوٹ لو اب لوٹ لو لطف بیان شملوی
 ہم ہیں سارے آج گویا میہان شملوی
 کیا کشادہ ہے زبان درشتان شملوی
 ہم کو تلامذے بہلا کوئی بسان شملوی
 واقعی معذوبین نادان شملوی
 یوں ہیں وعظ شملوی پر شائقان شملوی
 فی الحقیقت ہے یہ مقصود بیان شملوی
 خوب جنس وعظ کی ہے یہ دوکان شملوی

اوج پر آتے نہ کیونکر عرو و شان شملوی
 بڑ گئے اب بڑ گئے ہیں دوستان شملوی
 آؤ آؤ تم ای مشتاقان قرآن و حدیث
 خوان نعمت کیا نصائح کا سہے بزم میں
 گوہر مقصود سے بھر لہجے دامان دل
 ایسا عالم ایسا واعظ ایسا حقگو و دیندار
 ہم کو کھ سے دیکھیں کب کو کب ملیں اسکا بیان
 بلبلان ہیں جس طرح مضمون گلہائے جن
 سب کرین پابندی حکم خدا حکم رسول
 جو خریدار آیا وہ جاتا نہیں خالی کبھی

وصف ہے علمائے دین کا باعث اجر و ثواب
بادستہ دل سے نہ کیوں ہو مدح خوان شعلوی

یہ نظم جلسہ خیر مقدم جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب بہادر بولسپی جنگ بلقان مدراس کے لئے لکھی گئی
تفہہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء اسیوی

مرحبا بن قوم کے یہ کیسے پیارے ڈاکٹر
کیا درختان نام نامی ہے محمد اور حسین
کیون نہ نظارہ تمہارا باعث فرحت ہو آج
کون ہے وہ خدمت فومی کا جو قافل نہیں
بگڑے کاموں کو تمہارے حق سنوار گیا یقین
تم نے وہ کار نمایاں جنگ بلقان میں کئے
اہل جلسہ یوں تمہاری دید کے مشتاق ہیں
ہیں غریقی بحر الفت تم ہمارے قوم کے
کیون نہ پیش اپنا کروں تحفہ مبارکباد کا

آج استنبول سے آئے ہمارے ڈاکٹر
فن طب کے چرخ پر تم ہو ستارے ڈاکٹر
تم نے دیکھے ہیں بہت جنگی نظارے ڈاکٹر
جان و دل سے ہم ہیں سب مہنون ہمارے ڈاکٹر
جیسے تم بگڑے مہینوں کو سنوایے ڈاکٹر
آفرین کرنے لگے ترکوں کے سارے ڈاکٹر
جو طرف انگلی سے کرتے ہیں اشارے ڈاکٹر
قوم ہوگی کس طرح تم سے کنارے ڈاکٹر
قومی عزت کے بنے ہو تم سہارے ڈاکٹر

بادستہ کے لب پہ مصرع آ رہا ہے بار بار
آئے استنبول سے واپس ہمارے ڈاکٹر

یہ نظم یورپ میں اشاعت اسلام کی کامیابی پر لکھی گئی مورثہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۴ء

یورپ کو جا کے پھنچا قومی مشن ہمارا
سچا خدا ہمارا سچے حدیث و قرآن
اسلام کیون نہ لاتے وہ عیلم لارڈ ہڈلے
ہڈلے پر منحصر کیا کوشش اگر ہو پوری
تیغون کے نوک سے ہم جو کام لے رہے تھے

اغیار پر اثر کیا ڈالا سخن ہمارا
سچا ہے وہ رسول آخر زمن ہمارا
خوش آیا ہر عقیدہ اور ہر چین ہمارا
مذہب قبول لینگے کل مرد و زن ہمارا
وہ کام کر رہے ہیں اب علم و فن ہمارا

<p>ناچاقیوں نے دولت ہماری کھوئی اب بھی اگر ہم اپنی غفلت سے باز آئیں کرتے ہیں جب اشاعت توحید حق کی دائم ہم پر کرم کریگا وہ ذوالمنن ہمارا اعزاز پھرو ہی ہو جلوہ فگن ہمارا</p>	
<p>مداح بادشاہ کی کس طرح قوم ہوگی شکوہ میں اس کے واسے ہر دم دہن ہمارا</p>	
<p>یہ نظم بروقت تشریف آوری جناب رچرڈس صاحب بہادر کلکٹر ضلع شمالی آرکٹ انجن خیر خواہ کوئینڈ پور واقع وائسرائے کے مکان میں بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۱۲ء پڑھی گئی</p>	
<p>آیا ہے کیا معزز اب حکمران ہمارا نامی رچرڈ صاحب ذی عز و ذی وجاہت قسمت چمک اٹھی اس ناچیز انجن کی برش سے با وفا ہیں جتنے کہ ہیں سلمان انگلنڈ و ترک میں اسے جنگ پولیسکل مسرور جان ہے اپنی دل شادمان ہمارا ہے قدردان ہمارا اور مہربان ہمارا ہوگا بلند تر اب نام و نشان ہمارا ثابت قدم و غامین ہے جاودان ہمارا مذہب سے کیا تعلق یہ ہے گمان ہمارا</p>	
<p>اب جارج امپریہ یار رہے سلامت اسکا کرم ہمیشہ ہوسا نبان ہمارا</p>	
<p>اس شہنہ میں جناب بانگی صاحبو صاحب بہادر چیرمین وائسرائے میونسپلٹی کی تہنیت انجن مذکور کے طرف سے ادا کی گئی ہے بتاریخ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۲ء</p>	
<p>شکر ہے صد شکر اے پروردگار تو ذکر تا ہم پہ گز فضل و کرم بانگی صاحبو ہمارے ہموطن عہدہ یہ سرکار سے انکو ملا تجربہ میں فہم میں کیتا ہیں وہ نیرے احسانات کا کب ہو شمار کا مرانی کس طرح پاتے تھے ہم ہیں میونسپلٹی کے چیرمین سحق اس کے تھے وہ بالکل بجا عقل میں دانش میں بے ہمتا ہیں وہ</p>	

آج یہ جلسہ مبارک باد کا
جان لین تاشہر کے سپہروسی
قوم کا ایک فرد جب پاوے وقار
بانگی صاحبِ رہن یا رب مدام
حکمت علی بھی وہ ایسی کرین

منعقد اس واسطے ہم نے کیا
قدریوں کرتے ہیں اپنی قوم کی
گو یا سارے قوم کو ہے افتخار
صحت و آرام سے ہر صبح و شام
جس سے سرکار و رعایا خوش رہیں

ختم کراپنا سخن اے بادشاہ
تو ہے جان انجمن اے بادشاہ

اس نظم میں خان بہادر جناب ملنگ حیات بادشاہ صاحب بہادر کا سپاس نامہ انجمن مذکور کے طرف
اد کیا گیا ہے بتاریخ ۷ رجولائی ۱۹۱۵ء

تاجر ذی وقار ہو تم اے حیات بادشاہ
نیک صفات نیک دل نیک مزاج نیک خو
قوم کی خدمتیں ادا تم نے کئے ہیں بحساب
خان بہادری خطاب تم کو ملا بجا ملا
شک نہیں اس میں کچھ ذرا بجز عطا وجود کے
جود و عطا کو دیکھ کر کہتے ہیں خادمان قوم
رنگ سے بوسے جکے ہے تازہ ہر یک دل دماغ
صدق سے تنہیت ادا کرتی ہے آج انجمن

باعث افتخار ہو تم اے حیات بادشاہ
اور نگو شعار ہو تم اے حیات بادشاہ
قوم کے غمگسار ہو تم اے حیات بادشاہ
اسکے ہی ساز و بار ہو تم اے حیات بادشاہ
گو ہر شاہوار ہو تم اے حیات بادشاہ
رحمت کردگار ہو تم اے حیات بادشاہ
وہ گلِ نوبہار ہو تم اے حیات بادشاہ
خلق میں نامدار ہو تم اے حیات بادشاہ

وصف ہو کس طرح رسمِ خادمہ بادشاہ سے
لائق و شاندار ہو تم اے حیات بادشاہ

یہ نظم تنہیت تولدِ فرزند جناب ٹی امین الدین صاحب بہادر ساکن و انبائری کیلئے حسب فرمائش
اراکین انجمن خیر خواہ عام گویند پور واقع و انبائری ۳۲۹ھ میں لکھی گئی

کیا کریں ہم سکارے پروردگار
 قاضی الحاجات تیرا نام ہے
 ہر گل مقصد شگفتہ تجھ سے ہے
 کس طرح سرسبز ہو کشت امید
 تو ہی دیتا ہے ہر بک و دین سرور
 دل ہمارا میری قدرت پر خدا
 ہر وہن موہو اگر شکل زبان
 باوجود اسکے ترے الطاف کا
 انجن کے ایک محسن ذی کرم
 ئی آئین الدین صاحب جگہ نام
 انکے گہرین اندونوں یک نور عین
 لطف حق سے آج برآئی امید
 شاد و بہن حشاش بہن بشارت بہن
 تہنیت خوان ہے کوئی باصدق دل
 انجن نے از برائے تہنیت
 کیوں بزم تہنیت لا بہن بجا
 اس پسر کے عمر اور اقبال میں
 دور رکھ اس سے زہر مصطفیٰ
 یوں ہی رکھ ممدوح کو یارب مدام
 خوبیاں دونوں جہان کی کر عطا
 قطعہ تاریخ لکھ کر ذیل میں

ہم پہن انضال تیرے بشمار
 تجھ سے ہے محروم کب امیدوار
 باغ دل کو کی حطاً تو نے بہار
 گر نہ ہو تیری عنایت آبیار
 لطف پر تیرے خوشی کا انحصار
 جان ہمارا میری صنعت پر نشان
 ہرزبان سے لفظ نکلیں صد ہزار
 شکر یک شہ نہ ہو گا زینہار
 نیکو والا گھر عالی وقار
 جکی ہے شہرت ہر یک شہر و دیار
 ہو گیا پیدا بفضل کردگار
 آرزو نکلی ہے بعد انتظار
 سارے خویش و اقربا و دوستان
 کوئی دیتا ہے دعا بے اختیار
 منعقد جلسہ کیا یہ زیبا ر
 مہبران انجن با صد وقار
 دے ترقی یا خدا میل و نہار
 سارے آفات و بلائے روزگار
 کامیاب و کامران و کامگار
 خدمت قومی بنے اسکا شعار
 نظم کو اپنی کرمین اختصار

سچ کلام
 کا سبب
 ہے

اگر قبول فتد زبے لطف و کرم
باوشہ کے ہے زبان پر بار بار

یہ نظم تہنیت کتختائی پشیل احمد حسین صاحب ولد جناب پشیل حاجی عبدالرحمن ممتاز حرم سون ملکنڈہ کیلئے لکھی گئی

خامہ ہے عاجز تو ماصر ہے مقال
ہم بین فانی ہکو ہے نقص و زوال
ماوح واجب ہو ممکن کیا مجال
اسکا دعویٰ ہی بشر سے ہے محال
عرش اعظم جس کے تہا زیر نعال
و مہم ہر روز و شب ہر ماہ و سال
پلیکنڈہ میں بصد جاہ و جلال
ابن حاجی عبد رحمن خوش خصال
خوبیاں زندہ ہیں انکی بے مثال
ہیں پدر و ہن کے وہ نیکو خصال
اور کیا فرط محبت پر ہے وال
اے خوشا ایام فرحت و اشتمال
کسکے دل پر آج ہے رنج و ملال
ہیں انی نوشاہ کے فرخندہ فال
ہیں معظم سب میں وہ بے قیل و قال
عالمان دین مشائخ با کمال
ذکر حق سے جنگی ہے عظمت بحال
واجب تعظیم ہیں بے احتمال

ہم سے کیا ہو محمد رب ذوالجلال
قائم و باقی مقدس اسکی ذات
کس طرح حادث سے ہو حمد و تدیم
نعت احمد حمد سے کچھ کم نہیں
رتبہ کیا پایا ہے وہ معراج میں
کیون نہ بھیجیں اس پر صلوٰۃ و سلام
منعقد کیا آج ہزم عفتد ہے
یعنی اب نوشہ ہوا احمد حسین
حاجی صاحب گو نہیں زندہ یہاں
عم نوشہ ہیں پشیل عبد رزاق
کیسی یہ نسبت ہے با ہم خو ہتر
اے زہے روز سعید و وقت نیک
ہر طرف ہے ہجبت و فرح و نشاط
نام ہے جن کا محمد آور حسین
اہتمام و انتظام انکا ہے سب
کیسے کیسے لوگ اس محفل میں ہیں
ان میں ہے ہر فرد فرو بے نظیر
رونق شرع پمیر ہیں یہی

انکی عزت گویا عزت دین کی
یا الہی یہ دعا مقبول کر
دولہ دولہن میں دے الفت و
رنج سے آزار سے آفات سے
تیرے ہی ابرکرم کے فیض سے

انکی صحبت خیر و برکت کا مال
عاجز اندہ ہے ہمارا یہ سوال
شادمان رکھہ انکو با اولاد و مال
تو بچائے انکو یا رب بال بال
ہوں تروتازہ یہ دونوں نونہال

یاد شہاب ختم کر اپنا سخن
خوب لکھی نظم تو نے حسب حال

یہ نظم تہنیت کھڈائی جناب علی محمد صاحب سعید ساکن مینبور ضلع جنوبی آرکاٹ کیلئے لکھی گئی

بہار گلزار کو مبارک گلون کو ہورنگ و بومبارک
نیم فرحت کی چل رہی ہے کلی ہر یکہ لکی کھل گئی ہے
خوشی کی ہے آج دہوم برپا ہر یکے لب پر ہے ذکر تیرا
مکان کی رفعت ہی خوشنما ہے فلک کی رفعت سے کام کیا
ترے محبت کی ہی ہر خوشتر بھرا اسے دلوں کا ساغر
خسر ہرین تیر علام احمد مکرم و محترم محبت
بزرگ ناما میں خوب سیر جنہیں محمد تقی میں کہتے
یہ سن صورت یحسین سیر یہ زیب زینت یہ قدر و عورت

علی محمد سعید تجھ کو یہ عقد و لحاظ ہو مبارک
زبان پر سوسن کے ہی یہی ہے حیش ہو چار سو مبارک
تجھے مبارک ہو گل کا سہرا تجھے یہ لبوس نو مبارک
کہ ہو کافی شرفا ہے ہومہر تابان کو ضو مبارک
کوئی یہ رند و نسے جا کے کہدو نہیں کر جام و بومبارک
ہے تیری دلجوئی انکو سعید ہوا انکو یہ جستجو مبارک
شفیق و ہمدرد ہیں وہ سب کہ ہیں تواضع کی خود مبارک
ہمیشہ تجھ کو رہے سلامت یہ تجھ کو ہو مہموم مبارک

عروسِ نوشہ کو روز اور شب رکھ اپنے حفظ و امان میں یا ز
صدایاقتی ہے یاد شہاب تمہاری یہ آرزو مبارک

معروضات رعایا بہ حکام وقت

یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام کے لئے لکھی گئی جو بندہ جتہ اور شیوع پر انالی کی گولہ باری کے دفعے کے لئے

برطانیہ کلاں کو ایک عرضداشت کرنے احاطہ مسجد الاجابی ترکھڑی مدرس میں منعقد ہوتا

محبت کے بہت اقسام ہیں اس دہر کے اندر
ہے یوں دنیاوی الفت روبرو دینی محبت کے
بہم میں خار و گل لیکن بڑا ہے فرق دونوں
محبت دین کی ایسی ہے جس پر ہم کرین قربان
نہ ہو جس شخص کے دین محبت دین کی کچھ بھی
زبانی دین کا دعویٰ نہیں ہے قابل وقعت
پہڑی ہے جنگ ترپوکی میں جو ترک اٹالی کی
نظام اٹلی والوں کے ہمیشہ یوں تو سنتے تھے
ارادہ جدہ و متبوع پر ہے گو لہ باری کا
چڑائی یثرب و بطحا پہ گویا ہونیوالی ہے
اسی کے واسطے یہ منعقد ہے آج کا جلسہ
ہم اپنے دولت برٹش سے یہ امید رکھتے ہیں
رعایا کو ہے اسکی خیر خواہی جس طرح منظور
ہمارا دین سچا ہے ہمارا جوش سچا ہے
ہم ایسے دین کے پیرو ہیں لیکن نعب ہے
مصیبت پائین خون اپنا بہائیں وہ رہ حق میں
خوشی سے شوق سے اے مومنو چند عطا کیے

مگر دینی محبت سب میں ہے اعلیٰ و افضل تر
کہ جیسے سامنے خورشید کے یک ذرہ کمتر
خذف پارہ بہلا کس طرح ہو گا ہم سرگور
متاع جان و دل فرزند و زن اور سارا مال و زرہ
کبھی اسکو نہیں ہے جامہ انسانیت خوشتر
عمل خود کر کے دکھلا دین یہی ہے دین کا جوہر
نہیں واقف بہلا وہ کونسا مومن ہے دین پرور
ہے یک تازہ خبر شگفت اکنوں این گل دیگر
دُلا ب ساتوین فیروری کا دیکھتے پیپر
رہیں خاموش کیوں ہم سے بہلایہ ہو سکے کیونکر
کرین مادیاد خواہی دولت برٹش سے سب ملکر
بینگی کیوں نہ ایسے وقت میں وہ حامی و یاور
رعایا پر ہی یوں رحم و کرم اسکو ہے لازم تر
خدا سچا ہمارا اور سچا اپنا پیغمبر
رہیں اخوان ترپوکی سے یوں انجان سراسر
دریغ ہم کو اوہر تائید مالی سے رہے کیونکر
تہیں مد نظر ہے گرضائے خالق اکبر

دعا ہے بادشاہ کی فتح دے سلطان کو یارب

رہیں پامال و غارت دشمنان دین سراسر

یہ نظم اس جلسہ عام اہل اسلام مدرس میں پڑھی گئی جبکہ میونسپالٹی کی طرف سے شہر کے

قبرستانوں کو سدود کرنے کا حکم نافذ ہوا تھا

آج ہوی منعقد بزم یہ کیا شاندار
کچھ نہیں ذاتی غرض کچھ نہیں شخصی مفاد
شکر ہے تابع ہیں ہم ایسی گورنمنٹ کے
مذہب و ملت کا ہے جسکو زیادہ لحاظ
سارے مذاہب کا حق کی نظر میں ہے ایک
سچ تو یہ ہے دہرین ہم ہیں بڑے خوش نصیب
ایسے نکو ذات کے کیون ہوں ممنون ہم
بہر زمین قبور اور پئے مردگان
اس سے پریشان اب فرقہ اسلام ہے
مذہبی احکام میں اس سے بڑا ہرج ہے
ہوتی اگر آگہی پہلے ہی سرکار کو
ستفقا نہ یہی عرض ہماری ہے آج
مالک و حاکم ہیں آپ آپ کے محکوم ہم
لیک گزارش ہے یہ کیسے بھی احکام ہوں
سچ ہے بغیر از طلب کچھ نہ کی کو ملا
طفل پہ ہر چند ہے مان کی محبت فزون
بیکلی غنچو نکی ہے وجہ ورود صبا
کیجئے سدود اب آپ ان ابواب کو
آپکے اقبال کا کسو نہیں اعتراف
نظم میں کیا کیجئے شرح ان ابواب کی

جمع ہیں سب اہل دین صاحب عز و وقار
مذہبی تائید ہے دین کے ہیں غمگسار
مذہبی آزادیان جس سے ملین بے شمار
جسکو کسی دین میں دخل نہیں زینہار
عدل ہے جسکا عیان صورت شمس النہار
امن سے آرام سے سب ہیں صفار و کبار
ایسی حکومت پہ ہم کیوں نکرین افتخار
چند قواعد ہوئے اندون جو آشکار
طبع کو ہر فرد کے سخت ہے یہ ناگوار
فتوۂ علماء کو تم دیکھئے تفصیل وار
ایسے قواعد کو وہ لاقی نہ بروئے کار
خدمت سرکار میں باادب و انکسار
آپ جو چاہیں کریں آپ کو ہے اختیار
صد مہ نہ مذہب کو ہو خوش رہے ہر ویندار
پائینگے مقصود کیا اگر نہ ہوں ہم خواستگار
روئے نہ جب تک کہ وہ شیر نہ دے زینہار
تڑپے نہ گر غدلیب آئیگی کیونکر بہار
خواہش دل ہے ہی ہے ہی مقصود کار
کون نہیں آپ کا دل سے اطاعت شعار
کہہ چکے اصحاب سب ایک سے یک نامدار

مقصد جلسه حصول کیون نه هو ای پادشاه
رکھتی ہے وسعت بہت رحمت بروردگار

کلام فارسی

غزلیات

این غزل بجا اب غزل شیخ غلام قادر صاحب گرائی شاعر خاص علی حضرت نظام دکن نوشته بود

جوش موسم گل است زورشاد ماینہا است
عطر بنیز شد دماغ دل شدہ است باغ
قاتل است بے خطا نجر است بیگناہ
چون نظر کند ترا خضہ ہم و ہر صدا
بین بھد عارضم بازیہائے طفل شک
ابر را زگریہ ام تاب ہمسری کجا
عرض مدعاے وصل پیش تو کنم چنان
غیر وصف زلف و خال نیت در دلم خیال
مین جذبہ دل است بردرت رسیدہ ام
خوگر غم و الم شد چنین طبیعتم

مژدہ بہر بلبلان وقت نغمہ خوانیہا است
اے دیان یار من اینچہ گل فشانیہا است
باعث خجالم حیف سخت جانیہا است
مردم بعشق تو بہ ز زندگانیہا است
پیر از عمت شدم عشق در جوانیہا است
برق را ز آہ من شوق ہمغانیہا است
بر لبم حجاب را کار پاس باہیہا است
اینچہ موش گانیہا است ایچہ نکتہ دانیہا است
فرش راہ گشتہ ام فیض تا تو انتہا است
آنچہ می کنی ستم عین مہرانیہا است

دیدنی است پادشاه آب گوہر سخن

بجز طبع موجزن خامہ در روانیہا است

در سرم اکنون ہوائے دیگر است
بارہ شد گر جامہ جسم چہ باک
تو مرا معذور دارے چارہ ساز

چشم شتاق لقائے دیگر است
عشق بازان را قبائے دیگر است
دروین وقف دولے دیگر است

	<p>نیست کارے از ضبائے ہر ماہ دلربا یان چہ بکر نیند مطربا اورا چہ ساز و سوز و ساز خوش چہان آید گل و گلشن مرا من نمی خواہم صلہ از خاص و عام</p>	<p>آنکمی جویم ضیائے دیگر است در خیالم دلربائے دیگر است آنکہ شیدائے نوائے دیگر است عند لب دل فدائے دیگر است بہر اشعارم عطائے دیگر است</p>
	<p>دیگر است اے باد شمع رنگ سخن طبع را جوش و لائے دیگر است</p>	
	<p>این غزل حسب فرمائش جناب یوسف حاجی اللہ رکہا سیٹھ مدرسی نوشتہ بود</p>	
	<p>مصرع طرح "بقامت خون عالم سختی پوشیدہ پوشیدہ"</p>	
	<p>تم از تیغ جانان گر چہ شد غلطیدہ غلطیدہ بیائی تو بدست و پا خنامالیدہ مالیدہ نوازش بر رقیبم کی طلبیدہ طلبیدہ ہمہ موزون طبائع غرق بحر حیرت اند اکنون خمیدہ سوائے گوش تو نہ بے وجہ است این گیسو بذکر رخ دم تحریر زنگین گشت قرطاسم ہوائے دیدمی دارم رسائی از کجا یا ہم طفیل تست ای عشق سم کش و جفا پیشہ</p>	<p>ستاید ہر دہان زخم من خندیدہ خندیدہ ز حسرت چشم عشاق است خون باریدہ باریدہ ز بے انصاف او دلشاد من رنجیدہ رنجیدہ چہ کینا مصرع قد تو شد سنجیدہ سنجیدہ کند افشائے راز دل ز تو پوشیدہ پوشیدہ بوصف زلف بہر مضمون شدہ پیچیدہ پیچیدہ صبا ہم می رود و گلشت تر سیدہ تر سیدہ دلم نالیدہ نالیدہ سرم شوریدہ شوریدہ</p>
	<p>ندیم باد شمع نظارۃ صبح وصالش را چہ دامن بخت من تلکے بود خواہیدہ خواہیدہ</p>	
	<p>ز لہجہائے تو پریشان روزگارم کردہ اند مونس و یاور کسے را گر نمی دارم چہ غم</p>	<p>آہو ان چشم تو اکنون شکارم کردہ اند بخت و آرم نام غمت را غمگسارم کردہ اند</p>

<p>نازہ و ترچون نہ گرد گلشن دلغ جگر غوطہ زن دیدند چون در وصف آن دریاچن عالم ناکامیم راحیف دیدم کامیاب</p>	<p>ہر مژہ گوید رگ ابر بہارم کردہ اند اہل معنی گوہر تبسم نثارم کردہ اند یاس راجوش الم امیدوارم کردہ اند</p>
<p>کشتہ عشق تو ہستم این گل دیگر شکفت کلفشٹاںہا خلائی بر مرارم کردہ اند</p>	
<p>تضمین سعدی شیرازی</p>	
<p>این چہ خطای عا کر جرمن چون صدف سیرت قناعت را کبر و نخوت زوال می خواہد ہمہ کشور چنان شود مفتوح تا بہ کئے قصد مردم آزاری</p>	<p>کشور خویش مستقر گیر بد نزد خود بے بہا گھر گیرید حتی الامکان از وحذر گیرید اندکے اندکے ظفر گیرید پند سعدی بگوشش در گیرید</p>
<p>کار دنیا کسے تمام نہ کرد ہر چہ گیرید مختصر گیرید</p>	
<p>قطعہ تہنیت و خیر مقدم عالیجناب سیاد تلو جعفر بے افندی ٹرکش کانسل جنرل مقیم بمبئی بکان آئر نیل خان بہادر محمد عبدالقدوس بادشاہ نظام الدین دریں ضیائے</p>	
<p>ای سفیر دولت عثمانیہ خوش آمدی ای سیاد تلو افندی نام جعفر بے خوش است بلکہ مدراس می نازد بہ خوش بختی خویش گل ہر یک خندان و ہر غنچہ تبسم ریز شد منتظر بودند چون نرگس ہمہ مدرسیان نیست خالی ہیچ دل از جوش خیر مقدمت</p>	<p>اے معزز نائب سلطان ما خوش آمدی مر جا خوش آمدی صید مر جا خوش آمدی بارک اللہ نو بوقت خوش نما خوش آمدی ای بہار گلشن اسلامیہ خوش آمدی ذی کرم ذی مرتبت ای ذی عطا خوش آمدی ہر دہن در وصف تو گردید و خوش آمدی</p>

گویا آمد از برائے تشنگان آبجیات
مشتربجزائے الفت بود در دلہائے ما
اللہ اللہ این چه اوصاف است از ذات عیان
آن تعلقہا کہ داریم از خلافت بارگاہ

بہر گمراہان چو خضر رہنما خوش آمدی
جمیعت تو اندران وادی خوشا خوش آمدی
خوش مزاج و خوش ادا و خوش بقا خوش آمدی
کردی مستحکم بصدشان علا خوش آمدی

جسم و جان می بالدا ز فرط سرت بادشاہ
می ز ندبے ساخته ہر سوسد اخوش آمدی

نظم برائے سالانہ جلسہ مدرسہ عثمانیہ واقع تر ملکہ ٹری مدراس منعقدہ ۱۳ جون ۱۹۱۵ء عروزی کیشنبہ

مدرسہ واہ واہ نیک ترست
جمع ہستند جملہ خوبیہا
میر عثمان علی نظام دکن
کیست از بذل وجود او محروم
لیک از بہر التفات او
مدرسہ شد بنام او ایجاد
دولتش باد قایم و دائم
جلسہ مدرسہ کنون دیدیم
بنگراے بادشاہ مقصودم

طرز تعلیم خوب با اثر است
قبح و زشتی مگر از بدر است
آنکہ چون آفتاب شہر است
از فیوضش کد ام بے خیر است
مدرسہ صبح و شام منتظر است
بلکہ ناش ہمیشہ تاج سر است
تازمین فرش و آسمان چہر است
بدل ما سرور لا حصر است
ہم برین سفر عمدہ منحصر است

این مراتب کہ دیدہ جزو لیست
کمار کلی ہنوز در قدر است

تاریخات مساجد

قلمیہ تاریخ برائے مسجدی پڑھو محلہ گونڈاپور واقع والہاڑی حب فرمائیں جناب مدیکار محمد غوث صاحب نوشتہ بود

نہ خوشنما گشت تعمیر مسجد
انگوید ہر اہل نظر اللہ اللہ

عبادت گم نیک تر اللہ اللہ	چنین گفت تاریخ اتمام ماتف
قطعہ تاریخ برائے مسجد پکنڈہ واقع ضلع انت پور حسب فرمائش اہل پکنڈہ نوشتہ بود	
بے مثل حسن و صفا از فضل و طف و اورست دل گفت از روئے ادب - این مسجد کو تیرست	گشت عبادت خانہ تعمیر عمر مومنان چون جستجوئے سال او فکر رسائے من نمود
قطعہ تاریخ برائے مسجد محلہ قلعہ واقع و انباری حسب فرمائش جناب حاجی عبدالصمد صاحب نوشتہ بود	
بفضل حق گرفتہ حسن اتمام معظم سجدہ گاہ اہل اسلام	خوشا تعمیر این فرخندہ مسجد سن از روئے ادب ماتف بگفتا
قطعہ تاریخ برائے مسجد تعمیر کردہ وزیر فوج نظام دکن حسب فرمائش مشائخ صاحب ساکن حیدرآباد دکن نوشتہ بود	
لصدا اخلاص چون تعمیر کردہ مسجد نیکو عبادت گاہ معبود حقیقی است سال او	گرامی قدر ذی بہت وزیر فوج آصفیہ نمودم فکر از ماتف ندا ای بادشہ آمد
ایضا	
چہ خوش اسلوب مرغوب است مسجد بجہ اللہ زیبہ خوب است مسجد	وزیر فوج سرکار است بانی بگو ای بادشہ تاریخ اتمام
قطعہ تاریخ برائے مسجد رائی درگ واقع ضلع بہاری حسب فرمائش جناب اتیکڈے چنداسیا صاحب ساکن و انباری نوشتہ بود	
تعمیر گشت مسجد فرخندہ با صفا آمدند از غیب کہ - این خانہ خیرا	از بہر مومنین بہ افضال کردگار چون خواستم ز طبع سن اختتام او
قطعہ تاریخ برائے مسجد پکنور واقع ضلع چور حسب فرمائش اہل پکنور نوشتہ بود	
بفضل خدائے جهان آفرین بگو - خوشنما مسجد المومنین	بہ پکنور تعمیر سجد شدہ بہر سہ کسے گر سال بسا

تاریخات متفرق تعمیرات

قطعہ تاریخ خریدی مکان انجن خیر خواہ عام گوئند پور واقع و انبائی	
ہست بحال ماعیان فضل خدائے انس جان گشت چہ قلب مومنان خرم و شاد بیکران حق بدہ بہ ہر زمان صحت و راحت و امان	ای زہے نیک ساعتے ای زہے جوش حیتے انجن از برائے خویش کرد خرید خانہ می کند انجن دعا بہر معاونین مدام
بود بفکر سال چون طبع رسائے بادشاہ ہاتف غیب ناگہان گفت - چہ خوبتر مکان	
قطعہ تاریخ تعمیر مکان جناب سید تراب بن صاحب کنڑ اکثر ساکن ارکوم ضلع شمالی آرکاٹ	
ہست نمایان از حسن و لطافت یہ خوب پیر فلک ناگہان گفت - عمارت چہ خوب	ساخت کنون خانہ خویش تراب حسین بود بفکر سنش طبع من ای بادشاہ
قطعہ تاریخ انصرام تعمیر بدالذین منزل عمارت مدرسہ اسلامیہ واقع و انبائی	
ہزاران شکر ب ذوالجلال است زہے چشمہ علم و کمال است	یہ زیبا مدرسہ تعمیر گشتہ بگو اے بادشہ تاریخ اتمام
ایضا	
بصدر فعت چہ خوش اسلوب تعمیر نذا آدز ہاتف - خوب تعمیر	ز بہر مدرسہ اسلامیہ شد تلاش سال او چون بادشہ کرد
قطعہ تاریخ چاہ باغ اکبری واقع بگین پل تعمیر کردہ جناب خان بہادر خواجہ محمد اکبر حسین صاحب بہادر دیوان ریاست بگین پل	
خوشنما چاہے کنون دیدم بہ باغ اکبری کرد کار شیر مادر بہر اطفال شجر چون بابد نوع انسان فیض از وئے بالذوم	آفرین براہتمام تست ای محبوب علی باعث سرسبزی باغ است ہر شام و سحر تر زبان در وصف او ہستند جملہ خاص علم

یادگار عمدہ تر ناشر باشد پائدار	ہست این چشمہ بے دیوان صاحب نامدار
از فلک چون باد شہ پر سبد نیکو فال چاہ باغ اکبری کنید - گفتہ سال او	
تاریخات شادی	
قطعہ تاریخ کتخانی مہیدار عبدالقادر صاحب متوطن ترپا تورا با دختر ساہوکار الحاج محمد باو شاہ صاحب مرحوم	
ہست مثل مہر روشن نام آں صاحب نوال موج زن دیدم کنون دریائے فضل و الجلال ہر کسے رحمت سرا چون غنایب خوش مقال باز بان حال می گوید منم فرخندہ حال با کمال فخر اینجا خود ہی نازد کمال ہم نمی دارد نظیرے ہم نمی دارد مثال	شد نکاح مستفقم با دخت حاجی بادشاہ چون نباشد از سپاس و نیکو ہر کس تر زبان شاد و خندان ہر کسے مثل گل گلزار ہست ہر در و دیوار از جوش مسرت و مبدم اے خوشا محفل ہمہ اہل کمالات اند جمع اے زیبہ بزمیکہ در ہر زیب و زینت کرو فر
ہاتف غیبی ز روئے انسا طای بادشاہ نیک تر عقد نکاح عبدالقادر - گفت سال	
قطعہ تاریخ کتخانی حاجی محمد عبید اللہ صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب متوطن بدرا	
بعالم جلوہ گرا از فضل خلاق جز و کل شد صریر خامہ ہمزنگ نوا سنجی ببل شد دل ببل شگفتہ تر بگلشن صورت گل شد چو زلف گلر خان آراستہ ہر بار سنبل شد طرب شد صورت مل لالہ مثل ساغر مل شد چہ زیبا تر و رینجا مجمع اہل تفضل شد ہر یکدم از زبان خلق جاری بے تامل شد	بہار شادی فرزند قادر محی دین صاحب ز وصفش خامہ شلخ گل شدہ قرطاس برگ گل بدار و طبع رنگین مثل ببل ہر گل رعنا شدہ محو تا شا چشم نرگس غنچہ مقبسم نہ چون آید نظر سرو سہی مستانہ ستانہ فلک از دیدہ انجم بذوق و شوق می نگرد کہے لفظ مبارکبا و گاہے آفرین حسین

<p>بلطف حق تعالیٰ احمد را عبادش را بلو حاجی عبید اللہ نوشہ با قبل شد</p>	<p>نشاط و بخت و عشق و دست نشاد و انہا چو خواہی یاد شہ تارخ این حسن طرب افزا</p>
<p>البیضا</p>	
<p>بصد شوکت بہ حشمت بفضل حق شدہ نوشاہ سجد اللہ مبارک ہست شاوی عبید اللہ</p>	<p>سعادتمند خلف الصدق ساہوکار من امروز ز طبع یاد شہ این مصرع تارخ برآمد</p>
<p>قطعہ تارخ کتخانی حکیم محمد عبدالباسط صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب متوطن مدراس</p>	
<p>آید آواز مبارکباد از صد با قلوب زدند عقد نکاح عبد باسط شد چہ خوب</p>	<p>اے زہ آوان فرحت ہم خوشا جتن طرب در تلاش سال بودم ناگہان سیر فلک</p>
<p>قطعہ تارخ کتخانی حاجی محمد عبید الرحمن صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر علی الدین صاحب متوطن مدراس</p>	
<p>جوش طرب پدید ہست پیش نگاہ امروز نوشہ شدہ عبید الرحمن واہ امروز</p>	<p>صد شکر عقد یزدان زین جتن عقد نیکو اے یاد شہ ز طبعم سالش چنین برآمد</p>
<p>قطعہ تارخ کتخانی سید عبدالعزیز صاحب با دختر جناب ساہوکار عبدالرزاق میاں صاحب ساکن کڑ پیر</p>	
<p>امروز شد بفضل سبحان و لطف خلاق پر نور زین نظارہ ہم دید ہائے مشتاق کلکم چو شاخ گل شد گلبرگ گشت اوراق جلوہ فرا نگارے گویا میان عشاق ساعت بہین قرآن السعدین راست مصداق کردیک جہان مسخر از بذل وجود و اخلاق زندہ ہست نام نیکو صبح و مسادر آفاق ذی فہم ذی فرہست یکتا بلطف و شفاق نازم کہ نیست در محراب عیب غلو و اغراق</p>	<p>صد شکر عقد سید عبدالعزیز نامی سرور و شاد دلہا محو دعا ز بانہا ز گیتی نشاط این بزم چون نوشتم نوشاہ در ہجوم مردم چنان نشہ است ہستند غروس و نوشہ چون مشتری وز ہرہ آن کیمت خسر نوشہ ذی عز و جاہ تاجر اونیت گرچہ زندہ اما بہ نیک اوصاف الحال جانشینش قادر حق دین است سادہ و بے تکلف ہر چند ہست نظم</p>

دائم عروس و نوشہ باشند شاد و آباد	محفوظ از حوادث دار و خدا در آفاق
تفئیش سال شادی ای بادشہ چہ کردم گفتا دلم چہ فرخ و اما دعبد رزاق	
قطعہ تاریخ خباب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ستون مدراس بادشاہ آراکٹ شمس الدین صاحب ساکن ویلور	
نشاط این جنس بارک اللہ زبوائے گلہائے فرح و بہجت خوشا جلو سے زہے بہارے بعلم و فہم است نیک نوشہ	بہر دے جلوہ ریز خوب است مشام ما عطر بیز خوب است بہین کہ نظارہ چیز خوب است کمال اخلاق نیر خوب است
ز روائے ہائف سنش برآمد نکاح عبدالعزیز خوب است	
قطعہ تاریخ تہنیت کھڈائی ولیعہد دکن عالیجناب میر عثمان علی خان بہادر فرزند حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ مطبوعہ اخبار مخبر دکن مدراس ۲۵ اپریل ۱۲۹۵ء	
محمد اللہ فرزند شاہ دکن دل عالی گشت خرسند و شاد گہے بر دل ما طرب شد نثار نخل از دل چشم مایان کنون چون این عقد را بے تکلف بدید خوشا اتباع رسول کریم نہ پسرے چنین دید چشم فلک پدر کوئے عظمت بہ شایان ربود پدر آفتاب سپہر کرم	چو نو شاہ باشوکت و شان شدہ خلایق برین مرثوہ نازان شدہ فدائے طرب گہ دل و جان شدہ گلستان شدہ رگستان شدہ تکلف ازین جشن حیران شدہ زہے شان سنت نمایان شدہ نہ پدرے بے گیتی ہمسایان شدہ پسر فخر امثال و اقران شدہ پسر ہم مہ اوج احسان شدہ

سکوت توای بادشاه خوبنیت	چونامت به تاریخ گویان شده
سن عیسوی از لب ابتهج بگو - عقد عثمان علی خان شده	
قطعه تاریخ کتختانی صبیّه برادر مولوی احمد حسین صاحب یم بے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن	
خداوند ملکه در مکان برادر موصوف روبرو حضور نظام دکن خوانده بود	
چون بجالم جلوه آرا گشت این فرخنده عقد مصرع سال سیجی گفت طبع بادشاه	با هزاران کرد و فر با جا به با صد زیب و زین داده شد شادی دخت مولوی احمد حسین
قطعه تاریخ کتختانی صبیّه جناب محمد اسحاق سیّد برادر جناب محمد اسماعیل سیّد معتمد متوطن مدراس	
هنگام نشاط و شادمانی اکنون رنگ گل تر شک رخ خوبان هست ذی علم و هنر محب من اسماعیل مغموم تخلصش چه زبید که دلش فکرش غامض و هست او عالی عقد بنت برادرش جلوه کنان این جشن بهر تکلف و آرایش شادان همه دلهما و زبانهها تداح این عقد و این طرب مبارک باشد	چون موسم گل به باغ آفاق آمد ببل همه تن نظیر عشاق آمد ممتاز زمان بحسن اخلاق آمد معمور ز غفاری و شفای آمد طبعش سخن عجیب مشاق آمد امروز بفضل لطف خلاق آمد خوب آمد و خوش آمد و هم طاق آمد پر نور هر یک دیده مشاق آمد هر بار بهین صد از آفاق آمد
ای خانه بادشاه سالت نویس زیبا چه نکاح دخت اسحاق آمد	
قطعه تاریخ کتختانی خیر الدین حسین صاحب فرزند جناب حکیم محی الدین صاحب کن پیرم سیّد ضلع شمالی آرکات	
ای محب من حسین محی دین	کرده اکنون نکاح نور عین

مخفے دیدم چه با صد زیب وزین دائما از فضل رب المشرقین	شد بپا جوش مسرت سو بسو شادمان باشند نو شاه و عروس
از پئے تاریخ طبع بادشاہ گفت - احسن عقد خیر الدین حسین	
قطعه تاریخ کتختائی جناب یونس سیٹھ فرزند جناب حاجی اسماعیل سیٹھ مالک انگلش ویرموز ستون بنگلو حریٹ مالش جناب لیٹننٹ ایس ایم اے بہادر نوشہ شد	
ای مروت مآب یونس سیٹھ دل ہر شخ و شاب بونس سیٹھ چه خوش آب و تاب بونس سیٹھ فضل حق ہر کام بونس سیٹھ تاجر لا جواب یونس سیٹھ تا بہ یوم الحساب یونس سیٹھ	منسلک چون بسک عقد شدی ہست معمور از نشاط و سرور جشن عقد تومی و ہر اکنون ہمخان است شاد مانیہا والدست سیٹھ اسماعیل عمر و اقبال و جاہ افزون باد
مصرع سال بادشاہ بگفت شدیہ نوشہ جناب یونس سیٹھ	
قطعه تاریخ کتختائی سید امیر علی صاحب فرزند جناب حکیم میر عارف علی صاحب ستون و یلو ر	
رولق افروز بر سند نوشہ ہیست گفت شادی دلبند عارف علی سیٹھ	زہے امروز ابن کرم گترم بہر تاریخ اکنون دل بادشاہ
قطعه تاریخ کتختائی صبیحہ جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپانگر می ستون مدرکس	
ای برادر ڈاکٹر نیکو شیم عبدالعزیز ہست ذات تو بعالم مغتنم عبدالعزیز یافت کھر حسن بے میش و کم عبدالعزیز	بارک شد منعقد کردی نہیہ بزم نکاح مصدر اخلاق ہستی مظہر اوصاف بنک زین طربہا تے فراوان زمین نشاط بیکرا

مصرعہ سال سیحی گفت طبع بادشاہ

شد کناخ و دختر والا تیم عبدالعزیز

قطعہ تاریخ گجراتی عبید اللہ صاحب فرزند جناب بے بی عبدالرحمن صاحب شاد و سولن و انبازی

نوی کمال و خلیق خوش منوال
شادمان گشت و خوب مالا مال
می کند شکر ایزد معال
نوجوان نیک طبع بنک خصال
مایہ عمر و دولت و اقبال
قطعہ سال تا کنم ارسال

عبدالرحمن شاد مشفق من
کرد چون عقد نور چشم خود
ہر کسے جو عشرت و فرحت
در جهان نام او عبید اللہ
بہر زوجین حق بیفزاید
بادشہ حق الفت است ہمین

از لب انبساط ہا قف غیب
شادی خلف شاد گفنا سال

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی محمد ابراہیم صاحب ساکن و انبازی موسوم بہ محمد اسمعیل مد عمرہ

آمد از فضل لطف رب جلیل
بر سر شاخ ہست چون اکیل
لطف نظارہ می کند تحصیل
ہست بر جوش انبساط دلیل
نیک دل نیک خو فہیم و عقیل
پسرمہ لقاسین و جیل
گشت خرسند و شادمان بے فیل
بہزاران طرب بعد تجیل

حبذا در چین نسیم بہار
شاہد گل حسن و زیبائی
ای زہے چشم زرگس شہلا
نغمہ عند لب در ہر سو
منفق من جناب ابراہیم
شدن ولد کنون بخاندان او
ہر کسے اراقارب و احباب
ہر کسے می دہد مبارکباد

	<p>ز در قم کلک بادشہ سالش</p> <p>طفل فرخنده آید اسامعیل</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولوی سید شاہ محمد زمان صاحب مہر مدرس مدرسہ جامع العلوم و انبیاری</p>	<p>جناب مولوی سید زمان شاہ</p> <p>عطا فرمودی اور انیک پسرے</p> <p>وزد ہر دم نسیم شادمانی</p>	<p>کہ در علمائے دین فرد و حید ہست</p> <p>ہزاران شکر لے رب مجید ہست</p> <p>ز سبب گفتہ گلزار ابد ہست</p>
	<p>ز روئے آرزو سال ولادت</p> <p>بگوائی بادشہ خلف سید ہست</p>	
<p>قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولانا عبد الجان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صفا سفیر روم متوطن مدرس</p>		
<p>عبد الجان خوشامحب من</p> <p>گل رعنا بگلشن اخلاق</p> <p>شد تولد بجانہ اش پسر</p> <p>لمعہ ہائے سعادت و اقبال</p> <p>از پتے طول عمر و صحت او</p>	<p>ذی کرم فوی وقار و فوی شانت</p> <p>دُرِ یکتا بہ بحر احسانت</p> <p>یک جہان زین نوید شادانت</p> <p>مثل مہ از رخس و رخسانت</p> <p>ہر کسے یارب از تو خواہانت</p>	
<p>بگوائے بادشاہ مصر سال</p> <p>رحبت جان عبد الجان ہست</p>		
<p>قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولانا عبد الجان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صفا سفیر روم متوطن مدرس</p>		
<p>ز بے ساعت خجہ آدان فرحت</p> <p>نسیم حرمی ہر سوروان است</p> <p>بجن کامیا بہیا بن ازند</p> <p>سرت ہم بالذ از مسرت</p>	<p>خوشا افضال و لطف رب یزدان</p> <p>بگلزار دل احباب ہر آن</p> <p>تہنا آرزو مقصود ارمان</p> <p>طرب گوید کہ ہستم زیر فرمان</p>	

جناب عبدالسبحان ذی لیاقت
یگانہ ساخت خالق ذات اورا
شدہ درخانہ اش خستہ تولد
جبین اوز انوار سعادت
اکہی عمر و اقبالش فزون کن
بر ریائے سخن غواص فکرم

کہ لقبش بہت مولانا نمایان
بعلم و حلم و اخلاق فراوان
چہ دختر و دختر فرخندہ عنوان
درخشان صورت ماہ درخشان
طفیل مصطفی سالار اکوان
بر آورده در تارنخ زنیان

ہنگوے بادشاہ از روئے اخلاص

ہمایون باد دخت عبدالسبحان

قطعہ تاریخ تولد برخوردار محمد عبدالوحید مد عمرہ نور چشم برخوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب لہ اللہ الواہب

شد چہ تولد عبد وحید
سال ولادت ہاتف غیب

نیکو طالع نیک آثار
گفت - ہمایون ہ برخوردار

قطعہ تاریخ تولد برخوردار قاسم حسین مد عمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم - یے - لی - یل -
معتد پیشی حضور نظام و کن نخل اللہ ملکہ

نازم بفضل لطف خلاق ہر دو عالم
این مژدہ طرب چون باد صبار روان شد
عمرت و راز بادای فرزند نیک طالع

درخانہ برادر فرزند گشت پیدا
ہا فرط شادمانی بشگفت باغ دلہا
ہننام جدا مجد داری چہ نام زیبا

از بہر سال ہجری ای بادشاہ طبعم
امروز شد تولد قاسم حسین - گفتا

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب فی امین الدین صاحب ساکن و امنبڑی

جانشین مخلصم شکر خدا پیدا شدہ
ہاتقم ای بادشاہ سالش ز روئے انبساط

مجلس این تہنیت ہم خانہ اش باو گفت
قرۃ العین امین الدین مبارکباد گفت

قطعہ تاریخ تولد برخوردار عثمان حسین مد عمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم - یے - بی - یل -
سی لیس - سی معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

فرزند شد تولد اکنون بساعت نیک	لاریب ای برادرین نورعین نیک است
چون بستجو نمودم بہر سن ولادت	ناگاہ گفت ہاتف عتیان حسین نیک است

قطعہ تاریخ تقریب بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبدالوحید مد عمرہ نوچشم برخوردار خطیب محمد عبدالرشد صاحب ملکہ

خوشا ساعت لب عبدالوحیدم	ز بسم اللہ کردہ درفشانی
سنش از روئے بسم اللہ برآمد	چہ زیبا بہت بسم اللہ خوانی

تاریخات وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی شاہ عبدالقادر علی صاحب صوفی نور اللہ مرقدہ متوطن بنگلور

خالف مولوی عبدالحی صوفی و عارف عالم دین	راہنمائے راہ ہدای حامی شرع مصطفوی
بود چو ذاتش مستثنی در بہہ اہل علم و کمال	ہست کہ امین شہروران نیست فیض و جہاں
حیف شدہ چون واصل حق شوقیامت شد بر پا	مضطرب و نالان شد ہر دم خاطر ہر یک پیرو صبی

پاسے دنیا بشکستہ گفتم سال رحلت او	راہی عقبی شد ہے ہے مولوی عبدالقادر علی
-----------------------------------	--

ایضاً

ازین زمانہ جو آن فاضل زمانہ برت	شد ندیر و جوان مضطرب بہ رنج و ملال
ای بادشاہ جو بودہ تخلصش صوفی	وفات صوفی والا تبار - گفتم سال

قطعہ تاریخ وفات حاجی محمد عبدالرزاق صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب ساکن مدینہ

از غم فرزند ساہوکار من	زار و مضطرب شد دل پیرو جوان
از لب افسوس ہاتف سال گفت	کرد رحلت عبدالرزاق از جہان

قطعہ تاریخ وفات جناب سید شاہ حسین پیران صاحب نور اللہ مرقدہ پیر و مرشد جناب ابوالعرفان

	شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی متخلص بے کیم خبائش صفا مصوف نوشتہ شد	
سال تاریخ بادشاہ گھنا	فوت آن حق شناس پیر ہدا	خلق را مبتلائے حسرت کرد شاہ یسین بائے رحلت کرد
	ایضاً	
تاریخ ہمین گفت فلک از دل من	در دیدہ عالم است عالم تاریک	پنہان چو شد آن مہر سماءے عرفان ہے ہے شدہ انتقال یسین پیران
	راہی ملک بقاء شد چون محی الدین فقہ	قطعہ تاریخ وفات حضرت مولانا مولوی محی الدین صاحب فقیہ ویلوری نور اللہ مرقدہ
کن تامل اندرین مصرع بین سال وفات	ہر دل مومن شدہ در حسرت و غم مبتلا	بے سرو پا گشتہ اند زہر و ریاضیت ارتقا
	از ستمہائے تو این دور زمان	قطعہ تاریخ وفات جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب غفر اللہ لہ متوطن مدراس
سوئے عقبی رفت زین دار فنا از ہجوم درد و غم در ہر دے بود یک عالم ز فیضش بہرہ مند چون نہ گویم قوم مارا ب نصیب بادشاہ صد آرزویت خاک شد	ساعتے ای چرخ دون خالی نماند حیف قادر تھی دین نامی نماند مایہ صبر و سکون باقی نماند وی ہم فیاض لاثانی نماند وادر یغا اینچنین حامی نماند آنچہ در عالم تو میخواستی نماند	
	دور کن پائے طرب بشنوشش آن قدح بشکست و آن ساقی نماند	
	قطعہ تاریخ وفات حضرت داؤد علی شاہ قدس سرہ حسب فرمائش یکے از شاہین ساکن حیدرآباد دکن	
گم شد از قلم ہستی در بے مثل عدیل	اہل صوفی مجذوب حقائق آگاہ	جانب ملک بقا حیف از نیجا رفته بے بہا لعل ازین معدن دنیا رفته

شد چنان معتقدان را غلش خوارالم	صورت کج کل صبر زو لها رفته
بادشاه گفت همین مصرع تاریخ وفات هائے داود علی شاه بعقبی رفته	
ایضا	
عارف حق داود علی هاتف گفتا تاریخش	شد بجناب حق وصل رفت ولی پروشن دل
قطعه تاریخ وفات عثمان پاشا غازی سپه لارافواج سلطان روم مطبوعه اخبار کرزن گزٹ دہلی مورخہ یکم جون ۱۹۰۷ء	
جان نثار حضرت سلطان روم در گلستان ہم بے مثل گل ستقل در راه دین مصطفی سرنگون دشمن بپیش پھو تیغ آنکہ در جنگ پلونا پے بہ پے روسیان را ہیش تا این زمان بر وجودش کرد استقبال ناز و اور یغازین جهان مثل نسیم کیست کہ در نقش مضطر نہ شد شد نصیب دوستان زین سانچہ یا الہ العالمین بر روح او	غازی والا شمس عالی گہر در نستان شجاعت شیر نر ستغل در طاعت رب مبتدر دوست در غمخوارش سینہ سپر کرد فوج روس را زبرد زبر ہست در دل مثل نقش کالجہ فخر ازوے دشت ہر ترکی بشر جانب ملک بقا کردہ سفر کیست کونا لان نشد با چشم تر درد و یاس و حسرت و سوز جگر رحمت تو باد ہر شام و سحر
عیسوی سالش بگفتا بادشاہ رحلت عثمان پاشا ۱۹۰۷ء	

قطعہ تاریخ وفات دختر جناب احمد عبدالرحیم سیٹھ متوطن مدراس حسب فرمایش جناب صاحب سلاطین

و اور نیا دختر احمد بن عبد الرحیم
آنکہ ہر دم افر با اور عزیزان بدشت
حسن خلق او ہر یک دم صورت با دسحر
از جبینش بود انوار سعادت جلوہ گر
بست و ششم از ربع الثانی چون آمد پدید
ناگہان آن نیک سیرت جان بحق تسلیم کرد
ہر کسے می سفت و تر مار فرہ دُرہائے اشک
شوہر او آنکہ موسوم است ابراہیم سیٹھ
ہیچ کس را نیست جز صبر و تحمل چارہ
یا الہی رحمت تو باد بر روحش بدام

ذی فرست ذی موت بکنج نیکو لقا
آنکہ ہر کس در رضا جوئی او باسد و لا
کرد خندان گلشن دلہائے خویش و اقربا
خالق عالم چہ خوبیا بہ او کردہ عطا
روز پنجشنبہ بوقت یازدہ ساعت دلا
مضطرب و بی تاب ہر پیر و جوان شد بر ملا
جوش زن گردید در یائے الم در سینہ ہا
در ہزاران حسرت و اندوہ و غم شد مبتلا
لازم است انسان بود ہر وقت راضی بر رضا
جانبہ او را بخت از لطیف مصطفیٰ

سال فوت او چوبیسیم زول ای بادشاہ

گفت۔ رفتہ حور بی بی جانب دہ را البقیہ

قطعہ تاریخ وفات جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی غفرلہ مطبوعہ اخبار آصفیہ

جناب امیر احمد ذی وقار
بفضل و کمالات مقبول تر
بذہن رسایش کر مہائے حق
ہمہ خاطر خلق لاریب از و
ستودہ خصائل پسندیدہ وصف
درین دہر عمدہ تصانیف او
غم رحلتش از پیے خاص و عام

بہند آنکہ استاد نامی شدہ
مثال نظامی و جامی شدہ
ہمیشہ مدوکار و حامی شدہ
مسخر بشیرین کلامی شدہ
فراہم بذاتش تمامی شدہ
زہے یادگار دوامی شدہ
بسے باعث تلکامی شدہ

سانِ عادلِ فغان می کینم	بہ باغِ عدم چون مقامی شدہ
بگو مصرعِ سالِ ای پادشاہ	وفاتِ امیر گرامی شدہ ۱۸
ایضا	
سحانِ دہر فاضلِ ذیِ مکرمِ امیر نکتہ ستاسِ نیک نفسِ قادرِ الکلام آن جامعِ الکمالِ روانِ شہنشاہِ حریف	معجز بیانِ ادیبِ زمانِ فصیحِ اللسان گنجِ علومِ فخرِ زمانِ وزمانِ نیاں زینِ بوستانِ دہر سے ملکِ جادوئے
تاریخِ عیسوی سے فوٹس چو خواستم گفتا دلم - برفتِ امیرِ سنجوران ۹۱	
قطعہ تاریخِ وفاتِ جنابِ مولوی حاجی واعظ شاہ عبدالعزیز صاحبِ قادری ساکن محلہ قلعہ وانہاڑی	
کرد انتقالِ عالمِ دین واعظِ شہیر از ہر سالِ ہاتفِ غیبی بہ پادشاہ	ہر کس در سرِ شک بہ تارِ مژہ برفت رفتہ ازین چہانِ نیہ عبدالعزیز گفت
قطعہ تاریخِ وفاتِ جنابِ حاجی مولوی خضر محمود صاحبِ متوطن وانہاڑی عمِ زادِ برادرِ والدِ مصنف	
فاضلِ دہر عمِ ذیِ شانم حاجی و مولوی خضر محمود سینہ اش بود گنجِ علم و کمال منظرِ حلم و منبعِ اخلاق بود در ہر ذاتِ والایش طرفہ تر اینکہ در تجارت ہم وادرینا ز شکوہ ہیضہ کرد ناگاہ جانِ بحقِ تسلیم	رہنمائے شریعتِ عزرا بود اسمش عیانِ چو شمسِ ضحی ذہن او پر ضیاءِ فہم رسا فرد کمالِ بزد و ورع و تقا مجمعِ بے شمارِ خوبیا بالیقین داشتہ بدھوئی مبتلا شد طبعیتِ والا داد داغِ مفارقتِ مارا

ہر دے گشت جو رنج و الم جف بنیم کجا لقائے او کن پذیرا ز بہر مغفالتش نزد خاصان تو بجلد برین	ہر کسے گفت حسرتا درد من کجا فیض و لطف دوست کجا می کنم التجا خدا وندا یا اہل مقام او بادا
--	---

بگو ای بادشاہ سال وفات

ز جہان رفت عالم یکتا

قطعہ تاریخ انتقال خستہ مصنف نسخہ ہذا موسوم بہ خدیجہ بی بی غفر اللہ لہا

زین جلوہ گہ و بناور عین شباب افسوس صد پارہ دل و جگر ماز و دوخت گشتہ اخلاق نکوئے تو ظاہر جہ کنم اکنون مانند گل لالہ این داغ و فراق تو روح تو جدا از تن با کلمہ طیب شد ہموارہ بروح تو افضال خدا بادا	عازم سوئے عقبی شد ناگاہ خدیجہ بی بے تاہم و بے صبرم واللہ خدیجہ بی ہر کس صفات شد آگاہ خدیجہ بی تا مرگ دلم دارد ہمراہ خدیجہ بی خلدست مقام تو دلخواہ خدیجہ بی ہر روز و ہر ساعت ہر ماہ خدیجہ بی
---	--

ای بادشاہ خستہ از بہر سن رحلت

بے ساختہ دل گشتا۔ رفت آہ خدیجہ بی

قطعہ تاریخ وفات ملکہ و کٹوریہ فرمانروائے ہند و انگلند مطبوعہ اخبار منجر دکن مورخہ ۱۳ جوردی ۱۳۷۶

ملکہ ذی عز و شان امپرس و کٹوریہ مالک برطانیہ والی کل انڈیا شل تو عمدہ صفات داشتہ طول حیات رفتہ سوئے عدم دادہ صد رنج و غم ہند و ہمہ اہل ہند از غم تو گشتہ اند	فخر شہان زمان امپرس و کٹوریہ حشمت و شوکت نشان امپرس و کٹوریہ شدنہ کسے حکمران امپرس و کٹوریہ کردہ دہا طپان امپرس و کٹوریہ نوحہ گر و نوحہ خوان امپرس و کٹوریہ
--	---

<p>عہد تو شصت و چہار سال درین روزگار ای زہے عہد سعید گاہ تنزل نہ دید زندہ نمائی و لیک زندہ بود نام نیک</p>	<p>بود چہ راحت رسان امپرس و کٹوریہ داشت نہ دیگر چنان امپرس و کٹوریہ شام و سحر ہر زمان امپرس و کٹوریہ</p>
	<p>سال برآمد چہین از قلم بادشاہ رفت ز دار جہان امپرس و کٹوریہ</p>
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب نواب فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن بطورہ اجانبہ آصفیہ</p>	
<p>حضرت داغ عالی جاہ بزم سخن را داد شروع بے سرفظ آسائش</p>	<p>جیف ز دنیا یائے فشر گوئے فصاحت از ہمہ برد خاطر من چون سال شمر</p>
<p>ناگہ گفتا ہانف غیب ہائے جناب داغ ہر مرد</p>	
<p>قطعہ تاریخ انتقال والد ماجد مصنف حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب طبابت شہ شراہ و جعل الجنتہ مشواہ</p>	
<p>شد چون وفات والد م بودم بہ مکہ این خبر وامان صبرم چاک شد چشم بے نناک شد غخوار فرزند ان چنان کس را ندیدم در جہان در اہل دانش محترم در راہ دین ثابت قدم ز نہار نتواند کسے در امر خالق دم زدن کردم دعائے مغفرت در جہلم افضل تر مقام</p>	<p>ناگاہ ابواب الم صدنا بجان من کشود بتباہیم ہر باہیہ بکیماب سبقت می ربو د در والدان این زمان او نادر و بینل بود عالی ہم نیکو ستیم کیتا بہ لطف و بذل وجود صبر و تحمل کن ولا زین اضطرابیہا چہ سود جایش عطا کن در جہان ای حضرت رب دود</p>
<p>مرقوم کردم بے سر آرام سائش بادشاہ حاجی محمد قاسم از دار جہان رحلت نمود</p>	
<p>ایضا</p>	

بدر ذی وقار من جان افتخار من،
در تلاش سال چون طبع بادشاہ بود

سوئے عالم بقا کرد از جهان سفر
آمد از فلک نذر وائے ابن غم پدر

قطعه تاریخ وفات حضرت سید شاہ محمد امین الدین صاحب بنی چہیم الفادری المعروف بہ صاحب جو صابہ
قبلہ مرحوم ساکن دم پٹی تریانور

مرشد من مادی من قبلہ و ما ولے من
زبدہ آل پیر قدوہ اہل سلوک
جامع شرع و حقیقت مثل او بینم کمی
از کہ گویم ار کہ شنم این غم و اندوہ دل
از فیوض بہرہ وافی مرا حاصل نہ
تیرہ و تارہست در چشم مریدانش بہان

ناگہان زین، دار فانی جانب عقبی برفت
مرجع فن تصوف صوفی یکتا برفت
صد ہزاران حیف ار مار ہنمائے ما برفت
او برفت اما زدستم نعمت عطی برفت
عمر من بہیات از سسی و استعبار برفت
راست از جا ہنما برفت و صبر ار دلہا برفت

مہم بنی پئے سال وصالش بادشاہ
گفت پشیدہ امین الدین از دنیا برفت

آہ حکم خالق عالم زین عالم
و ہم جادی انسری رور تبہ بود
بر لب اہل حاجت جاری این سخن است

تاجر کبتا باذل ذیشان فوت شدہ
ساعت شش در صبح نمایان فوت شدہ
از دل ما بان، بعد ارمان فوت شدہ

سال رقم کن بادشاہ اخلاص مش
ملنگ حاجی عبد الرحمن فوت شدہ

فلک می دہد ہر زمان داغ حسرت
مذاہیم ہیہات چون مرگ خود را

برین زندگانی انسان حیف است
بدینا برین ساز و سامان حیف است

<p>مہر دل تاسف بہر جان حیف است بصد حسرت و رنج و اربان حیف است</p>	<p>محمد سلیمان از رحلت تو تو بودی سسر پای لیلیق و مکرم</p>
<p>جناب ارباب بادشاہ گشت سائل وفات محمد سلیمان حیف است</p>	
<p>قطعه تاریخ وفات جناب ابوسعید محمد عبدالرحمن صاحب مبرور منشی فارسی مدرسہ اعظم مدرس بے مثل استادے در فن شعر یکتا ہم در زبان انگلش گوئے سبق ربودہ مبرور فی الحقیقت مبرور بود حقا کردند در مقام مدائنات دفن اورا</p>	<p>والا جناب عبدالرحمن ذی لیاقت در فارسی وارد و اعلیٰ مہارتے داشت بودہ تخلص او مبرور در زمانہ صد حیف از بلائے ہیفینہ وفات او شد</p>
<p>ای بادشاہ از من ناگاہ ہاتف غیب مبرور و ای رحلت کردہ - سنش بگفتا</p>	
<p>قطعه تاریخ وفات حاجی عبداللطیف صاحب غفر اللہ لہ برادر معظم جناب مولانا الحاج مولوی عبدالہادی صاحب سوطن و انباری و طیفہ خوارسکار نظام دکن خلد اللہ ملکہ</p>	
<p>ناگہان رفتہ ارین دارالحسن سوسے الہ کرد رحلت حاجی عبداللطیف افسوس آہ</p>	<p>بود انخی اعظم ترا ای عبد ہادی مولوی بادشاہ این مصرع سال وفات ادبگو</p>
<p>تاریخات متفرقہ واقعات</p>	
<p>قطعه تاریخ فتح یونان بطوعہ خمس الاخبار مبرور ۷ جون ۱۸۹۷ء</p>	
<p>ہست ذاتت نازش شاہان روم روم مثل قالب و تو جان روم ہر دل مومن شدہ مہمان روم می خلد چون خار عروشان روم</p>	<p>اے امیر المسلمین عبد الحمید یک جہان را از تو لطف زندگی خون انست را عجب گسترده حیف در بلخ جہان حساورا</p>

<p>شاه یونان بود یک روباہ و ش لشکرش ہر جاسکتے یافتہ ڈبوک آف سپارٹا پسرش گنجیت خود سپاہ او سپاہ خویش را آنکہ می گفتند سلطان رامرض ہست این عجب کہ می بینم کنون فکر تاریخش بکن ای بادشاہ</p>	<p>کرد عزم رزم از شیران روم شد فنا از تیغ خون افشان روم شد چو طاری خوف بے پایان روم کشتہ انداز سیت مردان روم پہر او شان خوب شد در مان روم دشمنان را ہم شاگو یان روم اگر تو ہستی از ہی خواہان روم</p>
<p>از لبہ سلام طعم زدند فتح شد یونان از سلطان روم</p>	
<p>ایضا مطبوعہ اخبار و کیل امرتسر مورخہ ۲۱ جون ۱۸۹۷ء</p>	
<p>شدہ مخوچ ملک یونان ز شیر مردان فتح سلطان سپاہ یونان ہلاک گشتہ ہزار ہا زیر خاک پنهان چنین مذلت چنین شکستہ ندید یونان پہنچ وقتہ بین تو از درۂ پلونا بہ تادمو کو زگو نہ گو نہ</p>	<p>زمین بصد جوش مرجا گفت بارک اللہ آسان گفت ز تیغ بران فتح رومی نہ پہنچ کس غیر الامان گفت سزاست او القاب بدورپ اگر کشتہ ہزد لا گفت بلاد و قصبات و قلعہ ہائیش شدند مفتوح یکجا گفت</p>
<p>چو بہت این فضل بہت بچون نہ چون کنم فکر سال اکنون چہ خوب ای بادشاہ دل من فتح عبدالمجید خان گفت</p>	
<p>قطعہ تاریخ ورود مرض طاعون در شہر بنگلور</p>	
<p>از دست طاعون سر بسر بنگلور شد زیر وزبر در فکر سال عیسوی بودم جو بار سنج ولی</p>	<p>صدگونہ آفات و بلا بہتر باہمی آمدہ زد با قف غیبی ندا - غضب الہی آمدہ</p>
<p>قطعہ تاریخ جشن تاج پوشی شہنشاہ یزدورڈ ہفتم فرمانروائے ہند و انگلند مطبوعہ اخبار بخبر دکن مدراس مورخہ ۲۰ آگست ۱۸۹۲ء</p>	

اے شہ یڈ ورو ہستم داہ داہ
 نغمہ خوان برشلخ گل ہر عنایب
 چشم نرگس قفس نظارہ شدہ
 باہزاران کروفر تاج شہی
 وجہ اعزازت ندانم تاج را
 اکثر اہل تاج محتاج تو اند
 خوب شد فرحت ز بہر دوستان
 بست و ششم جون آمد وہ چه خوب
 سر شد لذت واپ در ہر یک مقام

نیرنجت تو روشن خوب شد
 گل ہر یک خندان گلشن خوب شد
 محو مہج شاہ سوسن خوب شد
 بر سر نو جلوہ انگن خوب شد
 بلکہ تاج از تو مزین خوب شد
 خلق را ذات تو مان خوب شد
 از حد پامال دشمن خوب شد
 شہرہ اش در ہند و لندن خوب شد
 سوسو آواز دن دن خوب شد

باد شہم رسید از نائف سنش

گفت جشن کارونش خوب شد

قطعہ تاریخ طغیانی پالار بہ و انیمباڑی

شدہ از شامت اعمال مایان
 ندیدہ و انیمباڑی ز طفلی
 چہ می دانی جہاے پیر گردون
 سکا نہا منہ دم برباد اموال
 جد اگشتند با حرمان ز قالب
 گلستانہا چو خارستان بدیم
 فراہم تودہ تودہ بر مزارع
 کسے در فاقہ بے جامہ کسے را
 نصیب ہر بشر شد گو نہ گو نہ

ظہور قہر یزدانی ز پالار
 جنین سیلاب لاثانی ز پالار
 بیاموز این ستم رانی ز پالار
 عجب شد خانہ ویرانی ز پالار
 بسے جانہائے انسانی ز پالار
 مزارع ہم ہمہ فانی ز پالار
 ہمہ ریگ بیا بانی ز پالار
 میسر گشت عریانی ز پالار
 پریشانی و حیرانی ز پالار

برون از حد تحریر است بهیهات	زیان مالی و جانی ز پالار
چرا ای پادشاه خاموش هستی نگو تاریخ - طغیانی ز پالار	
قطعه تاریخ حبسه دستار بندی مدرسه باقیات الصالحات و یلور	
تعالی اللہ این بزم ہمایون ز روئے وجد گفتم مصرع سال	سراسر مورد فضل الہی است چہ ریاض حبسہ و سہار بندی است
قطعه تاریخ عہدہ دیوانی جناب خواجہ اکبر حسین صاحب بہادر ریاست بیگن پٹی	
ای نیک محب من ذیجاہ شفیق من ممتاز شدی اکنون از عہدہ دیوانی در دور فلک بنگر آن کست کہ شادان شایان چنین سزت لاریب وجود بود	فہم نو سادہ بخت تو خوش آمد ہنگام طرب افزا از فضل ندا آمد دل مع سر آمد لب محو دعا آمد مقصود مراد ما آمد چہ بجا آمد
زد پادشاه تاریخ حسن از قطع سراسر این منصب دیوانی فرخندہ ترا آمد	
قطعه تاریخ عطائے خطاب سی یس ای - بہ جناب مولوی احمد حسین صاحب ایم ایس بی - بی - معتد شہنشاہی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ بمقام دربار دہلی ۹۱۱ھ	
داد احمد حسین را قیصر از معزز خطابہا کردہ کرد پیداسترت بے حد موجب اتحاد سرکاری و ادشہرت ترا بہ کشور ہند ای برادر بنام تو زید	تمغہ وہم خطاب سی یس ای عہدہ تر انتخاب سی یس ای در ہمہ شیخ و شاب سی یس ای گشت این لاجوب سی یس ای صورت آفتاب سی یس ای خوب با آب و تاب سی یس ای

ز در تسم بادشہ سن ہجری
ہست مای خطاب سی۔ یس۔ ای

قطعه تاریخ صحت مصنف نسخہ ہذا از مرض دہل

فلک بحال من بادشاہ خستہ جگر نمودہ گشت بدوشم ستم رسان دہل بنزد ڈاکثران جز علاج قطع ٹرید مر طفیل گناہان ناسزا شاید	عجیب کرد جھانے ولے بجز گزشت گرفتہ بود چہ جانے ولے بجز گزشت نہوہیچ دو اے ولے بجز گزشت خدا بداد سزلے ولے بجز گزشت
---	--

سرحد جو پر بدیم بی تمام تاریخ
رسیدہ بود بلائے ولے بجز گزشت

قطعه تاریخ وعظ جناب سلطان الاولیٰ عظیم مولانا الحاج مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب
قاوری حشی چلواری کہ درئون مال مدرس بتاریخ ۲۷ نومبر ۱۹۱۲ء معقد شدہ و بصورت کتاب
بنام وعظ دلکش شائع شدہ بود

چون سلیمان واعظ شیرین مقال نرم شد و لہاتے مومن ہچ موسم حق تعالیٰ داد تاثیر عجیب	گفت وعظے خوش بقصرتون مال شد فزون خوف خداے ذوالجلال در بیان وعظ او پے قیل و قال
---	--

سال تاریخشن مجسم بادشاہ
وعظ دلکش کلک من نبوشت سال

قطعه تاریخ خطاب خان بہاد وعظائے سرکار انگریزی پنجاب ڈاکٹر خواجہ محمد حسین صاحب ریاست بیگن پل

خطاب یافت ز سرکار ڈاکٹر خواجہ بگفت بادشہ خیر خواہ مصرع سال	مست دل اجاب روز افزون شد خطاب خان بہاد نہ ہے ہمایون شد
---	---

تاریخات کتب

قطعه تاریخ زواج منطوم مصنفہ جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص بہ عظیم متوطن یارم شمیم ضلع لیٹ

بسک نظم درسخ زواج سفت
نسخ زواج منطوم لاجواب یگفت

جناب منشی والا گھر عظیم الدین
ولم زہرسن طبع ازلب ایما ن

قطعه تاریخ طبع دیوان گوہر منشی بہ گوہر آبدار تصنیف جناب محمد نور خان صاحب گوہر مدرسی

کہ ہر لفظ او مرغوب دلہا است
معانی بر کمال لفظ شیدا است
روان طبع مصنف ہجو دریا است
لولے شہر تشہرست برپا است

نوشاد دیوان گوہر طبع گشتہ
بنار و لفظ بر حسن معانی
درخشان است مضمون مثل گوہر
صدائے آفرین آید زہر سو

رقم زب بادشہ این مصرع سال
کلام گوہر نامی چہ یکتا است

ایضاً

شاعر ما گوہر عالی و قار
گوہر شہار چہ شد آبدار

کرد رقم نسخہ دیوان عجیب
گفت سن طبع ہین بادشاہ

قطعه تاریخ شہنوی لغتہ توحید مصنفہ جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم مجدد علوم

شدہ بجود دل اہل زمانہ
بگفتم سال - برجستہ ترانہ

چنان زونفہ توحید تسلیم
طبع بادشاہ ہم کرد تاثیر

قطعه تاریخ شہنوی چندر بدن ماہیار مصنفہ جناب حاجی محمد علی قادری صاحب شاکر متوطن و انباری

چہ منظور اہل نظر شہنوی
درخشہ مثل گہر شہنوی
شدہ دلکش و پراثر شہنوی
گو بادشہ عہدہ تر شہنوی

رقم زدنون شاکر خوش بیان
برآمد زوریاے طبعش عجیب
زحالات چندر بدن ماہیار
سن طبع او ازلب آفرین

نظم اور قطعات تاریخ جو متفرق واقعات میں لکھی گئیں

یہ نظم اثنائے سفر حرمین شریفین میں لکھی گئی اور عدن سے بذریعہ ڈاک اخبار مخبر دکن مدراس کو روانہ کئے گئی

حق کے فرمان کو بجا لاتے ہیں ہم
اپنی خوش قسمت پہ اتراتے ہیں ہم
اس سفر میں جو مزا پاتے ہیں ہم
دیکھتے کس کس کو لیجاتے ہیں ہم
کون کہتا ہے کہ گھبراتے ہیں ہم
ہاتھ اب مل مل کے پچھاتے ہیں ہم
سخت شرماتے ہیں شرماتے ہیں ہم
یا الہی تیرے گھر آتے ہیں ہم
نذریہ در پر ترے لاتے ہیں ہم
عشق کی آتش کو بھڑکاتے ہیں ہم
دل کو بون کہہ کہہ کے سمجھاتے ہیں ہم

سوئے کعبہ اندون جاتے ہیں ہم
ہم کہان یہ نعمت عظمیٰ کہان
ہو نہیں سکتا ہے لفظوں میں ادا
شوق ہے مونس تو ہمت ہے رفیق
عین راحت ہم کو ہر تکلیف ہے
عرب ہے بے گناہوں میں کٹی
نام نیکی کا نہیں اعمال میں
اپنے مہانوں پہ کر لطف و کرم
انکساری عذر خواہی بے بسی
اپنی آہیں بازو زن سے کم نہیں
دیکھینگے کعبہ کو دیکھینگے ابھی

رنگ تیرے شاعری کا بادشاہ

اندون کچھ اور ہی پاتے ہیں ہم

یہ نظم بعد مشرف ہونے زیارت مکہ معظمہ موزوں کئے گئی اور اخبار مخبر دکن مدراس میں شائع ہوئی

الہی یہ ترے ناچیر بندے تیرے گھر پہنچے
کہان تھے کس جگہ تھے یکیک ہم اب کدھر پہنچے
ہزاروں میل سے طی کر کے راہ بحد بر پہنچے

ہزاران شکر اب ہم منزل مقصود پر پہنچے
الہی خواب کا عالم ہے ہم پر یا ہے بیداری
تے بحر کرم کے جوش کا بس یہ نتیجہ تھا

زبان پر کلمہ لیک تن پر جامہ اسرم
الہی بخشہ سے ہکو الہی بخشہ سے ہم کہ
مقابل اس نوشی کے ہونہیں سکتی حوشی کوئی
جو کچھ طاعت ہوئی ہم سے یہاں پھر لو جہنا کباب

بقدر دعا سرفراز یار ہم ستہ جگر پیچے
ترے در پر نہ سے رحم و ارم کے منتظر پیچے
نہ ہرگز اس سفر کو کہ تی دنیا کا سفر پیچے
سری معولیت کا بھی شرف اسکے اگر پیچے

نہ لو جہ پادشاہ شہر اہل وطن کے خوش وخت کو
پہنچنے کی ہماری حب و مان انکہ پیچے

یہ نظم بعد مراجعت سفر حرمین الشریفین لکھی گئی

رنگیا بس زبان پر نام سفر
شکر خالق ہو کیا ادا ہم سے
یاد آتا ہے صبح و شام ہمیں
وہ تھا کہاں وہ جو ش کہاں
کہاں وہ دن بدینہ و مکہ
جلد کیجئے سفر اے شتا فہ

جف ہے آج اختتام سفر
ہم ہوئے فائز الحرام سفر
آہ وہ لطف صبح و شام سفر
اب کہاں ہے وہ اہتمام سفر
نہ ہمارے لئے مقام سفر
ہے اگر دل میں استقام سفر

پادشاہ ہے دعا یہی حق سے
پھر دوبارہ ہو انتظام سفر

یہ نظم جلسہ فتح اڈریانوپل واقع مورہ پولین پولیس پارک مدراس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے
لکھی گئی اور پڑھی گئی

کیا شان حق ہے روم کی کاپا لپٹ گئی
فائز ہوئے ہیں ترک ادرنہ کے شہر پر
جلسہ اسی حوشی میں ہوا ہے یہ منعقد
بقایوں کی ہو گئی آپس میں جنگ خوب

اس کے شہنشاہ کی جو سمت پلٹ گئی
ہلکاری فوج میں جو تہی شہادت گئی
دل سے ہمارے فکر تنزل کی گہٹ گئی
ضرب المثل ہے جو تیوں میں دالٹ گئی

کہتا ہے ہم آج مین بالبدہ ہو گیا حاجت نہ اسکو کہنے کی تھی تیغِ نرک سے حیران ہے دل گرفتہ بہا شاہِ فردوسیؒ ہر جا پہ سون ریت ہوا رکابے غل	بہتا ہے دل کہ مجھ سے سر چٹ گئی بتا دے فوج مارے مذہب کے کٹ گئی فوج اسکی جیسا بھیلی ہی بون ہی کٹ گئی دیکھو ہوا او دہر کی ادھر اب پلٹ گئی
--	---

اے پادشاہِ عظم کونم کیجے مختصر
کوئی نہ کہہ اوٹھے کہ طبعیت اوجٹ گئی

ایضاً

عجب ہے فتح سے تیرے سر اڈیا نو پل بڑا دی تو نے پھر دینی محبت اڈیا نو پل کسے امید تھی بھر آئے تو نرکوں کے قبضے میں کر وروں دل مسلمانوں کے تیرے عاشق و شیدا زبان پر لیون نہ بخون کے بھی ہو گا نام لیلیٰ کا نکلنا ہی پڑا بلقا ریہ کو تریسے پہلو سے اسے چھ سو برس سے ہم جو تیرے مالک و مختار غلط ہے یہ گمان ہرگز نہیں ہے تجھ سے یہ امید	نہیں نہیں ہے اب خوش طبعیت اڈیا نو پل ہوئی وہ چند پھر نرکوں کی عظمت اڈیا نو پل فقط اللہ ہی ہے نہ عنایت اڈیا نو پل سنا کہی تھی کیا کہا تیری وقت اڈیا نو پل ہمارے لب پہ ہے ہر ایک ساعت اڈیا نو پل ہمارے جذب دل کی کچھ حالت اڈیا نو پل بہلا دی تو نے کیا دو دن میں لغت اڈیا نو پل تجربہ غیار سے ہے سخت نفرت اڈیا نو پل
---	---

دُعا ہے پادشاہ کی یا الہی کیجے مقبول
نہ چھوٹے نرک سے پھر تافیا مت اڈیا نو پل

فیظم ساحل مدراس پر جرنی کروڑ ٹیڈن کی حملہ آوری کے متعلق لکھی گئی تاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۴ء عسبوی

کہا ستم ہم پہ ڈھایا لے یڈن خوب گولے چلا مالا لے یڈن خوب چرکا لگا یا لے یڈن	تو جو مدراس آیا لے یڈن آدمی بیس کر دے مجروح جل اٹھے تیل کے خزانے دو
--	---

تو نے مدراسیوں کو دہشت سے
پھر رہا آجتا ہے آنکھوں میں
خوابِ غفلت میں سو رہے تھے ہم
اب نہیں خبر گیری ساحل پر
کیسے کیسے جہاز کو تو نے
بجٹہ سے غرقاب دس جہاز ہوئے
دی نہ اہل جہاز کو ایڈر
لفظِ اخلاق سے تو واضح سے
مرح اور روم کے دونوں پہلو میں
کوئی نفرین آفرین کوئی
میں کہوں گا نہ پھر کسی پہ پڑے

شہر سے ہے بھگایا اے یڈن
ایسا طوفان اڑھایا اے یڈن
تو نے ہکو جگا یا اے یڈن
بارشانی جو آ یا اے یڈن
انگلیوں پر نچا یا اے یڈن
رحم کچھ بھی نہ لا یا اے یڈن
سب کو تو نے بچا یا اے یڈن
سب کے دل کو لبھایا اے یڈن
تجھ کو کیتا جو پایا اے یڈن
کرتے ہیں اب رعایا اے یڈن
نیرا نحوس سایا اے یڈن

بادشاہ نے یہ واقعہ سچا
آج تجھ کو سنایا اے یڈن

ایضاً

جھپٹ لے چلیج بسنگا لہ
جانتا خوب تھے یہ یڈن
اس سے دون کی تیری چاہت ہے
دوستی پر تو اس کے پھول گیا
ذات میں تیری گروفا ہوتی
اگر بڑے یڈن کی ایک دن حالت
ہوگا برٹش کا اس پہ یکدن فیر

کیون نہ یڈن کو غرق کر ڈالا
سلطنت کا ہماری ہے دشمن
مدتوں سے ہماری الفت ہے
دوستانِ قدیم بھول گیا
تیری یڈن پہ کچھ جفا ہوتی
یا گرفتار ہو گا یا غارت
بکرے کی مان منائیگی کیا خیر

نام یڈن جو سب کے لب پر ہے
ایک چھوٹا سا وہ کروڑ ہے

قطعہ تاریخ دربارِ دہلی جو اخبارِ وطن امرتسر میں شائع ہوا تھا

یہ کس جشنِ طرب کا واقعہ اب پیشِ مردم ہے
چمن میں غنچہ گل نے جمایا رنگِ عشرت کا
ادائے نرگس شہلا ہے بالکل دید کے قابل
بدل کیوں نہ ہر زحمت ہو اپنی فرح و بخت سے
تعلق جو شِ زحمت کا ہر یک لے ہے یوں گویا
کہ یعنی جشن اسکے تاجپوشی کا ہے انروزوں
وہ شاہِ ہند و انگلستان کہ جسکی ذاتیں مجید
شریکِ جشن لاکھوں سیہان میں شہرِ دہلی میں
یہ من انتظام لارڈ کرزن کا نتیجہ ہے
نیابت شاہ کی زیبا ہے اسکو طبع میں اسکے
لکھن گرا بزر سے وقوعہ یکچہ نہیں عجیب
بھی خواہاں دولتِ سب سرت سے ہیں الامال

صریرِ کلک میں بھی میسر آواز ترنم ہے
کوئی مصروفِ خندہ ہے کوئی تجو بسم ہے
حموشی میں بھی سوسن کے اب اندازِ تکلم ہے
الم کا نام جب مانندِ عنقاد ہر سے گم ہے
وہ ساتی ہے یہ پیمانہ وہ بادہ ہے تو یہ خم ہے
فزونِ ترجمہ کا شہرہ از زمین تا چرخِ چارم ہے
تجماعت ہے عدالتِ عنایت ہے ترجمہ ہے
ہے مثل آسمانِ دہلی یہ خلقتِ شکلِ خبسم ہے
کہ ہر یکِ جشنِ پُرسِ جشن کو حاصلِ تقدیم ہے
لیاقت ہے فرست ہے تدبیر ہے تفہیم ہے
تکلف اور آرائش کا ہر جا پر تلاطم ہے
دلِ بدخواہ پر جشنِ گویائیش گزرد م ہے

لکھوے باؤ شہرہ تاریخ اس دربارِ دہلی کی
ہمایون تاج پوشی کی شہیدِ پورڈو ہفتم ہے

قطعہ تاریخ در و دوسرا عنایت اللہ خان جو اخبارِ مخبرِ کنہ اس مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۸۷۱ء میں شائع ہوا تھا

خلفِ امیرِ کابل سردارِ ذی و جاہست
ہے سولہ سال کا سن بالکل شباب کے دن
باقی رہا نہ کوئی تعظیم کا دقیقہ

رونقِ فزائے شہرِ کلکتہ ہے بصد جاہ
ہمایون میں ہے یوں تاروں میں جھلجھلک
برٹش کی سلطنت نے کی قدر اسکی دلخواہ

توپوں کی وہ سلامی وہ احترام فوجی
وہ قصر خوشنما وہ آرائش و تکلف
کیا لاجواب و دونوں مہمان و میزبان ہن
مہمان و میزبان میں تھی گفتگو جو باہم
تخفے اودہر سے آئے وہ چننا دہر سے پھنچے

وہ شاہی میہمانی وہ الفت اور وہ چاہ
وہ خسروانہ ساز و سامان واہ صد واہ
یک جانشین کا بل یک نائب شہنشاہ
اسرار تھے وہ شاہی ہے کون اس سے آگاہ
پیدا ہوئی دلون میں کیا اتحاد کی راہ

تاریخِ خیر مقدم اے کلک پاؤں شہاب
لکھہ۔ جلوۂ در و در سپردار عنایت اللہ

قطعہ تاریخ۔ روسی بیڑہ بانٹک کی ٹکست اور شاہ جاپان کی فتحیابی پر جو اخبار مخبر کن مد اس مطبوعہ
۱۲ جون ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا تھا

تہا روسیوں میں عجیب جوش فرحت
معلوم یہ کس کو تھا کہ وہی دن میں
کہتا تھا خوشی سے ہر سپاہ جاپان
صد آفرین تو گو کی ہے صیادی پر
بیڑہ نہ کسی کا پایا ایسا نقصان
پشہ سے ہوئی ہلاک فوج نرود
کیا حرف غلط تھا صفحہ ہستی میں
ضائع ہوا محصور ہوا غرق ہوا

جدم نکلا ہے بانٹک کا بیڑہ
تحتاج فنا ہے بانٹک کا بیڑہ
خوان نیما ہے بانٹک کا بیڑہ
کیا صید کیا ہے بانٹک کا بیڑہ
جو کچھ پایا ہے بانٹک کا بیڑہ
مصدق سکا ہے بانٹک کا بیڑہ
ایک لخت سنا ہے بانٹک کا بیڑہ
کیا رنگ لیا ہے بانٹک کا بیڑہ

لکھنوی شاہ سالِ ہجری
تاریخ ہوا ہے بانٹک کا بیڑہ

ایضاً

جنگِ بحری میں تری بیفج و نصرت و یکسر
ایسی شاہ جاپان ہماری عقل اب حیران ہے

بادشاہ کو جو تہتی عیسوی تاریخ کی

غیب سے آئی نذر فتح عظیم الشان ہے

قطعہ تاریخ لیخ پورٹ آر تھر جکی اشاعت اخبار مجز دکن مدراس مطبوعہ ۱۱ جنوری ۱۸۷۵ء

خدا کی شان ہے اسی شاہ جا پان
ترے لشکر نے با صد جانفشانی
سجاعت کہتی ہے لشکر سے تیرے
اگر کچھ یاس نے صورت دکھائی
طفیل اس جنگ کے جا با نبین نے
صفائی تیغ جا پان کی جو دیکھی
نہ کیونکر زار کی ہو زار حالت
بہنیں زیا خموشی شاعروں کو

چمکتا ہے تیرے قمت کا اختر
کیا ہے پورٹ آر تھر کو سخن
تو نازان مجھ پہ مین نازان ہوں تجھ پر
کہا بہت نے بڑ بڑ مین ہوں یا ور
جگھ پائی ہے کیا ہر دل کے اندر
ہوا ہے رشک کے یورپ مکر
شکست فاش ہے اسکو میسر
پئے تاریخ یہ موقع ہے خوشتر

لب جا پان سے طبع بادشاہ نے

کہی تاریخ - فتح پورٹ آر تھر

قطعہ تاریخ فتح مکڈن جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۸۷۵ء

کیون نہ جا پان مین ہو خوشی کی دہوم
گل مقصد سے سرسبر معمور
آدین اسکو اسکے لشکر کو
حالت فتحیائی مکڈن
کبر و نخوت مین سر بلند جو تہا
نغمہ ہائے طرب مین جا پان مین
حیف رنگین ہے خون انسان سے
روسیو جا و سوئے پیٹر سبرگ

لطف حق اس پہ سایہ افکن ہے
شاہ جا پان کا جیب و دامن ہے
کہہ رہا سارا ہندو لندن ہے
ایک عالم پہ آج روشن ہے
حق نے اسکی جھکا کی گردن ہے
روسیو مین الم ہے شیون ہے
آج مکڈن بھی رشک کشن ہے
بس وہی یک تمہارا ما من ہے

لطف اب جنگ میں نہیں زنبہار
سال ہجری کی ہے ضرورت کیا
بے مزا سارا حیلہ و فن ہے
یہاں مطلوب عیسوی سن ہے

بادشاہ روئے انبساط سے تم
کھدو۔ تسخیر شہر کھڈن ہے

قطعہ تاریخ صلح جاپان اور روس پر جو اخبار مخبر دکن مدرسین بابت ستمبر ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا۔

صلح و امان کی کس کو خواہش نہیں جہاں میں
مدت سے تھی جو جاری جاپان و روس میں جنگ
صد آفرین ہے تجھ پر اے امریکہ کے والی
گر بزم صلح کی تو کرتا نہ سر پرستی
کیا ایک روس و جاپان دنیا ہے تیری منوں
گتے ہیں تہنیت کے تارین تجھے لگاتار
ہر گوشہ جہاں میں اس صلح کا ہے چرچا
مسرور و شادمان ہیں سب اہل روس و جاپان
تاوان جنگ اپنے مفتوح سے نہ لیکر
لجھاؤ تم گلے اے دکلائی صلح باہم

جنگ و جہل سے ہے کسکو بہا خوشی آج
باہم مصالحت کی ہم کو خبر ملی آج
تو نے ادا کیا ہے کیا حق دوستی آج
یوں جلد تر نہوتی یہ صلح و آشتی آج
گردن ہر یک کی بامنت سے ہے جھکی آج
شاہوں میں قدر تیری کس درجہ بڑ گئی آج
ہر ہر بشر کے لب پر بس ذکر ہے یہی آج
انکے ہر یک مکان میں ہے عید واقعی آج
جاپان نے دکھائی کیا عالی ہمتی آج
کہتے ہیں جنگ کسکو ہے کیسی دشمنی آج

ای بادشاہ تم یہ تاریخ صلح مکھدو
نخونریزی خلائی ہو قوف ہو چکی آج

قطعہ تاریخ جو خلیفۃ المسیین امیر المؤمنین حضرت عبدالحمید خان غازی سلطان روم خلد اللہ ملکہ صدقہ
ڈینامیٹ سے بال بال کچ جاشکی اظہار خوشی میں لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدرسین مطلوبہ
۳۰ اگست ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا

بفضل خدا ای شہنشاہ روم
مصیبت ترے سر سے کیا ٹل گئی

<p>ہے صد شکر اسکی جفا ٹل گئی نہ اسے مہر تیری ضیا ٹل گئی خزان کی جو آئی ہوا ٹل گئی غم و درد کی اب صدا ٹل گئی مری فکر طبع رسا ٹل گئی</p>	<p>کیا ہم کے گولے کا دشمن نے وار نہ پیچھا گھن کا یہ صدمہ بچہ بچا یا ہے خالق نے گلزار کو خوشی کا ہوا ہر طرف غلغلہ ملا مصرع سال جدم مجھے</p>
	<p>اوڑا کر سر جو رکھہ بادشاہ شہ روم پر ہے بلا ٹل گئی</p>
<p>قطعہ تاریخ جو زوجہ پیر صاحب اپنا مکان محلہ محفوظ خان باغ واقع مدراس وقف کرنے پر لکھا گیا</p>	
<p>مکان یہ وقف ہے جسے کیا آج مبارک ہو یہ خیر جا رہا آج</p>	<p>نہ کیوں پائے جزائے نیک حق سے لکھی تاریخ اسکی بادشاہ نے</p>
<p>قطعہ تاریخ رفع فساد و مقصد و نیت</p>	
<p>یہ قطعہ جلسہ عام اہل راس میں پڑھا گیا جلسہ مذکور کے انعقاد کی وجہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ اور شہنشاہ یزدورد ہفتم کو شکریہ ادا کرنے کی تھی۔</p>	
<p>کیون ہر ایک کے لب پہ ہے شکر خدا کسلے اوٹھتے ہیں یوں دست دعا ہو گیا مفقود تھا وہ رنج کیا ہے سرت عام اسکی وجہ کیا خادم الحرمین ذی مجد و علا سب پہ قابض اسکو خالق نے کہا بالیقین ہے مذہبی فرمانروا اسکی ذلت دلت دین ہے بجا</p>	<p>کس خوشی کا جوش ہے اب جا بجا و جب کیوں مطمئن ہیں خاص و عام شادمان دل ہے ہر ایک کا آج کیون کسلے جلسہ ہوا یہ منعقد حضرت سلطان امیر المومنین مذہبی جتنے ہیں اعلیٰ تر مقام سارے دنیا کے مسلمانوں کا وہ اسکی نصرت نصرت دین ہے یقین</p>

آفتاب آمد و سیل آفتاب
 کس طرح مانینگے دعویٰ اوسکا ہم
 اسکی ہمت اسکی عمدہ پالیسی
 آج تک پایا ہے کس سلطان نے
 جسطرح سے حاکم دینی ہے وہ
 دین و دنیا دونوں ہلکو چاہتے
 استفادہ ہکودونوں سے ضرور
 لے رہے قسمت شہید و رد بھی
 آمدنوں جب ملک پر سلطان کے
 جنگ کے آثار تھے بالکل عیان
 مضطرب رہے مسلمان ہو گئے
 دل ہر یک کا آشنا تھا رنج سے
 ہم نے خدمت میں شہید و قتل کے
 آپ شاہانہ عنایت سے کرین
 ہم رعایا کی ضروری عرض کو
 ہو گیا ہر طرح اب صلح و امان
 معترف احسان کے گروہ نہ ہوں
 اسی شہید و رد ہفتم ذی وقار
 آج بہ جلسہ بصد جوش طرب
 اور کرتا ہے ادائے تہنیت
 مخمض سے جنگ کے از فضل حق

وصف خود شاہد ہے اسکے وصف کا
 جو نہیں اسکو خلیفہ مانتا
 اسکا استقلال اور فہم رسا
 مع حوان دشمن ہی میں بے ساختہ
 حاکم دنیا شہ برطانیہ
 ہکودونوں سے تعلق ہے لگا
 رک کر سکنے ہیں ہم کسکو بہلا
 بادشاہ ہر بان ہم کو ملا
 بحری بیڑہ دول بورپ کا گیا
 پیش تھا مقدویہ کا مسئلہ
 مہا پریشانی میں ہر یک مبتلا
 کون تھا جو اس سے مشاثر نہ تھا
 تار سے یہ مدعا ظاہر کیا
 دول اور سلطان بن باہم تصفیہ
 شاہ نے منظور فوراً کر لیا
 بیڑہ جو آیا تھا واپس ہو گیا
 اس سے بڑ بکر اور کیا ہوگی خطا
 اسی ہمارے امیر آف انڈیا
 کر رہا ہے شکر یہ تیرا ادا
 خدمت سلطان میں باشوق و ملا
 رہ گیا محفوظ جو ملک آپ کا

ہم تو گیاروئے زمین کے دیندار
التحا ہے ای الہ العالمین
شوکت و اقبال سلطان ہوں فزون
اسکے اعدا کو شکست فاش ہو
ترک و برش میں ہو باہم اتحاد
یہ زمین بایکدگر شیر و شکر
ساری دنیا میں رہے صلح و امان
یہ جو دو جلسے ہوئے مدراس میں
متحد دونوں کے ہیں اغراض سب
وہ شجر ہے تو یہ اسکا ہے ثمر
ریج گر کہتے اُسے رحمت ہے بہ
ای قلم کردستان کو مختصر
جو مکہ ہے یہ واقعہ بھی یادگار

اس خوشی میں سب نے حصہ لیا
ملک سلطان کو تو رکھ لیون ہی بچا
ہر زمان ہر وقت تار و زحیر
فتح و فیروزی ہوا سکو جا بجا
منقطع یارب نہ ہو یہ سلسلہ
انکی الفت کو تو دے ہر دم بڑھا
روسیہ ہو جنگ کا صبح و صا
اندون در بارہ مقدونہ
بہ خبر ہے اسکی وہ ہے ابتدا
وہ ثمر ہے تو یہ اسکا ہے فرا
درد گر کہتے اسے بہ ہے دوا
بادشاہ طویل سخن ہوتا کجا
گر لکھوں تاریخ تو جیسا ہے کیا

لو سو یہ مصرع تاریخ سب
آج خوف جنگ ہے دل سے بڑھا

قطعہ تاریخ و ردع الیجناب پیشانی ف و یلزمع سلیم

جس وقت مدراس میں حضور مدح کی تشریف آوری ہوئی یہ قطعہ بذریعہ ڈاک پیش کیا گیا حضور مدح
نے اپنے مہر و حرمان سے اسکی قبولیت و شکریہ کا خط روانہ کیا بعد واصل خط شکریہ حضور مدح تمام حکام
والا مقام اور رئیسان ذی احتشام کی خدمات میں بطریق تحفہ اسکے نقول روانہ کئے گئے سب کے
پاس سے شکریہ کے خطوط آکر باعث افتخار و اعزاز صنف ہوئے وہ ہونہ

آمد آمد کی تھی جیسے ایک مدت سے خبر
یک جہان کی آنکھ جیسے دید کی تھی منتظر

جبکہ استقبال کی تھی دہوم سارے ہند میں
 جبکہ خاطر ہو رہی تھیں جا بجا آرائشیں
 جبکہ انہوں نے ہمارے کام کی ہے فال نیک
 تحت انگلستان کا کہتے ہیں جسکو جانشین
 ایکن چیکنگا جس کے سر پہ تاج کوہ نور
 بلکہ مدراس میں وہ آج ہے رونقِ فزا
 یہ وہ بیگم ہیں کہ پہلے ہند میں آئیں یہی
 کیا بیمارک نے ہے اسی سبب وچہارم جنوری
 جب قدر ہو مازای مدراس تجھ کو ہے بجا
 ہر زمان لازم ہے تجھ پر اسکی آمد کی خوشی
 ہم نے مانا اسی ملک پر جہاں دیدہ ہے تو
 سچ بتا تو نے کہی دیکھا ہے اپنی عمر میں
 صفحہ دل سے ہمارے محو ہونگے کس طرح

جبکہ مہائی کی بہنیں تباریانِ شام و سحر
 جبکہ خاطر صرف کرتے تھے خوشی سے مال و زر
 افتتاحی سیکڑوں رہیں تھیں جس پر منحصر
 ہے لقب جسکا پرنس آف ویلز ہر جانشین
 ایک دن ہوگا جو ملک انڈیا کا امپیر
 اور ہے ہمراہ اسکی بیگم والا گھر
 کس نے خاتونانِ شاہی میں کیا ایسا سفر
 رشک کرتے ہیں تری قیمت پہ ایامِ دگر
 دیکھنے آیا مع بیگم تے شہ کا پسر
 اسکی دلجوئی کا یہ موقع ہے تجھ کو خوب تر
 بے سبب ہرگز بہنیں خم ہیں ترے پشت و کمر
 یہ طرب یہ جوش یہ جلسہ یہ شاہی کرونر
 خوشنما اوقات یہ نظار ہائے پر اثر

تحفہ تاریخِ تم یہ پیش کرد و بادشاہ
 ہند میں آیا شہ انگلنڈ کا بختِ جگر

قطعہ تاریخِ مرحبت لارڈ کرزن و سیرائے ہند طرف انگلستان کے مطبوعہ اخبارِ مجر دکن مدراس مورخہ
 ۲۹ نومبر ۱۹۰۵ء عیسوی

دورنگی اسکی ہے عالم پہ روشن
 عجب فہم و فراست کی تھی معدن
 چلا ہے وہ بسوئے شہرِ لندن
 بعدِ شوکت ہوا ہے جلوہ افکن

نہیں یک حال پر حال زمانہ
 جناب و سیرِ ہند کی ذات
 حکومتِ ہند میں کی جسے چہ سال
 اسی کے عہد میں دربارِ دولتی

اسی کے عہد میں شریف لاہور
بسوئے کابل و ایران اس نے
سفارت جب گئی ہے سوئے تبت
پئے اصلاح تعلیمت و پولس
بڑا ڈاکے ہی زور پالیسی سے
عرب کے بھی سوار پر گیا وہ
اسی کے عہد میں بنگالیوں نے
اودھر تھا جوش تحریک مدیشی
غرض طرز عمل اس حکمران کا
ہے اسکے وصف میں یون ہند گویا

پرنس آف ویلر ابن شاہ لندن
مشن بھیجا ہے بروقت معین
جہکالی والی تبت نے گردن
اسی نے معقد کی ہے کمیشن
اجارہ پر ملا فرحت کا مسکن
محبت کا عجیب پہیلا کے دامن
چایا بے نہایت ستور و شیون
ادھر بنگال کا تھا پارٹیشن
بنایا خوب ہریک دل بن مسکن
دل من داند و داند دل من

لکھنؤ کے بادشاہ تاریخ رخصت
ہوا رخصت وطن کو لاہور ۱۹۰۵

قطعہ تاریخ جن جو ملی حضور نظام دکن دام اقبالہ جوا جبار محمد کن مدد مسطوبہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا

کیا شان حق ہے آتی کس انداز سے بہار
ہر ایک شجر نہال ہے ہر گل ہے باغ باغ
زرگس کی کور آئینہ ہی بنیا ہے اندون
گل میں کسی کے عارض رنگین کا رنگ ہے
دولہ ہے عنذیب براتی ہن سب شجر
غجنوں کی بو سے کرتی ہے ان روزوں ہمہری
پوڈر لگایا گل نے زرگل کا رخ پہ آج
یعنی شہ دکن کے ہے یہ جو ملی کا دن

رنگت کچھ آج اور ہی صحن چمن کی ہے
کیا دھوم اسی صبا زے دلکش چمن کی ہے
سوسن سی بے زبان کو تمنا سخن کی ہے
سنبل میں وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے
ماز واد اگلونین سراسر دہن کی ہے
سنبل میں وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے
رخت اسے بھی اندون انگلشن کی ہے
فرحت عجیب آج ہریک مرد و زن کی ہے

ہر یک خوشی بجا ہے ای اہل دکن تمہیں
نظارہ ایسے جشن کا ہیکو عطا ہوا
مازان رعایا شاہ پہ شہ ان بہ شادمان
کس طرح مجھے حضرت آصف کا وصف ہو
امیرے خوشی شہ آصف کے عہد کی
اس عہد شہین جہل ہے بقدر کس قدر
اقبال وجاہ شہ کا فزون تر ہو ویدم

قسمت بلند آج تمہارے وطن کی ہے
منت یہ کیسی بارگہ ذوالمن کی ہے
نسبت یہ گویا دونوں میں اب روح دن کی ہے
طاقت قلم کی ہے نہ زبان و دہن کی ہے
باقی نہ ایک شکل بھی رنج و محن کی ہے
جو کچھ یہاں ہے قدر فقط علم و فن کی ہے
جب تک بقا الہی زمین و زمین کی ہے

تاریخ جشن تم یہ سنا دواہی بادشاہ
اب جو ملی جہان میں نظام دکن کی ہے

قطعہ تاریخ جو جلسہ دستار بندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور کیلئے لکھا گیا

خوب ہے مجمع مسرت خوب ہے
سال اس جلسہ کا لکھو بادشاہ

علم کا ہے آج عز و جاہ خوب
جلسہ تعلیم طلبہ واہ خوب

قطعہ تاریخ جو حیدر آباد دکن میں لارڈ مٹو و لیر کے ہند کی شریف آوری پر لکھا گیا

ہوے ہیں رونق افزا و لیر کے ہند بڑے
ہوا آراستہ پیر استہ یوں ہر گلی کو چہ
نہ کیوں سرور ہو محظوظ ہو ہر دم دل جہان
عجب دانش و زاتھیں میزبان مہان کی نظر تیر

نہ تھی کس کو تنہا اس مسرت خیزت ہو کی
بنی ہے آج شکل شہریک معشوق و لہو کی
نچی ہے دہوم ہر جا میزبان کے خلق نیکو کی
ہے اگلے آگے کیا وقت غلاطون کی اسطو کی

لب بھبت سے سال عیسوی اسے بادشاہ فوراً
کہو اب ہے خوش آمد دکن میں لارڈ مٹو کی

قطعہ تاریخ جو آریل جسٹس عبدالرحیم صاحب بہادر عہدہ سبھی ہائی کورٹ مدراس پر ماریچکے
معلق لکھا گیا

سرکار میں معزز عہدے نو یوں بہت ہیں
صد شکر اذنوں میں رونق فزائے ہی کوثر
مدرسہ امتیازی قسمت کی یاوری ہے

رکھتا ہے سب میں لیکن شان عظیم جس
ذی جاہ بکے سلمان مرد سلیم جس
ہمدرد قوم آئے کیسے فہیم جس

تاریخ عبسوی یہ اے بادشاہ لکھو
فرخ نہاد ہیں یہ عبدالرحیم جس

قطعہ تاریخ جو افتخار حجازی ریلوے پر لکھا گیا اور اخبار مجلہ دکن مدراس مطبوعہ ستمبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا

مچی ہے کس نوید جانفرا کی دہوم عالم میں
نظر آتا ہے یہ کس شاہد مقصود کا حلوہ
سب کیا ہر طرف آثار عشرت یوں ہویدا ہیں
سنو یہ وجہ اسکی ریل آپہنچی مدینہ کو
خوشی ہم ہی منائیں گریہاں ہرگز نہیں بجا
مبارک شہر کو پہنچی مبارک ریل ہے بیشک
سہولت اب سفر کی حاجیو تم کو مبارک ہو
وہ دن بھی آئیگا سنلو گے پہنچی ریل مکہ کو
یہ سب کسکے بدولت کون ہے اس ریل کا بانی
ہے خاقان ابن خاقان اور سلطان ابن سلطان
یہ وہ سلطان ہے جسکو خادم الحرمین کہتے ہیں
یہ وہ سلطان خلافت کا ہے جسکے یک جہا قائل
یہ وہ سلطان ہے جس سے کل مسلمانان دنیا کو
تدبیرین تحمل میں فرست میں لیاقت میں
محبت اسکی مثل می ہمارا دل ہے پیا نہ

زبان پر کیوں ہر ایک کے آج شکر رب باری ہے
بہا ہے جو کون دل میں یہ رحمت آج کیسی ہے
سب کیا جا بجا یہ اتفاق و حب قومی ہے
بصد شوکت و ہان اب ہکا جشن افتتاحی ہے
ہمارے واسطے یہ بلکہ لازم ہے ضروری ہے
مبارکباد کے قابل مسرت یہ ہماری ہے
تم اچھے ہو تمہاری اذنوں تقدیر اچھی ہے
زیادہ کچھ مہین عرصہ جو مدت ہے وہ ٹھوڑی ہے
وہی یعنی امیر المومنین سلطان غازی ہے
ادب سارا یورپ کو کہتا ہر محبٹی ہے
یہ وہ سلطان کہ جو شرع نبی کا دل سے حامی ہے
یہ وہ سلطان کہ جبر سلطنت خود ناز کرتی ہے
شرف ہے فخر ہے اعزاز ہے اور سرخروئی ہے
بھلا تاریخ میں بتلاؤ ہمسراں کا کوئی ہے
زمانہ بنگیا ساقی ہمیشہ دور جاری ہے

یہی ہے آرزو دل کی بھی ہے التجا حق سے
شہید و دہشتہم کا بھی ہم پر شکریہ لازم
تعلق ہو دونوں شاہ سے ہے فرق ہے اتنا

جہان میں وہ رہے باقی جہان جب تک باقی ہے
کہ جس نے مذہبی کاموں میں آزادی نہیں دی ہے
وہ دینی ہے یہ دنیاوی وہ روحی ہے یہی ہے

تلاش لے پاؤ شہ تہی بہر سال افتتاح ریل
کہا ہاتھ نے شہ کو مبارک ریل بھینچی ہے

قطعہ ناریخ جو طغیانی موسیٰ ندی واقع حیدر آباد دکن کے متعلق لکھا گیا اور اخبار مجر دکن مدراس مطبوعہ
نومبر ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا

حادثہ شکر ترا ای حیدر آباد دکن
موسیٰ ندی کا ہے یوں سیلاب آیا ناگہان
کوئی تو دب کر موات کوئی ہوا ہے غرق آب
کر دیا بے استقامت اسکو بھی سیلاب نے
گر گئے صد ہا مکان بچید ہوا نقصان مال
لالہ و گل تھے جہاں اب ہے وہاں سب خاروں
بچکے صدمہ سے جو اوکی تھی کیا حالت زبوں
آفرین صد آفرین ہے تو نے لے شاہ دکن
کھا نا بھوکوں کو کھلایا کپڑے ننگوں کو دے
اللہ اللہ یہ نوازش یہ رعایا پروری
تجھ سا حاکم آج تک تخت دکن پر کب ہوا
کیون نہ تاریکی شب غم کی دکن سے دور ہو

آہ ادل کس کا نہیں ہے خنجر غم سے دو نیم
جس طرح کرتی ہے دہا و ملک پر فوج غنیم
کہلگئی تھی خلق پر کبارہ عین و دال و سیم
تہا سن تعمیر جس پل کا صراط مستقیم
سیکڑوں بیوہ ہوئیں عورات اور بچے یتیم
ہے روان باد خزاں جس جا پہنچتی تھی نسیم
ہائے انکی بے بسی وہ رنج و غم وہ خوف و بیم
کہ قدران خستہ حالو پیر کیا لطف عظیم
اور اپنے خاص ایوان میں کیا انکو مقیم
حشر میں دیکھا جزا کیا کیا تجھے رب کریم
واقعی ہے ذات تیری فخر شاہان قدیم
ماہ تابان تو ہے اور انجم ہیں سب تیرے ندیم

ہاتھ غنیم نے بہر سال مجھ سے بادشاہ
کہ دیا - آیا دکن میں وائے سیلاب عظیم

قطعہ تاریخ جو منقبتی ہنر پائش نواب غلام علیخان بہادر والی ریاست بگین پٹی کے متعلق لکھا گیا۔

ہوی آج یکسی مسند نشینی درخشان ہے تقدیر بگین پٹی کی نہیں کچھ یہ سجا اگر آب زر سے عجب چشمہ فیض ہے یہ ریاست	ریاست کا گلش ہے سرسبز و شاداب کشادہ مین کیا کیا مسرت کے ابواب لکھن تذرہ اسکا ذی فہم اصحاب شب و روز خلق خدا جس سے سیراب
---	---

لکھو بادشاہ تم یہ سال سیحی
غلام علیخان ہوا آج نواب

قطعہ تاریخ جو لارڈ مٹو بہادر و میسرے ہند کی تشریف آوری مدراس پر لکھا گیا اور اخبار خبر دکن مدراس
مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا

کیا مبارک ہے تو لے ماہِ ڈسمبر کی نہم گلش مدراس میں کیا لائی ہے تو نے بہار نائبِ یزور دہم رونق افزا ہین یہ سان چل رہا ہے دورانکے بادۂ دیدار کا خیر مقدم کے منانے کا ہے بس موقع یہی بلدۂ مدراس ہے آراستہ پیراستہ آپ لائٹانی فرسٹ مین ہو یکتا فہم مین آپ کی کوشش کا ثمرہ ہے یہ ایکیم جدید	تیرا آنا گویا ہکون فال نی کو ہے یہ آج جانفزا ہر یک گل و غنچے کی خوشبو ہے یہ آج شادمانی و طرب کی دہوم ہر سو ہے یہ آج ساغر چشم خلافت خوب ملو ہے یہ آج ہکواظہار و فاداری کا قابو ہے یہ آج ہر گلی و لکش ہے ہر یک راہ دلجو ہے یہ آج کون مانند آپ کے خوش خلق خوش ہے یہ آج آپ کے احسان کا انکار کس کو ہے یہ آج
---	--

جستجو ہے گرجے تاریخ کی ای بادشاہ
لکھو خوشاں بہادر و لارڈ مٹو ہے یہ آج

قطعہ تاریخ جو جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب کے انتخاب لیجسلیٹو کونسل مدراس کی ممبری پر لکھا گیا

تاجر والا ہم نیکو شیم	عبد مین قدوس کے عالی جناب
-----------------------	---------------------------

مجمع اوصاف جنکی ذات ہے ذی وجاہت ذی فرست ذی کمال جنکے گھر سے فیض یک عالم کو ہے کونسل کے آج وہ ممبر ہوے دل ہر یک کا ہے خوشی سے مانغ مانغ دہوم ہے ہر سو مبارک باد کی سرخ رویا رب رہن یہ قوم مین	جن کا شہرہ ہے مثال آفتاب مح خوان جنکے ہن سارے شج و ثاب قوم ہے ممنون جن سے بے حساب کر دیا انکو خد نے کامیاب واقعی ہے یہ سرت لاجواب ذکر ہے ہر جایہی با آب و تاب قوم ہوا نسے ہمیشہ بہرہ یاب
--	--

مین نے سال کا سیاہی بادشاہ
لکھ دیا۔ اچھا مبارک انتخاب

قطعہ تاریخ جو بہر مجبئی کنگ جارج پنجم شاہ انگلنڈ و قیصر ہندوستان کے تخت نشینی کے متعلق لکھا گیا

ہزاران آفرین ہے جارج پنجم خوشی اب بہرین ہے جارج پنجم کوئی تجھ سا نہیں ہے جارج پنجم رعایا خوشہ چین ہے جارج پنجم عجب ماہ مبین ہے جارج پنجم ترا تاج و نگین ہے جارج پنجم یہی ہکو یقین ہے جارج پنجم تمنا یہ ہمیں ہے جارج پنجم	ہے اب رونق فرارے تخت انگلنڈ مبارک باد کی ہر سو صدا ہے رعایا پر درو عادل و باذل نرے ہی خرمن فیض و کرم کی پسہر دولت و اقبال کا تو سراسر مورد فضل الہی چلیکا باپ کے نقش قدم پر سنادین مصرع سال جلوس آج
---	--

سرا عدد کو کرد و دور سنلو
خوشا او برنگ نشین ہے جارج پنجم

قطعہ تاریخ جو صحت یابی شمس العلماء خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر متخلص بہ ولا ساکن حیدر آباد دکن پر

لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳۲ مئی ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا	
<p>عزیز جنگ بہادر و آلتے والا شان وجود تیرا جہانیں بسا غنیمت ہے تے فیوض سے آبِ سفید کون نہیں خبر جو تیری علالت کی اندون پھیلی ہر یک زبان پر تھی تیری سلامتی کی دعا پئے علاج اطبا اودہر ہوئے مصروف ہزار شکر ملی تجھ کو دولتِ صحت</p>	<p>شہیر خلق ہے تو با ہزار زیبائی تے ہی دم سے ہے ہر فن کی قدائی تمام ملک دکن دل سے تیرا شیدائی نود و ستون کی طبیعت بہت ہی گہرائی ہر ایک دل نری صحت کا تہا تمنائی ادہر عنایتِ خلاق جوش پر آئی ہزار شکر خدا نے امید بر لائی</p>
<p>سنائی ہم نے لب بادشاہ سے تاریخ عزیز جنگ نے نام خدا شفیق پائی</p>	
<p>قطعہ تاریخ جو جلسہ ابتدائے رسالہ المضمون مدراس کے لئے لکھا گیا</p>	
<p>شکر صد شکر منعقد ہے آج بادشاہ اسکی تم لکھو تاریخ</p>	<p>جلسہ ابتدائے المضمون طرب افزا بنائے المضمون</p>
<p>قطعہ تاریخ جو جلوس ہرنائنس میر عثمان علیخان بہادر جی سی۔ ایس۔ ای۔ نظام ہنم حیدر آباد دکن خلد شہر ملکہ و سلطنت پر لکھا گیا</p>	
<p>ہو گیا تخت دکن پر جلوہ گر بادشاہ نے لکھ دیا سالِ جلوس</p>	<p>میر عثمان علی والا مقام اب ہوا شاہ دکن ہنم نظام</p>
<p>قطعہ تاریخ جو دول یورپ میں جنگ عظیم چہر جانیکے متعلق لکھا گیا اور اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۹۱۴ء میں شائع ہوا</p>	
<p>یورپ کی دولتوں میں کیا جنگ چہر گئی ہے سال اسکا بادشاہ سے پوچھتے ہو سنا</p>	<p>کس نے نظیر اسکی تاریخ میں ہے دیکھی جنگ عظیم یورپ سے اسکا سال بھری</p>

قطعہ تاریخ وعظ جناب مولوی حاجی غلام محمد صفا شملوی زاو مجسدہ جو مسجد بینان کوچہ آندرسن مدرسہ

مین پڑھا گیا

میں نے آپ کی مسجد میں آج وہی پائیگا جس نے خالق سے دین کے واسطے ہے یہ دنیا مولوی شملوی صاحب کا بیان ایسے واعظ کی اگر قدر نہ ہو میں یہی ندوۃ العلماء کے کیل	شملوی وعظ کا کیا چرچا ہے دین کی باتوں کا جوشیدا ہے اگر نہ ہو دین تو دنیا کیا ہے پوچھنا کیا ہے بہت عمدہ ہے قدر کا لفظ ہی پھر بجا ہے ہند میں انکا بڑا شہر ہے
--	---

بادشاہ وعظ کی تاریخ لکھو واعظ سے سحر بیان اچھا ہے	
تاریخات مساجد و عید گاہ	

قطعہ تاریخ جو مسجد پنکندہ واقع ضلع انت پور کیلئے حسب فرمائش اہل پنکندہ لکھا گیا

خوب تیار یہ ہوئی مسجد کہدیا سال اسکا ہاتھ نے	دل ہوا مومنوں کا فرحت نامک کہ نہ ہے خانہ خدا سے پاک
---	--

قطعہ تاریخ جو مسجد پنکندہ واقع ضلع چتور کیلئے حسب فرمائش اہل پنکندہ لکھا گیا

فضل سے اللہ کے پنکندہ زمین کہدیا ہاتھ نے سال اختتام	ہو گئی تعمیر مسجد با صفا مومنین کا مسجد گاہ بیت خدا
--	--

قطعہ تاریخ جو تعمیر عید گاہ آمبور کیلئے حسب فرمائش بالگی قادر بادشاہ لکھا گیا

شکر ہے یہ عید گاہ طاعت حق کیلئے فکر تہی تاریخ کی دل نے کہا بادشاہ	ہو گیا تیار از فضل خدا سے جہان لکھو دیکھو یہ خوشنما عید گاہ مومنان
--	---

تاریخات شادی	
--------------	--

قطعہ تاریخ نکاح احمد حسین صاحب فرزند جناب نطہر رائٹس لدین صاحب ساکن وانباری جو محفل نکاح میں پڑھا گیا اور دوسرے سفر کی تاریخوں کے ہمراہ طبع کر کے تقسیم کیا گیا۔

گلشن میں فصل گل کی کیا دہوم ہے چچی آج
ابر بہار کا کیا جاری ہے فیض ہر سو
سبرہ کی سبز بختی ہے تابل نطار
خچون کا مسکرانا پہولون کا پہول جانا
بے انتہا زر گل تقسیم کر رہا ہے
مصروف ناز ہے گل جو نیاز لب لب
ثابت قدم ہے راہ عیش و طرب میں یکجا
دل ہے کہن لبہا قی آنکھیں کہیں جبراتی
رنگ چمن سے اسی دل حیران کیوں ہوا ہے
نطہر شمس دین کا فرزند نیک طینت
چرچا ہے تہنیت کا ہر ایک کی زبان پر
علا و عہدگان سب میں جمع باجماع
کس کس کا نام لون میں کی صفت لکھوں میں
یار ب عروس و نوشہ ہر دم میں سلامت
یہ لطف زندگی بس قائم رہے ہمیشہ

نغمہ سر ہے بلبل ہر ایک بصد خوشی آج
ہر نخل تازہ رہے ہر شاخ ہے ہری آج
گو یا بچھا ہے ہر جا فرش زردی آج
دکھلا رہا ہے کیا کیا انداز خرمی آج
دیکھو تو باغبان بھی کس درجہ ہے سخی آج
دونوں کی دل لگی یہ ہر دل کو ہے لگی آج
سرو سہی کو حق نے کیا دی ہے رہتی آج
زرگس کی شوخیان میں وائند دیدنی آج
کیا یہ نوید فرحت نو نے نہیں سنی آج
پایا ہے بارک اللہ اعزاز نوشہی آج
جو طرب میں یکسر کیا پیر کیا صبی آج
اس جن کی عیان ہے رونق کچھ اور ہی آج
عاجز فلم ہوا ہے قاصر زبان ہوئی آج
باصدق دل ہی میں ہوں تجھ سے ملتی آج
جو طرح انکو حاصل ہے لطف زندگی آج

تاریخ کا مصرع سن لیجے بادشاہ سے
ہے بزم تخت ذاتی احمد حسین کی آج

قطعہ تاریخ تخت ذاتی جناب عبدالوہاب صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد يوسف صاحب مرحوم توتون ویلور کی لڑکی سے لگتی

مرجائے نبوین ماہِ رجب
تیرے آنسے ہوئے سرور ہم
نیک ہے معود ہے محمود ہے
ہونے دکھلائی ہمیں صبحِ سید
یعنی فضلِ حق سے اب نوشہ ہوا
ذی مروت مظہرِ خلق و کرم
دہوم ہے ہر جا مبارکباد کی
یون شگفتہ ہے دل پر و جوان
واسطے تاریخ کے ای بادشاہ

تو ہے کیا جلوہ نما با آب و تاب
برے آنسے ہوئے ہم کامیاب
تجھ کو زیبا ہے ہر یک زیبا خطاب
تجھ سے اب مقصد کا چمکا آفتاب
دوست یک میرا لیاقتِ انتساب
ہر صفت میں ہے وہ فردِ لا جواب
خرمی بجد ہے فرحت بے حساب
تازہ تر گلشن میں ہو جسے گلاب
فکر سیری ہو گئی وقفِ حساب

لیکھ ہاتھ سے یون آئی نذا
ہے یہ فرخ شاہی عید و باب

قطعہ تاریخِ کتھانی جناب عبدالقادر صاحب برادرِ جناب شیخ احمد صاحب و یلوری جناب حاجی محمد یوسف
صاحبِ عوم متوطن و یلور کی لڑکی سے کی گئی تھی۔

بارگِ لہ یہ کیا محفل ہے
سنو کہنا ہے کہ کچھ لکھ مضمون
شکلِ غنچہ ہے کوئی قبسم
مدحِ خوانِ صورتِ بلبلِ کوئی
جا بجا یون ہے اثرِ فرحتِ سما
برے یک دوست ہیں شیخ احمد نام
ہوا اب انکے برادر کا نکاح
ذی وجاہت ہے سرِ سرِ لو شاہ

ہر طرف جوشِ طرب ہے ظاہر
طبع کہتی ہے کہ میں ہوں حاضر
شلِ گلِ کوئی شگفتہ خاطر
کوئی نرگس سا ہمہ تن ناظر
جیسے گلشن میں صبا ہے سایہ
صاحبِ خلق میں ذی شانِ تاجر
اسلئے ہے یہ مسرت وافر
طرہ ہے اسے لباسِ فاحشر

<p>جمع کیا کیا ہیں بہان اہل کمال رونیق اس بزم کی کچھ اور ہی ہے سب کے لب پر ہے مبارکبادی چونکہ بے لطف ہے اب طول کلام شاد و حرم رہیں دولہ و لہن بادوشہ داد سخن کی دینگے</p>	<p>عالم و فاضل و منی ستا اہتمام اسکا ہے بالکل نادور کون ہے کسی زبان ہے فاصر لس ہی میری دعا ہے آخر فضل حق اسکا ہو ہر دم ناصر وہ جوہن من سخن کے ماہر</p>
---	--

<p>لب ارمان سے سنا دو تاریخ خوب ہے شادی عبدنا در</p>	<p>مادہ تاریخ نکاح خطیب محمد عبدالرشید صاحب فرزند مصنف نکاح خطیب عبدالرشید</p>
--	--

<p>قطرہ تاریخ کتختائی خباب خطیب مولوی محمد عبداللہ صاحب فرزند خباب خطیب عبدالرحمن صاحب منوطن و نابھری خندہ زن گل بہین شگفتہ طبع سارے عنذلیب جس طرح دربار شاہی میں ہو آواز نفیب راز دل حبیب کسی سے کوئی کہتا ہے حبیب آتی ہے باد سحر اب شکے استاد و ادیب کون ہے اہل چین میں آج محتاج و غریب ناز ہے یہ بل و گل کو ہے کون اپنا رقیب جبکا ہے ہم گرامی عبد الرحمن خطیب آج وہ نوشہ ہوا از فضل خلاق عجیب آج آتی ہے نظر مجھ کو خوشی ہی خوش نصیب ذات نوشہ میں یہ سب ہیں جمع با نشان عجیب</p>	<p>شکر اللہ آج ہے گلشن میں کیا فصل بہار عمہ بلبل ہے پتیاں شاہ گل اس طرح شاخہاں گل ہم کرتے ہیں یوں سرگوشیاں طفل غنچہ کا دہن وا ہے جو لبسم اللہ سے ہر شجر فیض زر گل سے تو نگر بنگیا سر بسر حیران کہیں گلچین کہیں صیاد ہے یعنی یک میرے کرم دوست ذی لطف و کرم انکا نور لہن ہے جو صاحب علم و کمال شاد ہے سرور ہے خرسند ہے ہر یک بشر علم و اخلاق و تواضع نیکوئی خوشدلی</p>
--	--

بزمِ میل فلک ہے شکلِ اُسم جمع بین
مولوی حاجی حضر محمود جن کا نام تھا
گو نہیں زندہ ہیں زندہ مگر ہے انکا نام
دولہ و دلہن کو یارب شاد رکھہ آباد رکھہ

عہدِ گمانِ شہر سارے اور علمائے لبیب
عقدِ نوشہ میں جو آئی انکی ہے دختِ نجیب
رہبر دینِ پمیر غمخوار و حافی طیب
تیرے افضال و کرم ہر دم میں انکے قریب

مصرع تاریخ یوں لکھا ہے میں نے بادشاہ
ہے مبارک عقد نیکوئے عبید اللہ خطیب

قطعہ تاریخ کتختائی حکیم محمد عبدالواحد صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب ساکن مدراس

بعد واحد کا ہوا بیا ہوا آج
بادشاہ تم یہ سنا دو تاریخ

دہوم ہر جا ہے خوشی کی زاہد
شادیِ سرخ عبدالواحد

قطعہ تاریخ کتختائی دختر نیک اختر جناب دادا لغنی محمد ابراہیم صاحب سکرٹری محمد ان ایجوکیشن سٹیو انسا

کس زبان سے ہو تراشکر و سپاس
شاہد مقصود کو تو نے کیا
جیسے گلشنِ بین روانِ باد نسیم
دل سے ہر ایک کے یہ کہتی ہے خوشی
کون ہے ایسا جو باغِ دہر میں
یعنے یک میرے کرم دوست نے
واہ کیا محفل ہے جس پر ہے خدا
اہلِ محفل صورت پروانہ ہیں
ہر دہن وقفِ مبارک باد ہے
دل میں مہانوں کے مدت تک رہے
مصرع تاریخ کی تھی جستجو

فضل کیا ہم پر ہے اے اللہ آج
جلوہ گر مانند مہر و ماہ آج
یوں خوشی کی ہے دلوں میں راہ آج
خادمہ تیری ہوں بے تنخواہ آج
اس مسرت سے نہیں آگاہ آج
عقدِ حتر کا کیا دلخواہ آج
ستان و شوکت اور عروہ و جاہ آج
اور شمعِ بزم ہے نوشاہ آج
ہر زبان پر ہے صدائے واہ آج
مہربان تیری لطف و چاہ آج
آئی ہانف سے ندا ناگاہ آج

دخت ابرار اسم کا ہے بیاہ س آج

کے مکان میں رو برو حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ پڑنا گیا

اے ملک بادشاہ تو لکھدے یہ سال بھری

نوشاہ نیک خواجہ الطاف حسین ہے آج

شکریہ کیا ادا ہو ہم سے اے رب کریم

تیری صنعت کے ہین تیار جملہ عقلائے زمان
 شان ارفع ہے تری اور تیری قدرت ہے بڑی
 سے اعلیٰ سب سے برتر تیرا احسان ہے بھی
 تو نے وہ بزم مسرب بہکو دکھلائی ہے آج
 یعنی ملایا لم امین الدین صاحب ذی وقار
 آج نور لعین کا انکے ہوا عقد کساح
 پورا پورا اگر لکھوں اس بزم کا مین کرو فر
 اس مسرت کی خبر پھیلی ہے ہر سو شہر مین
 واہ کیا رونق ہے کیا زینت ہے اس محفل کی آج
 وصف کے قابل ہے نوشتہ نیکو نیکو خداد
 فارسی اردو و انگلش کا نہیں ماہر فقط
 اب دعا کرتا ہوں حق سے بہر نوشاہ و عوس
 سارے آفات و حوادث سے انھیں محفوظ رکھ

تیری حکمت ہے بین حیلان سارے دنیا کے حکیم
تیری رحمت ہے کشادہ تیرا احسان ہے عظیم
تو نے رکھا دین احمد پر جو بہکو مستقیم
سایہ افگن جب ہے ہر دم ترا فضل عظیم
منظر لطف و عنایت دوست ہیں میرے صمیم
فرحت و صحبت ہیں کیا کیا دہن ہر یک کے مقیم
صفحہ کاغذ یہ میرے ہوں مدا و راقیم
جس طرح گلشن کے اندر مہر و ان باد نسیم
جمع ہیں تجار کیسے کیسے علمائے محسیم
ذی مروت ذی وجاہت طبع ہے اسکی فہیم
بلکہ عربی قابلیت بھی ہے اسکی مستقیم
خوش رہیں خرم رہیں یہ دہرین بے خوف و بیم
کر کرم ان پر اپنی نام ہے تیرا کریم

فکر بھی تاریخ کی دل نے کہا ای بادشاہ
لکھ کہ - زبا خوب ہے اب شادی عبدالرحیم

قطعہ تاریخ تختہ آئی احمد بادشاہ صاحب شہزادہ شہزادہ سید صاحب مشون گوٹہ پور واقع و امباری جو حسب
نمایش اراکین انجمن خیر خواہ عام گوٹہ پور و امباری لکھا گیا

آج تو نے کیا خوشی کا دن ہمیں دکھلا دیا
جبے عجبوں کو سنگفتہ کرتی ہے بادشاہ
معدن اخلاق خوشخو صاحب فہم رسا
بارک اللہ اب مبارک عہد اسکا ہو گیا
کسکے لبے اب نہیں آتی صدائے مرحا
ہیں بہ نوشتہ اسکے یک برجوس ممبر باصفا
پیش کرتی ہے یہ ہدیہ قطعہ تاریخ کا
ہے ہی مقصد ہی ارمان یہی ہے مدعا
خوش بین خرم رہیں دنیا میں ہر صبح و ما
یا الہی انکو تو ہر یک مصیبت سے بچا

شکریہ ادا کیا کریں ای خالق جہل و علا
یوں کہا خندان و لونگو آج میرے فضل نے
یہی یک مخلص ہمارے دی لیا ت ذی کمال
نام احمد بادشاہ ہے عرف ہے باشامیان
کسکے چہرے بہ نہیں آثار فرحت کے عمان
ہے ہماری انجمن جو خیر خواہ عام نام
انجمن اپنی طرف سے آج با صد ذوق و شوق
ازرہ الطاف اس ہدیہ کو ہو شرف قبول
التجاہم سب کی ہے بارب کہ نوشاہ و عروس
الفت و اخلاص ان میں دمیدم ہو ازیاد

آگیا ای بادشاہ تاریخ کا مجھ کو خیال
شادی دلخواہ احمد بادشاہ - دل نے کہا

قطعہ تاریخ تختہ آئی احمد بادشاہ صاحب شہزادہ شہزادہ سید صاحب مشون گوٹہ پور واقع و امباری جو حسب
نمایش اراکین انجمن خیر خواہ عام گوٹہ پور و امباری لکھا گیا

اللہ کا کرم ہے کیا آج اللہ اللہ
باشان با تاج اب بنگتے ہیں نوشاہ
خوش خلق خوش طبیعت شاعر دقائے آگاہ
اوج کرم کے گو یا یک مہر ہیں تو یک ماہ

ہنگام شادمانی عالم میں جلوہ گر ہے
یک دوست نیک طینت اسحق سیٹھ نامی
مغموم سیٹھ انکے ہیں محترم برادر
ہیں دونوں یہ برادر سب جو ہونکے جامع

دل نے سرور پایا آنکھوں نے نور پایا ہر سمت سے صدا اب آتی ہے تہنیت کی بدرد عروس عالی بہت ہیں سیٹھ پونس کہنے ہیں ہم مبارک طرفین کو مبارک یار عروس و نوشہ و ایم رہن سلامت	مخل ہے کیا یہ عمدہ جمع ہے کیسا دلخواہ ہر لب پہ مرجا ہے ہر یک زبان پہ ہے وہ ذی فہم ذی فرہنگ ذی قدر اور ذی چاہ یہ جشن یہ مسرت یہ ساعت اور یہ بیاہ سیری عنایتیں ہوں ہر وقت انکے ہراہ
---	---

تاریخ بادشاہ تم کھدو زروئے اخلاص اسحاق سیٹھ کی کیا شادی ہے بارک اللہ	
---	--

قطعہ تاریخ عقد ثانی مولوی احمد حسین صاحب ایم بی بی بل محمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملک مرے برادر نے عقد ثانی کیا ہے انا بفضل نیر و حضور عالی شدہ دکن کے ہیں اعلیٰ درجہ کے محد وہ یہ وہ ہے تغریب بے تکلف یہ ایسی محفل ہو سادہ یہی ہے پابندی شریعت بھی ہے تعمیل حکم سنت خوشی کی ہے آج وہوم ہر جا ہر ایک لب پر خوشی کا چرچا یہ دولہا ہیں رہیں سلامت فرما ہو اقبال جاو حثمت	برائے ہیں آج دوستوں کے مفاصلہ و مدعا و راہ ہر اکب شام و سحر ہے انہر لوانش خسروی فراوان ہزاروں آرائشیں نقد ہزاروں زینت ہیں سپہ قربان یہی ہے مرغوب اہل دانش یہی خدا و نبی کا فرمان کسی کا دل محو خوش الفت کوئی ہر شادان کوئی ہر خندان الہی انیر ہر آن و ہر دم تری عنایت رہے نگہبان
---	---

نلاش تاریخ ای مجوہوی ہے جب طبع بادشاہ کو کہا یہ ناقہ نے اپنے منہ سے نکاح احمد حسین ذی شان	
--	--

قطعہ تاریخ عقد ثانی عبدالباسط میان صاحب فرزند جناب ساہوکار عبدالرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ جو ساہوکار سید حسین صاحب بہادر ساکن چتور کی دختر نیک خرم سے کی گئی	
--	--

آفضل بہاری کیا طرب افزا ہے آج چل رہا ہے ہر طرف سے دو صہبائے نشاط لڑکھڑاتا ہے نتہ سے سرور غنا کا قدم	باغ عالم کا عجیب عالم نظر آتا ہے آج گل ہر یک ساعر ہے غنچہ صورت بنا ہے آج دبدۂ نرگس بجا محجور و دل افزا ہے آج
---	--

بلبلو نعمہ پہ لیے ماز کیا کرنے ہو تم
صفیہ گلشن سے گم بون ہو گیا نام الم
اللہ اللہ کقدر رنگ چمن کا ہے اثر
چینیہ دے دیکر جگانے کو لگا اربہار
کیون نہ بادی صبا دل سے ہوا خواہ حیرن
بے سبب ہرگز نہیں گلشن کی یہ دلچسپان
ذی فراست ذی محبت عبد باسط جسکا نام
فضل سے اللہ کے اسکا ہوا عفو کناح
عبدالرزاق گرامی قدر بقا اسکا بدر
جمع اسکی ذات والاہین یقین کیا کیا خوبیان
آرزو بر آئی یک عالم کی اب شکر خدا
ہین خسر نوشاہ کے عالی ہم حسین
وید کے لائق نہ کیونکر ہو یہ سارا اہتمام
خوش اور صاحب سے جمع ہین نوشاہ کے
اے فلک محفل بہ ایسی ایسا جمع یہ خوشی
دولہ دلہن کو الہی سنا رکھہ آباد رکھہ
لمحہ کہتی ہے کہ اب بے لطف ہے طول سخن

بے زبان سوسن زبان حال سے گویا ہے آج
صورت حرف غلط داع دل لالہ ہے آج
غیرت رگہائے گل تار نظر میرا ہے آج
سبزہ خوابیدہ اپنے خواب سے چونکا ہے آج
ہر لب منجہ صدائے مرجا سے وا ہے آج
کرو فرسا کسی کے جشن شادی کا ہے آج
جسکے چہرہ سے سعادت کا اثر پدا ہے آج
نوشہ اعراس نے واہ کیا پایا ہے آج
وہ نہیں زندہ ہے لیکن نام تو زندہ ہے آج
غز کڑ پہ تھا وہ بیشک ہر کوئی کہتا ہے آج
بعد مدت کے خدا نے دن یہ دکھلایا ہے آج
نام نامی آپ کا مشہور تر ہر جا ہے آج
وصف کے قابل یہ حسن انتظام نکلا ہے آج
ملکہ چتورین کیا جلوہ کڑ پہ ہے آج
سچ بتا تو نے کبھی دیکھا تھا جو دیکھا ہے آج
التجا تجھ سے ہی ای خالی نکتا ہے آج
شوق کہتا ہے کروں کیا جوش کہتے آج

بادشاہ اس جشن کی تاریخ گر لکھتے ہو تم

لکھتے۔ عقد عبد باسط کیا ہی فرخندہ ہے آج

قطعہ تاریخ تختہ آئی سد عبد الحکیم صاحب فرزند جناب حکیم سید عقیل علی صاحب متوطن و انبائی

آج کیا تقریب ہے کون شادمان ہن خاص عالم

خوش پر ہے آج کون فضل خداوند کریم

یوں شکستہ کس لئے ہے گلشن و یلور آج
 آرہی ہے کیوں صد اہر سو مبارک باد کی
 اپنے یک سیکر مفرماہیں جو سید عقیل
 آج فرزند سعادتمند کا اُن کے نکاح
 ہیں خسر نو شاہ کے سید حکیم عارف علی
 یوں کہا دل نے سرت سے نہیں تجھ سا رفیق
 عمر و دولت دولہ و دلہن کی ہو یارب زدو

تھنڈی تھنڈی چل رہی ہے کس سرت سے نسیم
 جو شکر ایزدی ہے ہر مسافر ہر مقیم
 معدن فن طبابت دوست ہیں یک سر قدیم
 ہو گیا باکر و فر باجہ ہاستان عظیم
 خلق میں مشہور تر ہیں جنکے اوصاف عظیم
 دل سے کہتی ہے سرت آپکی ہونین ندیم
 الفت و اخلاص میں باہم رہیں یہ مستقیم

مصرع تاریخ تم سب کو سنا دو بادشاہ

فرحت افزا ہے یہ زیبا شادی عبد الحکیم

قطعہ تاریخ کھڈانی محمد سعد اللہ بادشاہ صاحب فرزند جناب حاج محمد عبد السلام بادشاہ ہضام مرحوم ساکن مدینہ

شعبان کی مبارک فیوین ہے آئی
 آئیں نئی ہین زیبائشیں نئی ہین
 ہین جمع کیسے کیسے ذی علم و ذی وجاہت
 پدر عروس عبد القدر و س بادشہ ہین
 عبد السلام با شاتیرا پدر کرم
 عم بزرگ تیرا عبد العزیز پاشا
 زیب بدن جو تیرے پھولونکے ہا ہین آج
 یارب عروس و نوشہ دائم رہیں سلامت

مسند پر نوشہ ہی کے جلوہ کنان ہے نوشہ
 ہر کرد و فریا ہے اور نوجوان ہے نوشہ
 والا ہے شان مجلس عالی نشان ہے نوشہ
 لاریب افتخار کل نوشہاں ہے نوشہ
 مداح آج تیرا سب خاندان ہے نوشہ
 با صدق دل وہ تجھ پر کیا مہربان ہے نوشہ
 کہتا ہے بلبل دل صد گلستان ہے نوشہ
 یہ التجا ہر یک کی ورد زبان ہے نوشہ

ای بادشاہ سال تاریخ تم سنا دو

سعد اللہ بادشاہ اب با عز و شان ہے نوشہ

قطعہ تاریخ کھڈانی حاجی عبد الرحیم صاحب فرزند جناب حاجی عبد الصمد حماد مرحوم متوطن و انباری

عقد کی کے یہ آج دہوم محی خوب ہے
وقف سماعت ہے گوش محو نظارہ ہے چشم
محفل نجم فلک تھکو مبارک رہے
جمع ہین علمائے دین دین کے رکن کین
ای موشعبان کی نوزدہم مرحبا
تو نے دکھایا ہین آج وہ جشن نکاح
نوشہ فرخ بہاد نام ہے عبد الرحیم
منیع لطف و عطا صاحب فہم رسا
والد نوشاہ تھے عبد صمد ذی ہم
شاد ہین خوش رہین دولہ دولہن مدام

رنگ طرب خوب ہے جوش دلی خوب ہے
شکر ہے لب پر روان دلین خوشی خوب ہے
ہمکو بھی محفل پیر و صبی خوب ہے
انکے قدم سے یہاں زیب دہی خوب ہے
نیک ہے سماعت تری شان تری خوب ہے
جکا بجا اہتمام حب دلی خوب ہے
جسکی یہ باکرو فرج بلوہ گری خوب ہے
نیک حضائل سخی ابن سخی خوب ہے
خلق و کرم مین جنہین ناموری خوب ہے
درگہ حق مین دعا اپنی یہی خوب ہے

صرع تاریخ تم کیجے رسم بادشاہ
شادی عبد الرحیم آج ہوئی خوب ہے

قطعہ تاریخ گھڑانی شیخ امام صاحب ساکن ٹاڈ پتری جو جناب ساہوکار عبدالرزاق سیاف صاحب مرحوم
ساکن کٹر پدی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔

یہ کیا خوب تقریب شادی کی ہے
مبارک سلامت کا ہے غلغلہ
تھے جو ساکن کٹر پدی یک ساہوکار
ہوا عقد یہ انکی خستہ کا آج
او دہر ٹاڈ پتری ہے کٹر پدی او دہر
او دہر عمدہ تر ہے ہر یک کاروبار
او دہر جوش خلاص و لغت ہے خوب

مسترت کی ہے ہر طرف دہوم دہام
شگفتہ ہین کیا کیا دل خاص و عام
جناب عبدالرزاق والا مقام
ہے واما دنیو سیر نیک نام
یہ دونوں کافر خندہ ہے انضمام
او دہر غلی تر ہے ہر یک انتظام
و فور تمنا او دہر لا کلام

بصحت بشکوت بہ رحمت مدام	عروس اور نوشتہ کو رکھائی خدا
اگر خواہش سال ہے بادشاہ سادو۔ ہوی شادی شیخ امام	
قلعہ تاریخ جو جناب قادری الدین صاحب برادر زادہ جناب ساہوکار عبدالرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کٹر پہ کی لڑکی کے عقد کیلئے لکھا گیا۔ جو عبدالصمد صاحب فرزند جناب عبدالواحد میان صاحب مرحوم ساکن کٹر پہ سے منسوب ہوی تھی	
چمن آج ہے لہلہاتا ہوا ہریک برگ سے ہے حوشی کا پتا سماتا ہیں پیرہن میں ذرا کہیں لب ہن سوسن کے فوجت و کسی جا عناد دل ہن نعمہ سرا سب دل سے پوچھا تو کہنے لگا سراپا محبت سراپا عطا بلند انکی ہمت بلند حوصلہ ہن بحر کرم کے در بے بہا یہ جلسہ یہ مجمع ہے اس عقد کا زبان پر نہیں کس کے ہے مرجا زبے نوجوان خوش ادا خوش لقا مری نظم ہو جائیگی بے مزا	چلی کس مسرت سے باد صبا نہال آج ہریک ہوا ہے نہال مسرت سے پھولا ہے ہر پھول یوں کہیں چشم زرگس ہے نظارہ باز کسی جا ہن غنچے تبسم کنا یہ رنگ آج گلزار کا دیکھ کر مرے دوست یکتا کہ ہے جنگی ذات بلند انکی کٹر پہ میں ہے عروشان جو نام انکا مادر ہے اور محی دین ہوا آج دختر کا انکی کنجا نہیں دل ہے کسکا مسرت پذیر ہے نوشاہ کا نام عبدالصمد نہ لکھوں اگر سال تاریخ میں
لب و جد سے طبع نے بادشاہ خوشا عقد عبدالصمد کہدیا ۲۸ ۱۳	

	قطعہ تاریخ کتخانی دختر نیک اختر جناب شیخ احمد صاحب ساکن ویلور	
	<p>مکرم دوست میرے شیخ احمد سراپا مظہر حلاص والفت سحاب فیض سے انکے ہمیشہ ہزاروں شکر ہے دختر کا انکی نمایان ہر طرف جوش طرب ہے مبارک باشد و باشد مبارک رہن آباد یارب دولہ دلہن زمانے کے حوادث سے رہن دور</p> <p>محبت میں ہیں جو کیتائے افراد ہیں اخلاق و کرم ان میں خدا دل جناب کا گلشن ہے آباد ہوا ہے آج عقد نیک بنیاد کوئی ہے جو نہیں سرور دل شاد خداوند احق نون والصاد بصحت عافیت باآل و اولاد انہیں محفوظ رکھے از چشم حساد</p>	
	<p>لکھا ہے سال ہجری بادشاہ نے مبارک ہوئے شیخ احمد کو داماد</p>	
	ایضاً	
		<p>آج میرے دوست کی دختر کا ہے عقد نکاح مصرع سال سیچی تم ساد و بادشاہ</p>
		قطعہ تاریخ کتخانی دختر نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپانگری متوطن مدراس
		<p>ہو گیا عقد نکاح حبیبہ عبدالعزیز سال ہجری بادشاہ کہہ دوز روئے نہاٹ</p>
		<p>قطعہ تاریخ کتخانی پٹیل احمد حسین صاحب خٹ جناب پٹیل حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم متوطن پلیکٹڈ ضلع شمالی آرسکٹ</p>
	<p>مظہر لطف و عطا احمد حسین لکھ میرے عزیز کتخانی احمد حسین</p>	<p>فضل سے حق کے ہوا نوشت آج سال ہجری کیلئے اسی بادشاہ</p>

<p>قطعه تاریخ کتھانی جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بادیکن ترجیا پٹی</p>	
<p>ہوئی ہے آج میرے یک معزز دوست کی شادی زروئے انبساط ای پادشہ سالک سچی اب</p>	<p>مبارک بادی کی آواز ہے ہر سو ہر یک جانب کہا دل نے۔ ہمایون عقد سید مرتضیٰ صاحب</p>
<p>قطعه تاریخ کتھانی دختر جناب احمد عبدالرحمن سیٹھ ساکن مدراس</p>	
<p>دہوم مبارک بادی کی آج ہر یک سے خوب مچی یارب تیرا فضل ہے کیا دین ہے فرحت حد سوا</p>	<p>یعنی جلوہ آرا ہے شادی بنت احمد سیٹھ خوب سرت افزا ہے شادی بنت احمد سیٹھ</p>
<p>سال کا اسکے تھا جو یان پادشہ خلاص نشان کہا دیاد دل نے۔ زیبا ہے شادی بنت احمد سیٹھ</p>	
<p>قطعه تاریخ کتھانی سید قادری الدین صاحب تاجر پارچہ ساکن پدوئور ضلع کڑپہ</p>	
<p>باغ پدوئور میں آئی بہار شاخ گل پر کس او اسے بار بار چل رہا ہے بادۂ عشرت کا دور گوش گل ہو جائے متوجہ نہ کیوں آج پھول رہے دارالسرور صرف فرحت ہی نہیں ہر لہن آج بنگیا نو شاہ قادیان دین بامروت بامہانت نو جوان جسکے مامون پھولے فخر الدین ہیں دہوم ہے ہر جا مبارکباد کی دولہ دہن شاد مان یارب رہیں صرع تاریخ سننے کے لئے</p>	<p>شاہدان گل کی نیرنگی ہے خوب آج بل کی فواسخی ہے خوب چشم زگس میں سیہتی ہے خوب بے زبان سون بھی اب کہتی ہے خوب منعقد عقیل شادی ہے خوب ساتھ اسکے جوش لہفت بھی ہے خوب طبع میں جسکے ہر یک غبی ہے خوب صورت و سیرت میں لامانی ہے خوب نیکی جن میں حق نے دی ہے خوب خوشنما ساعت یہ کیا آئی ہے خوب خوشنما ساعت ہی کیسی ہے خوب آرزو پیر و جوان نے کی ہے خوب</p>

تم سناد و بادشہ از روسے واد
عقد قادری دین نامی ہے خوب

قطعہ تاریخ تختہ الی دختر جناب مولینا مولوی الحاج حکیم سید شاہ محمد فخر الدین صاحب فخری نقوی سیلا پوری مدرا

چشم بد و دور یہ کیا محفل ہے	یہ طرب کسے پھیلی ہے آج
جس طرف دیکھو او دہر عالم بین	بارک اللہ کی منادی ہے آج
خلق کیوں جمع ہے مثل انجم	قدر کس ماہ نے پائی ہے آج
جا بجا دوری عشرت ہے	کون اس بزم کا ساتی ہے آج
کشور دل سے طرب کہتی ہے	خوب تجھ پر مری شاہی ہے آج
منگیا حرف غلط بن کے الم	خوشنا صفحہ ہستی ہے آج
میرا ممدوح ہے جو آل نبی	مولوی فخری نامی ہے آج
صاحب علم ہے اور صاحب فضل	مایہ فخر و مباہی ہے آج
جامع جملہ کمالات ہے وہ	معترف ساری خدائی ہے آج
اسکی خستہ کا ہوا آج نکاح	فضل حق لا متناہی ہے آج
فخر شادی کو ہے جس شادی پر	کیسی دلچسپ یہ شادی ہے آج
خوف ہے چاک نہ ہو جائے تن	تن میں فرحت یہ سمائی ہے آج
رنج نوشہ پہ سعادت کی ضیا	مثل خورشید چمکتی ہے آج
عقد کا طرزیہ ماساں اللہ	رہبر سنت نبوی ہے آج
گل و بلبل کے لوازم سے بہری	خوب یہ نظم انوکھی ہے آج
خوش و خرم رہیں دولہ و دلہن	یہ دُعا تجھ سے الہی ہے آج
ہم کو مقصود ہمیشہ انکی	عمر و دولت کی ترقی ہے آج

بادشہ تم یہ سناد و تاریخ

شادی صبیحہ فخری ہے آج

ایضاً

کون ہے وہ جو نہیں ہے دلداد
فخری صاحب کو مبارک داما د

بادشاہ خوب ہے یہ عقد نکاح
کہد و تاریخ زروئے اخلاص

جوش پہ ہے اب فضل و لطف رب کریم
ہے یہ زیبا شادی بنت عبدعظیم

میرے محبے دختر کا ہے عقد نکاح
سال لکھو اسی بادشاہ اخلاص نشان

قطعہ تاریخ کھدائی محمد خلیل الرحمن صاحب خلف جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم

آج برآیا ہے دل کا ارمان
آج ہے رحمت حق کا باران
آج سرور ہیں سب پیرو جوان
آج سب جمع ہیں ذی عزت و شان
اور طرب کہتی ہے مین ہون قربان
عبدالرحمن معارف عسوان
اور ہیں مظہر علم عرفان
وصف انکا نہیں محتاج بیان
سب اسی کا ہے یہ ساز و سامان
نوشہی نام پہ جسکے نازان
ارجہ عی کے سب آثار عیان
فاضل دین ہیں کیتائے زمان
صحت و عافیت و حفظ و امان

اللہ الحمد بفضل یزدان
آج شاداب ہے باغ امید
آج بشاش ہیں سارے احباب
آج موجود ہیں سب اہل کمال
زیب و زینت ہے فدا محفل پر
میرے یک دوست جناب تسلیم
مصدر خلق و ادب اہل ذکا
سب کمالات کے جامع ہیں وہ
انکے فرزند کی شادی ہے آج
کیا جوان نخت جوان سال ہے وہ
جسکے چہرے سے ہیں ما شا اللہ
جو خیر اسکے ہیں خورشید اللہ
دولہ دہن کو اہلی دیسجے

ان میں اخلاص و محبت ہو فزون
جیسے یوسف کے زلیخا تھے انیس

روز و شب شام و سحر ہر آن
جیسے موسیٰ سے صفورہ شادان

یا دوشہ نے یہی لکھی تارِ پنج
محل عقد خلیل الرحمن

قطعہ تاریخ کھدائی دختر نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب اپانگری متوطن مدراس

آج آئی سے مسرت کی بہار
گل میں خندان تبسم غنچے
شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے
زنگ زرگس ہے وہ چشم بد دور
تحفہ نگہبت گل کی تقسیم
پاسبان کیوں نہ ہو ہر جا زرگس
وصف گل میں ہے یہاں تک مصروف
دیکھ کر سرو کی ثابت قدمی
وصف گل ایک بھی پورا نہ ہوا
نترن اور نسرین کی مہاک
تھا تعجب مرے دل کو ناگاہ
عبدتار کا اب عقد ہوا
رخ نوشہ سے نمایان بالکل
تھا پدر ساکن کہتیم اسکا
نام جبکا ہے محمد جعفر
وصف نوشہ کے خضر کا کیا ہو

خوب شاداب ہے صحن گلزار
بلبلین کیوں نہ ہوں سو جان سے نثار
جیسے میخوار سے باہم میخوار
ہمہ تن آج ہے وقف دیدار
کرتی ہے آج صبا ہر یک بار
منعقد ہے شہ گل کا دربار
لال بلبل کی ہوی ہے منقار
دل قمری ہے تصدق ہر بار
رکھی سوسن نے زبان گرچہ ہزار
مشک و عیز کو بند دی بیکار
باغبان نے یہ کہی وجہ بہار
ہے اسی کے یہ خوشی کی بہار
نیک بختی کے ہیں عمدہ آثار
تاجروں میں تھا معزز بسیار
بہائی نوشہ کا ہے عظمت آثار
جبکا شہرہ ہے ہر یک شہر دیار

نامور ہے وہ اسٹ سرجن
نام ہے عبد عزیز احمد
نیک دل عبد رحیم عظیم
یک وکیل ایک اسٹ سرجن
الغرض آج شریک محفل
ان سے محفل کو ملی عزت و شان
ہو مبارک یہ مبارک تقریب
رہن دلشاد عروس و نوشاہ
آل و اولاد سے آباد رہیں
بادشاہ خواہش تاریخ میں اب

جسکے مالوف صفار اور کبار
منظہر خلق ہے ذی عز و وقار
بہائی نوشہ کے خسر کے ہن شمار
دونوں ذی رتبہ ہن نزد سرکار
اور موجود ہن سب خویش و تبار
ان سے محفل بھی ہوئی زینت دار
ہر دم و لحظہ ہر یک لیل و نہار
رہن باہم وہ انیس و غمخوار
یہ دعا حق سے ہے سبکی ہر بار
تا کجا اپنے سخن کا طومار

سال یہ بے سرائیشہ لکھو
مرحبا یہ شادی عبد الستار

یہ نظم اور قطعہ تاریخ تختہ انی دختر جناب الگنی محمد یعقوب صاحب متوطن و انباری کیلئے حسب فرمائش
اراکین انجمن خیر خواہ عام گوند پور لکھے گئے

نغمے ہن بلبلون کے دلچسپ بے نہایت
کرتا ہے کیا دوبالا گلشن کی زیب و زینت
کیا چل رہا ہے دور صہبائے فرح و بھبت
سوسن ہے مدح گواور زگس ہے محو حیرت
اس جشن کی ہوئی ہے یونٹشکشف حقیقت
ہنسی کا عقد انکے ہے جسکی یہ بشاشت
ہمزلف کی ہے انکے دختر یہ نیک طینت

آیا ہے موسم گل گلشن میں باسرت
پہلوں کا پہلو لجا نا غنچوں کا سکرانا
شاخین ہر یک شجر کے مستانہ جہومتے ہن
باد صبا خزان ہے آج کس ادا سے
گلشن میں باغبان سے پوچھی جو وجہ اسکی
حاجی ملنگ عبد الرحمن جو باو ترہین
داماد حاجی صاحب یعنی حیات پاشا

<p>مشہور خلق ہر دو و نون کی ہے تجارت منظور او نکو ہر دم ہے قوم کی حمایت والا ہے بذل اسکا عالی ہے انکی ہمت ہے نقش انکے دل میں اپنے وطن کی الفت محسن ہیں وہ ہمارے ہم پر ہے انکی منت انکے ہر یک خوشی میں لازم ہے اپنی شرکت اس نظم تہنیت کو کرتے ہیں پیش خدمت ہیں جمع کیسے کسے ذیجاہ ذی وجاہت ہر کام باسلیقہ ہر امر با متانت ذیجاہ ذی مروت خوش خلق خوش طبیعت حفظ و امان میں اپنے رکھہ انکو نوسلامت</p>	<p>داماد و حسر کی توصیف کیا کرین ہم خلق و کرم میں دونوں عالم میں یگانہ تعلیم کیلئے وہ روپے دے ہزاروں اہل وطن ہیں انکے مالوف جان و دل سے یہہ انجمن ہماری ہے خیر خواہ او انکی تعریف محسنوں کی ہے فرض انجمن پر ہم اہل انجمن اب ازراہ جوش احلاص کس کرو فرکی ہے یہہ تعریف اللہ اللہ ہے انتظام عمدہ اور انتہام اچھا دہن کے جو پدر ہیں یعقوب صاحب جاہ یارب رہن ہمیشہ دلشاد دولہ دہن</p>
--	--

مقصود بس یہی ہے ہم اہل انجمن کا
اس نظم کو عطا ہو مقبولیت کی خلعت

قطعہ تاریخ

<p>شادمان خندان نظر آتے ہیں خوش اقربا کیا مبارک کچھ آئے۔ آسمان نے کہدیا</p>	<p>دختر یعقوب صاحب کا ہوا عقد نکاح بادشاہ کو جب ہوا تاریخ شادی کا خیال</p>
<p>نظم تاریخی کتھا لائی دختر جناب الحاج محمد عثمان صاحب مرحوم ساکن دہلوی پٹھہ واقعہ مدراس</p>	
<p>ہم پہ کیا کیا ہیں اسکے فضل و کرم رحمت دل ہے اور سرور جان آج کس دہوم سے ہوئی شادی سب سرگرم اتہام یہاں</p>	<p>شکر خالق نہ کیوں کرین ہر دم اور نعت رسول ہر دو حسان بنت حاجی محمد عثمان کی جتنے مدوح کے ہیں فرزندان</p>

کوششوں کا ہے انکی خوب اثر
عبدتجی ہے جو نام نوشتہ کا
طالب العلم ہے وہ یف یے کا
پائے بی یے کا کیوں نہ وہ اعز
نیک اوصاف سے شور ہے
ہے خدا سے دعا یہ شام و پگاہ
ان پر رکھہ یا خدا کرم کی نظر
ان میں اخلاص دے محبت سے
شوق تاریخ جسکے دلین ہو

کیوں نہ خوش ہوگی انسے روح پر
اس سے آتی ہے زندگی کی ضیا
نیک خونیک دل ہے نیک ادا
خلق میں کیوں نہ ہوگا وہ ممتاز
اور وطن اسکا چھٹی بند ہے
دولہ دلہن ہوں شادمان دلخوا
تا خوشی میں ہو انکی عمر بسر
تذرتی کی انکو نعمت سے
بادشہ ان سے تم یہی کہدو

مصرع سال ہے اسی نیک مزاج

واہ یہ خوبتر نکاح ہے آج

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب متوطن مدرس موسوم بہ رقیہ بی بی مدعرتا

بفضل خدا میرے داماد کے گھر
ہوئی فکر تاریخ جب بادشہ کو

تولد ہوئی دختر نیک اختر
کہا دل نے پیدا ہوئی نیک اختر

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولوی خطیب محمد حبیب اللہ صاحب ساکن محلہ گویند پور و امسپاری

جوش پر کیا فضل حق کی ہے بہار
شاہ گل کو ہے رنگینی عطا
بوسے گل لائی ہے گل سے یون صبا
کیوں نہ ہر یک گوش گل محفوظ ہو
دختر اب پیدا ہوئی اسکے مکان

آج شادابی ہے گلشن میں عجیب
چشم نرگس کو ہے نظارہ نصیب
جیسے نائب لائے پیغام منیب
شاخ گل منبر ہے ہر بلبل خطیب
ذی لیاقت ہے جو یک میل حبیب

دل پہ ہے احباب کے فرحت فزون کوئی مصروف مبارک باد ہے کوئی کہتا ہے یہی با ذوق و شوق	اور لب پر شکر خلاق مجیب کوئی دیتا ہے دعا اگر قریب میں گل تاریخ کا ہوں عند لب
بادشاہ کبدوز روئے انبساط بنت نیکوئے عبید اللہ خطیب	
ایضاً	
عبید اللہ خطیب ذی وجاہت کے مکانین گج تلاش سال تہی اسی بادشاہ آئی صدا دل سے قطمہ تاریخ تو لہر ز ند جناب دی محمد ابراہیم صاحب ساکن محلہ گویند پور واقع و انبساطی	ہو ہی پیدا جو دختر ہر طرف جوش مست ہے صفیہ بی بی عالی بخت یہ سال ولادت ہے
گرم فرماہن یہ کردوست میرے ہموطن میرے نہ کیوں پیدا ہو جوش شادمانی دل میں ہریک کے خلیل اللہ کہا نام اسکا سب لگے کہنے اپنی چتر سر پر اسکے ہومان باپ کا قائم	ہے چنکا نام ابراہیم صاحب نیکو ذی جاہ ہوا پیدا مکان میں انکے اب فرزند رشک ماہ پسر جز و پدر ہے ہو گیا ثابت یہاں واللہ ترقی عمر میں صحت میں اسکے دیجے و لخواہ
لکھو ای بادشاہ یہ مصرع سال ولادت اب محمد اللہ پسر نیک طالع ہے خلیل اللہ	
ایضاً	
تھے فضل کی آبیاری سے یارب ہن میں محب ایک اخلاص منظر سرت کی ہے دہوم فرحت کا سامان محمد خلیل اللہ نام اسکا زیبا	ہر کی نخل امید پھولا پھولا ہے کیا انکو فرزند تو نے عطا ہے مبارک سلامت کی ہر سو صدا ہے پسندیدہ و دلکش و دلربا ہے
کہا مصرع سال یون بادشاہ نے	

خلیل خدا آج پیدا ہوا ہے

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید شاہ محمد صاحب قادری متخلص تسلیم نشتی برادر جناب ساہوکار عبدالرزاق
میان صاحب مرحوم ساکن کٹڑہ

مبارک مبارک ہوا ہی شہ محمد	پسیر یہ نکو فال سلطان محمود
تو اوج لیاقت کا ہے مہر تابان	ہے یہ ماہ تماشال سلطان محمود
تری ذات والا ہے مدلول اسکی	شرف پر ترے مال سلطان محمود
شجر کو نثر گل کو بوج حق نے تجھ کو	دیا ہے بہ فضل سلطان محمود
نہ محتاج ہے میری مدح و صفت کا	ہے محمود ہر حال سلطان محمود
خطب ادھر ہو کے کہتا ہوں نین اب	ای فرزندہ منوال سلطان محمود
ولادت سے ہے تیری کس درجہ جرت	ہے ہر فکر پامال سلطان محمود
فدا نقد جان تجھ پہ مادر پدر کا	زرو مال کیا مال سلطان محمود
بصحت پہ چشت رے شاد و خرم	اہلئ مہ و سال سلطان محمود
پدر اور مادر کے سایہ میں دائم	رہے با صد اجال سلطان محمود

لکھو بادشہ تم یہ سال ولادت
ہے زیبا خوش اقبال سلطان محمود

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید حسین صاحب عرف مولنا ساکن دامنباری

محب ہیں میرے جو سید حسین مولنا	ہیں بحر خلق و مروت کے بے بہا گو ہر
ہر ایک ہے لطف و عنایت کا انکے گرویدہ	وطن میں اپنے وہ ہر دلعزیز ہیں یکسر
خدا کا شکر بعد آرزو بعد ارمان	ہوا ہے آج تولد مکان میں انکے پر
اہلئ جیسا مبارک ہو یہ پسر انکو	پسیر کو آج مبارک ہوں یہ پدر مادر

خبر خوشی کی یہ سنتے ہی بادشہ میں نے

لکھا ہے سال ولادت - نو دہشت جگر	
قطعہ تاریخ تولد ضیہ بی بی مد عمر بنیستی برادر مملوئی احمد حسین صاحب یم یے بی بی مل معتمد پشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنت	
خواجہ الطاف حسین نامی کو بادشاہ نے لب بشت سے	ہوئی پیدا جو دخت نبک اوصاف کہدیا سال - دہشت الطاف
قطعہ تاریخ تولد محمد عبدالقدیر مد عمر فرزند بر خور دار خطیب محمد عبدالرشید صاحب ملہ اللہ الواہب	
اللہ نے افضال سے اپنے دیا پوتا مجھے تاریخ کی ہے جستجو تھو اگر اسی بادشاہ	سب خولیش اور اجاب کو ہے آج کیا فرحت مڑ کہدیکجے - اب پیدا ہوا ابن خطیب عبدالرشید
قطعہ تاریخ تولد فرزند دلہند برادر مملوئی احمد حسین صاحب یم - یے بی بی مل معتمد پشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنت	
حق نے دیلے سے سیکر برادر کو نور عین فی الفور بادشاہ نے سال اسکا لکھ دیا	کیا کیا سرور بخش دل دوستان ہے یہ حیدر حسین واہ سعادت نشان ہے یہ
قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب حاجی محمد موسیٰ سیٹھ ولد جناب حاجی عیسیٰ سیٹھ متوطن بنگلور	
سبارک ہوا ای موسیٰ سیٹھ تھو بہت دن سے پسر کی تھی تمنا فرست اسکے رخ سے جلوہ گر ہے ترقی پر نہ کیوں ہو مال و دولت طفیل جامع القرآن یقین ہے عزیز و اقربا سرور ہیں آج عطا نعمت ہے حق سے شکر ہم سے یہی ہر دم دعا ہے اس پسر کو	دیا حق نے سعادت مند لڑکا ہزار ان شکر اب مقصد برآیا جب سے ارجمندی ہے ہویدا ہے وہ ہمنام عثمان غنی کا وہ لڑکا جامع اوصاف ہوگا شگفتہ تر ہیں دلہائے جبا وہ شایان اسکو ہے یہ ہمکو زیبا سلامت رکھے سلامت رکھے خدا یا

رہے آب کرم سے تیرے تازہ فدا ہوں اپنے وہ یہ انکاشیدا	ہمیشہ یہ نہال باغ اسید رہن مادر پدر دلشاد اس سے	
	پے سال ولادت بادشاہ سے کہا ہاتھ نے۔ بر خور دار ہو سکی	
قطعہ تاریخ تولد کریم النسا ربی بی دختر تبر خوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ اللہ الواہب		
کیون نہ ہوں خویش واقربا شادان بنت عبدالرشید نیک عنون	اب کریم النسا ہوئی پیدا بادشاہ نے لکھا یہ مصرع سال	
قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب ملیا لم عبدالکریم صاحب متوطن و انباشی مسی بہ عبدالحمید مد عمر		
تیرا کرم بے انتہا احسان ہے تیرا عظیم ہر قطرہ نرے لطف دریا میں ہے در یتیم ملیا لم کے گھر کا ہے مشہور نرا اسم قدیم خاصی لیاقت اسکو ہے کہتا ہے وہ طبع سلیم ذی تجربہ تاجر ہے وہ خوش خلق ہے مرد فہیم چہرہ سے جکے ہے عیان نور عبادت مستفیم اور روز شنبہ کا تھا نعمت بہ پائی ہے عظیم پھیلا ہے نکل بولے گل یہ مژدہ فرحت شمیم وصف حمیدہ طرح دے اسپن ای رب کریم یارب یہ کرتے ہیں دُعا ہم تجہ سے باقلب صمیم	کیا تکر ہو تیرا ادا ہم بند گون سے اسے خدا ہر ذرہ نرے فضل سے عالم میں گلشن بنگیا یک دوست میرا نامور عبدالکریم نیکو عربی وار دو فارسی نال میں اور انگلش میں بھی اس کا عظم ہے پدر جویم۔ امین الدین نام خوش قسمتی سے اندلون او سکول فرزند نیک ماہ ربیع الآخرین تاریخ ہتی چہ بیستون خویش اقارب ہو گئے کیس خوشی سے باغ باغ نام اس پسرا کا طرح رکھا گیا عبدالحمید مسرور رکھ صبح و سآفات سے اسکو بچا	
	ای بادشاہ خیر خواہ کہد لب اخلاص سے سال ولادت ہے یہی۔ زیبا گل باغ کریم	
قطعہ تاریخ تولد کریم النسا ربی بی دختر تبر خوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب کلمہ اللہ الواہب		

کریم النساء آج پیدا ہوئی ہے
کہا بادشاہ نے سن معجزہ یوں

یہی کہتے ہیں اقربا سب مبارک
زہے دخت عبدالرشید اب مبارک

تاریخات بسم اللہ خوانی خٹان

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی محمد صالح بادشاہ نور شیم جناب مولانا عبدالجہان صاحب متوطن مدراس

جناب عبدالجہان ذی لیاقت مجمع اوصاف
ہو ہی بسم اللہ خوانی آج نور لعین کی انکے
زہے تقریب جس پر خود مسرت آج ہے نازان
نہ کیونکر جوش پر دریا ہو فضل و حرمت حق کا

سیر روم کے داماد میر دوست لانا نی
نشاط و جہت و فرحت کی ہے کیا کیا فراوانی
تکلف وہ کہ جس سے خود تکلف کو ہے حیرانی
زبان خلق سے بہر دعا ہے گو ہر افشانی

ہوئی تاریخ کی ای بادشاہ جب سچو مجھ کو
صد اہاتف نے دی۔ یہ ہے یہاں یوں تسمیہ خوانی

قطعہ تاریخ خٹان بر خور دار مدراس

رسم خٹان کی ہے پسری ادا
طبع میں کسکے نہیں جوش نشاط
لب نہ نہیں کس کے ہے شکر خدا

آج مرے دوست نے باغ و شان
کون ہے جو آج نہیں شاد و مان
مخود عا بہ نہیں کس کی زبان

تحفہ تاریخ تم ای بادشاہ
پیش کرو۔ واہ مبارک خٹان

الف

ہے آج خٹان ابن عبدالجہان
تاریخ لکھی ہے بادشاہ نے فی الفور

آج مسرت میں ہر یک جا واضح
زیبا ہے یہ ختہ محمد صالح

قطعہ تاریخ گلپشتی خٹان فرزند خباب پیش عبدالرزاق صاحب متخلص بہ افستر متوطن و درنباری

موس من عبد رزاق وٹیل مرجا تقریب گلپوشی یہ آج کیا سعادتمند ہے تیرا پس خوب ہے محفل کا حسن انتظام چل رہی ہے فرح و بہجت کی نسیم فکر ہر سال ہے لازم، ہمیں	آج تیرا گہریہ جلسہ خوب ہے بہجت افزا جلوہ آرا خوب ہے آخر طالع چمکتا خوب ہے مجمع اجاب کیسا خوب ہے غیمہ خاطر شگفتہ خوب ہے طبع میں جوش تنہا خوب ہے
---	---

بادشاہ کہد وز روئے انبساط

رسم گلپوشی یہ زیب خوب ہے

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی بر خوردار محمد عبدالودود عرف ایرجان مدعہ فرزند جناب حاجی حکیم
محمد عبدالباسط صاحب متوطن مدراس

فضل سے حق کے اندون دہوم طرب کی ہرچی حاجی حکیم خوش صفات نیک نہاد نیک ذات انکے ہے نورین کی تسمیہ خوانی کی خوشی دیجئے اس پسر کو اسی خالق ذوالجلال	آتی ہے تہنیت کی اب دیکھئے ہر طرف صدا وہ جو ہیں عبد باسط اب نظر الفت و وفا لب پہ کسی کے آفرین کہتا ہے کوئی مرجا عمر دراز و صحت و فہم و فرست و ذکا
---	---

سال کی تھی تلاش جب خامہ بادشاہ نے

عبدود کی ہے آج تسمیہ خوانی - لکھ دیا

نظم و تاریخات وفات

یہ نظم درو انگیز جناب مولینا مولوی محی الدین صاحب فقیہ دیوری مرحوم کے حالات میں لکھی گئی حضرت
مرحوم کی وفات کے اظہار تاسف پر مسجد محلہ قلعہ واقع وانبائری میں مجلس جو منعقد کی گئی تھی اس میں پڑھی
گئی اور کہو جناب ہو کار حاجی عبدالصمد صاحب متوطن وانبائری نے چہو اگر تقسیم فرمایا

آئی ہے کیسی غم کی خزان و مصیبت
 غنچوں سے بیکلی ہے عیان و مصیبت
 ترکس ہے آج چونک پڑی اپنے خواب سے
 حالت یہ عذیب کی ہے مضطرب
 سوسن کو جوش غم نے کیا بے زبان ہو کر آج
 نخل الم کا سرو بھی پر گمان ہے آج
 دیو میں تھا بیچے جو ایک شیخ نامدار
 تھامی دین فقیہ سے موسوم دیو قار
 علم و کمال میں تھا وہ علامہ شہیر
 کس درجہ فیضیا تھے اس جوان پیر
 مابہر فقط نہ علم شریعت سے ہی وہ تھا
 سینہ تھا اسکا خزان اسرار کبیر
 ہر دم کہلاتا تھا وعظ و نصائح کا اسکے باب
 صدیف ایسا اوج ہدایت کا آفتاب
 تھا وہ خلیفہ حضرت شہ محی دین کا
 غم اسکے انتقال کا کس کو نہیں ہوا
 پابند ذکر حق تھا عجب اسکا حال و حال
 نفرت ہر یک تکلف دنیا سے تھی کمال
 چرچا تھا اسکے زہد کا ہر ملک میں مزید
 بٹلی کہوں میں اسکو و یا شیخ بایزید
 تھا وہ مسافروں کا خبر گیر صبح و شام

مرچا گیا ہے باغ جہان و مصیبت
 ہر گل ہے چاک سینہ یہاں و مصیبت
 سنبل تنگ آہی گیا سچ و تاس سے
 نغمے کے بدلے نوحہ کنان و مصیبت
 رور و کے خون سرخ رخ ارغوان ہے آج
 ہے قمریوں کے ورد زبان و مصیبت
 چہرہ سے جکے شان ولایت تھی آشکار
 دنیا سے ہو گیا وہ روان و مصیبت
 تھا زہد و اتقا میں وہ یک فرد بیخبر
 ہے اب کہاں وہ فیض رسان و مصیبت
 تھا بلکہ سار اہل حقائق کا مقتدا
 کیا پڑا اثر تھا اسکا بیان و مصیبت
 اعمال بد سے سب کو دلاتا تھا اجتہاد
 زیر زمین ہوا ہے نہاں و مصیبت
 شہ رکن دین اسی کا ہے تلمیذ با صفا
 مضطربن سار خرد و کلان و مصیبت
 مصروف تھا اسی میں وہی لکھو تھا خیال
 تھا کیسا متقی زمان و مصیبت
 آتے تھے دور دور سے عالم بشوق و
 تھا فخر عابدان جہان و مصیبت
 بروقت لکھو آپ ہی پہنچا تھا طاعام

بیمار ہوں تو انکی دوا کا بھی اہتمام
 فارورہ لیکے آہ مسافر مرض کا
 ہمدردی اسکر تا تھا بے حدود تھا
 مرغوب کے طبع کو اچھی غذا نہتی
 سچ بات پھر ہے اسکو نہ منظور تھی کبھی
 آتا تھا مالدار اگر کوئی اسکے پاس
 حق بات کہنے میں تھا کسی نہ کچھ ہر اس
 وہ بے ریا بی نفس کی وہ عجز و انحرار
 وہ علم وہ وقار وہ اخلاق بشمار
 تیرہ سو سولہ تہا سن ہجری ای ٹیکنام
 روز چار شنبہ قریب نماز شام
 دیکھن کہاں پھر ایسے ولی خدا کو ہم
 دھونڈن کہاں یہ متقی و پارسا کو ہم
 بے نفس و بے ریا کوئی ایسا بشر کہاں
 ناصح کہاں پھر ایسا ملے راہبر کہاں
 افسوس کیسے نعمت عظمیٰ کو کہو دے
 افسوس کیسے عالم غفلت میں ہم رہے
 ہم سے ہوئی نہ اسکے خصال کی پیروی
 ہم مٹھک ہیں حیف بہ لذات دنیوی
 حرمت سے اس بزرگ کے ای رب دوسرا

کرتا تھا خود وہ بادل و جان مصیبتا
 نذر طبیب جا تا تھا لا تا تھا خود دوا
 تھا کام یہ نہ اسکو گران و مصیبتا
 پہنا نہ تھا کبھی کوئی عمدہ لباس بھی
 دنیا کی کوئی عزت و شان و مصیبتا
 ہر عیب کا اسکو جتا وہ حق شناس
 حق گو پھر ایسا ہوگا کہاں و مصیبتا
 رونا وہ ہکا خوف الہی سے زاندار
 کس کس صفت کو کیجے عیان و مصیبتا
 تھا آشکار غرہ ذوالحجہ ہر تہرام
 تھکی ہے اسکے جسم سے جان و مصیبتا
 پائین کب ایسے فاضل دین ہدا کو ہم
 کیونکر کریں نہ آہ و فغان و مصیبتا
 یوں خوف حق کا دلیں کسی کچھ اثر کہاں
 پائین کہاں ہم ہکا نشان و مصیبتا
 افسوس قد اسکے نہ زہار ہم کئے
 خجلت نہ یہ دل ہے طہان و مصیبتا
 ہکو ہوئی نہ اسکی نصائح سے آگہی
 عجبیٰ میں کیوں ہو ہکو امان و مصیبتا
 تو بخند ہے گناہ بھلے بصد عطا

کیا لکھے پاؤ شاہ یہ پردہ ماہرا

خامہ ہوا ہے شک نشان مصیبت

قطعہ تاریخ وفات جناب محمد رفیع الدین صاحب دیلو غفرلہ الباری

مجمع اوصاف استاد و ادیب
یون لب افسوس سے نکلا ہے سال
عالم باقی کو جب راہی ہوے
نخودین صدف دنیا سے چلے

قطعہ تاریخ انتقال نواب بیچ الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ جواخبار نیر صفی مدراس
مطبوعہ ۹ مارچ ۱۹۰۵ء میں شائع ہوا تھا

دار فانی سے سوئے دار بقا
یک دکن کیلے سارا ہندوستان
پھر کہان پاتین ایسا اہل کمال
اسکی تربت پہ ہنر ول مدام
حضرت داغ نے کیا ہے سفر
نظر آتا ہے رنج کا منظر
دیکھیں کب بسا ہم سخن گستر
رحمت خاص خالق اکبر

بادشاہ نے لکھا یہ سال وفات
آہ کیا داغ دیکھئے دل پر

ایضاً جواخبار مجر دکن مدراس میں شائع ہوا تھا

مین نے پوچھا ای شب عید اضحیٰ
کس کا یہ ماتم یہ کیا ہے واقف
ہے مبدل غم سے کیوں تیری خوشی
یون کہا اسنے کہ مین کیا چیر ہون
کون اس غم سے نہیں ہے داغدار
رنج و غم سے کیوں ہے تو مانوس آج
تو نے کیوں پہنا سیہ ملبوس آج
طرفہ ہے یہ حالت معکوس آج
ایک جہان کو رنج ہے غموس آج
ہنگیا ہر دل پر طاؤس آج

کیا نہیں تجھ کو خبر ای بادشاہ
داغ کی رحلت ہوئی افسوس آج

قطعہ تاریخ وفات نواب سید فتح علی خان بہادر سی۔ سی۔ ای۔ نواب بیک علی عفرلہ جواخبار

مخبر کن مدرس مطبوعہ ۳۵ ہجری شائع ہوا تھا اور بواسطہ ڈاکٹر حاجی خواجہ حسین صاحب
ولیعہد بہادر نواب بگین پٹی کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔

کیا کہتے ای ریاست بگین پٹی تجھے والی ترار تیس ترا حُکمران ترا سینتیس سال تجھے پہ جو سلطان روار ہا کس درجہ دوست دولت برطانیہ کا تھا بذل و کرم کی اسکے نہ ہتی کوئی انتہا مانڈا برکون نہیں آج اس کبار مہمور آج دین ہر یک خاص و عام کے یار ہوں سکا خلدین اعلیٰ ترین مقام	صد حیف آج کیوں تری حالت خراب ہے اب اوٹھ گیا جہان سے یہ کیا انقلاب ہے افسوس آج زیر زمین محو خواب ہے جبر و دلیل تسی-تسی-و آئی کا خطاب ہے اسکی عنایتوں کا نہ کوئی حساب ہے سیما ب وار کسکو نہیں اضطراب ہے حسرت ہے درد و یاس اور پچ و تاب ہے یہ انتحایہ آرزوئے شیخ و شتاب ہے
---	--

ای کلک بادشاہ پئے سال عیسوی
لکھ۔ انتقال فتح علی خان نواب ہے
۱۹۱۰ء

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم محمد اعظم صاحب مہکری ساکن چتور جرحب ایمائے جناب مولوی حکیم سید شاہ محمد فخر الدین صاحب فخری نقوی سیلا پوری مدرس لکھا گیا اور اخبار جریدہ روزگار میں شائع ہوا	حکیم و نیشاں لیتق دوران محمد اعظم تہا نام حبکا ہوی ہے اسکی وفات جسم فاکس ای بادشاہ مجھکو
---	---

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی قاضی قادر محی الدین صاحب المتخلص بہ اظہر ساکن
پیارم پیٹیم ضلع شمالی آدکاٹ

چل بے دنیا سے ہے ہے شاعر شیرین کلام جب تجھ تاریخ کی ہتی دل نے بولانی البدیہ	ابر حجت سائبان ہو قبر پر شام و پگاہ رحلت قادر محی الدین ہے افسوس آہ
--	--

قطعہ تاریخ وفات حضرت شمس العلماء مولانا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب قادری و بلوری

نور اللہ مرقدہ جو اخبارِ محسوس کن مدراس میں شائع ہوا تھا

صبحِ محشر تیری گویا صبحِ تہی
دہومِ حبِکی سارے عالم میں مچی
کسکوابِ حاصلِ نہیں رنجِ دلی
نکسلِ غنچہ ہے کیو بیکلی
کوئی حیراں ہے پریشان ہے کوئی
جانبِ عقبیٰ بچم ایس زودی
شاہِ رکن الدین محمد تادری
جانِ زہرا و علی آلِ بنی
بجمعِ اوصافِ صوری معنوی
خلقِ جسکا مثلِ خلقِ احمدی
یکِ جہانِ گردیدہ اسکا واقعی
ہن ہزاروں سیکڑوں پیرو مبی
کم سے کم چھ الف کی تعداد تھی
ہو رہے ہیں ہونگے اسپر اور بی
سے ہماری قوم کی بد قسمتی
اب ہونا زلِ دمدمِ رحمت تری
الٹا ہم ہندگوں کی ہے یہی

حسرتِ ای بستمِ ماہِ صیام
تو نے دکھلایا وہ غمگینِ واقعہ
کون اس غم سے نہیں ہے شکبار
چاکِ سینہ ہے کسکا مثلِ سگل
کوئی ملتا ہے کفِ منوس و غم
یعنے یکشخِ زمنِ راہی ہوا
ہر کے مانند روشنِ جبکا نام
سید الساداتِ عالی منزلت
مولوی حاجی و مرشد رہنما
مثلِ جودِ مرتضیٰ تھا جسکا جود
تہا مجسمِ ہر اہِ حلقِ سکا
جا بجا اسکے مرید و معتقد
جمع تھے اسکے جنازہ پر جو لوگ
حلیہ ہائے تعزیت ہر شہر میں
موت ایسے شخِ دین کی ناگہان
یا الہی اسکی روح پاک پر
جنتِ الفردوس ہوا سکا مقام

مصرعِ تاریخِ لکھنؤ بادشاہ

وائے رحلتِ شاہِ رکنِ دین کی

قلعہ تاریخِ وفاتِ جنابِ پاکِ ملی محمد عثمان صاحبِ متوطن و انبازِ جو انکی شرکاء کی فرمائش پر لکھا گیا

<p>تہا ایک حامی دین تاجر خلیق بے مثل فنی و جا کشادہ دست کرم تہا جسکا کیا نہ محروم جو کسیکو جب کی بامیسون تہی تاریخ روز یکشنبہ ای محبوب کیا ہے وہ انتقال جسد مہیا تہا سار وطن میں مانا الہی کر سرفراز اسکو تو اپنی رحمت سے مغفرت سے</p>	<p>بلند طالع بلند بہت فہیم و داناسخی دوران تمام خویشاں قریب و برادرین جسکے مرہون لطف و احسان ظہور وقت سحر تہا نکلی حکم حق اسکے جسم سے جان کوئی تہا جانسوز آہ بہر تا کوئی تہا مضطر کوئی تہا ناچار عجب نہیں فضل سے ہے سچے جنت کا اسکو ایوان</p>
--	---

تلاش سال وفات کی تھی کہا زروئے الم فلک نے
کیا بملک بقل ہے افسوس پاکملگی محمد عثمان

قطعہ تاریخ انتقال جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

<p>ہریت بھی ضلالت بھی ہے یا رب پیر قبضہ میں تماشا یک نہ یک نادر نظر آتا ہے دنیا میں مسیحیت تھے جو مدعی مرزا غلام احمد مرید و معتقد موجود ہیں اب سیکڑوں انکے کیا کرتے تھے پیشین گوئیاں غیروں کے مرسی براہویا پہلا ہونا نام تو چسکا دیا اپنا کچھ اس میں شک نہیں تھی یادگار خلق ذات</p>	<p>ہمیں معلوم کیا ہے مجھکو ہے زیبا تری حکمت عجب جلوہ دکھاتی ہے تری نیرنگی قدرت ہر یک جاہل زمین ہر بات جتنے نام کی شہرت یہ سچ ہے جو نبی ہوا بات ہے ہمیں بڑی لذت نہ تھی معلوم انکو حیف اپنی مرگ کی ساعت رہی مدتوں تک صفحہ تاریخ کو زینت لکھوں تاریخ رحلت یہ مری سچا نہیں جرات</p>
--	---

لب اخبار سے آئی صدای باد شمع مجھکو
مسح قادیانی کی ہوئی لاہور میں رحلت

قطعہ تاریخ وفات جناب خطیب عبدالرحمن صاحب المتخاص خطیب متوطن و انبساطی

<p>کر گئے رحلت جہان سے حیف آج مجمع اوصاف انکی ذات تھی قرآت قرآن سکران سے ہم</p>	<p>ستقی دیندار تھے کیسے ادیب تھے سراپا خلق وہ مرد لبیب قلب میں پاتے تھے کیفیت عجیب</p>
---	--

	<p>ہو گئے ہم سے جدا حق سے قریب نوحہ خوان ہم میں مثال غنایب بخشیدے انکو ای رب مجیب</p>		<p>اللہ اللہ اب وہ روز حشر تک لٹ گئی انکی بہار زندگی التجا ہے بادشہ کی روز و شب</p>
	<p>لوح مرقد کے لئے لکھا ہوں سال ہے یہ قبر عبد رحمن خطیب</p>		
	<p>قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم حسین صاحب متوطن کٹر بہ جو مراسلہ تعزیت کے ساتھ جناب خان بہادر حکیم سید عبد المجید عرف منجم میان صاحب نسر زندمرحوم کو روانہ کیا گیا اور اخبار شمس الاخبار مدد رس میں شائع ہوا</p>		
	<p>ایک جہان پر تھا جسکا فیض عظیم ہوا دار البقا میں آج مقیم تیغ غم سے ہمارا دل ہے دو نیم رحم کر اس پر ای خدا تے رحیم</p>		<p>حیف سید حسین عالی شان چھوڑ کر اس سرائے فانی کو اسکے اوصاف یاد آتے ہیں دیکھتے خلد میں جگہ اسکو</p>
	<p>بادشاہ نے لکھا یہ سال وفات گم ہوا آج بے نظیر حکیم</p>		
	<p>قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم عقیل علی صاحب المعروف بہ حکیم سید صاحب غفر اللہ لہ متوطن و مبارکی</p>		
	<p>خلائق کو ہوا صدمہ یہ جانکاہ کہاں پھر پاتین ایسا اللہ اللہ کہ جسکے ڈاکٹر قائل تھے ہر گاہ ہر یک وقف تھے اس سے اور آگاہ محبت مجھے وہ رکھتا تھا دلخوار نہ میں نے لی تجاہل کی کوئی راہ</p>		<p>طیب نامور دنیا سے گزرا خلیق و بامروت تجر بہ کار کمال اسکو تھا تشخیص مرض میں تہا سید صاحب اسکا نام مشہور برق نحس سے افروز دگر رے نہ بخیدہ ہوا مجھ سے کسی دن</p>

<p>تیری رحمت نہیں زہار کو تہا کہ دیم غلہ ہوا سکی گزر گاہ</p>	<p>مکرم سے اپنے یارب بخش ہو محبوب کی دعا ہے یا الہی</p>
<p>جو پوچھا بادشاہ نے سال طلت کہا دل نے غم سید عقیل آہ</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب ساہوکار حاجی محمد بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس</p>	
<p>دنیا کا چلے چھوڑ کے تم مہمورہ تاریخ وفات ہے ہی - معذورہ</p>	<p>ای زوجہ حاجی بادشاہ نامی ہاتھ نے کہا یہ بادشاہ سے فی لغور</p>
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب یے بنی عبدالرحمن صاحب المخلص بہ شاد متوطن و انبساطی</p>	
<p>ہرگز نہیں رہیگا ہرگز نہیں رہا ہے اعمال نیک کا کچھ ہم میں نہیں پتہ ہے رحلت سے زنی سب کو کیا داغ دینگیا ہے اور اسکی دینداری مشہور جا بجا ہے تیری رضا پہ رضی رکھ بس یہی دعا ہے</p>	<p>ہے بے ثبات دنیا دنیا میں کوئی انسان دور و فہ زندگی پر ہے کیا گھنٹہ ہو ایک دوست تھا ہمارا ذی خلق ذی مروت فہم و فہم اسکی علم و لیاقت اسکی صبر و شکیب و یکجہ سب دوستوں کو یارب</p>
<p>ای بادشاہ لکھنؤ تاریخ رحلت اسکی اب انتقال عبدالرحمن شاد کا ہے</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی حسن میان صاحب مرحوم ابن جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پہلواری</p>	
<p>کیا دنیا سے داتے ناکامی اور تپا تھا قوم کا حامی اسکی سحریر میں نہ تھی خامی تہا رگ و پے میں جوش اسلامی ہے عبت ذکر رنج و آلامی</p>	<p>شہ سلیمان کا پسر افسوس زاہد و متقی تھا عالم تھا پختگی اسکی ہر سخن میں تھی حب دین سے دل ہکا تھا مہمور میں رضی رضائے حق پر ہم</p>

خلدین اسکودے جگہ یارب	التجاسے بدرگہ سامی
<p>بادشہ نے لکھا ہے سال وفات آہ داغ حسن میان سپامی</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات نواب خورشیدالنسا بیگم صاحبہ مرحومہ جدۃ نواب سر غلام محمد علی خان بہادر جی سی ای۔ ای۔ پرنس آف آرکاٹ</p>	
دار و دیار سے گئیں دار البقا بذل وجود و لطف و حسان نہیں تھے یک قیامت ہے بپا مدراس میں جنت الفردوس ہو انکا مقام	بیگم والا گہر عالی صفات گویا وہ مصدر یہ سامی مشتقات محرک و غم میں سب دن اور رات احدا ہزرے کرم سے فے نجات
<p>بادشہ نے محمد میں ان کا سال لکھ دیا۔ خورشید بیگم کی مائیت</p>	
ایضاً	
بہترین فوت بیگم خورشید بادشہ معجہ من لکھ دوسال	باعث رنجش قلوب ہے یہ آہ کیا تھیں کسا غروب ہے یہ
<p>قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا الحاج مولوی محمد بشیر صاحب غفر اللہ ساکن و انسابڑی</p>	
وقف تھا کون کسکو تھا معلوم جسہ خدا کیا تھا علم و فضل میں اور بذل وجود میں کسکو نہیں ہے اسکی لیاقت کا ہر طرف تھا وہ قبیلہ پروردی خلق ذی ہم پنیں سال سے متجاوز نہو گا سن تھا حالت مرض میں عجب متفل مزاج	ناگہ ہوئی ممات محمد بشیر کی کیا منم ہی ذات محمد بشیر کی تہرت نہی شش بہتا محمد بشیر کی تھی بات بھی نبات محمد بشیر کی ہے ہی کم حیات محمد بشیر کی اللہ سے تبات محمد بشیر کی

<p>سب دوستوں کو کیوں نہ لایا مگر تو عالم تھا اور حاجی و عابد خدا شناس</p>	<p>فرقت دن اور رات محمد بشیر کی کیونکر نہو نجات محمد بشیر کی</p>
<p>لکھدیجے یہ مصرع تاریخ بادشاہ افسوس اب وفات محمد بشیر کی</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات حاجی بہار الدین صاحب مرحوم متوطن وائس باڑی</p>	
<p>نیک باطن نیک طینت دین کے عاشق نے حیف بے سرائیشہ ہاتھ نے کہا سال و فنا</p>	<p>اندنوں دنیا سے ملک آخرت کی بی ہے راہ رحلت حنت مکان حاجی بہار الدین ۱۳۰۵</p>
<p>ایضا</p>	
<p>وادرینا حاجی الحسین مرد منہی سال اسکا ہاتھ غیبی نے مجھ سے ناگہان</p>	
<p>قطعہ تاریخ وفات ہرنجیسی کنگ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلنڈ و قبضہ ہندوستان آنجنانی</p>	
<p>مضطر معلوم تیری مرگ ہے یک جہاں خرمن دہائے عالم پر گرا دین بجلیاں کیا تروتازہ تھا تیری زندگی کا گلستان کلمہ افسوس سے خالی ہے اب کی زبان اب کہاں ڈھونڈیں کدھر دیکھیں پائین کہاں کی طرف ہے ملک گلنڈ کی طرف ہندوستان تیری شفقت کی نظر بھرتی تھی ہر جا واد ہر طرف سے لارڈ منسٹر کی خدمت میں روان ہم و دانش میں ہی تیری ذات یکتائے زمان چاہتا تھا ہر طرح سے اکلی تو بہبودیان</p>	<p>ای شاہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ مہربان تاریقی آئی کیا لندن سے تیری شوکی موت کی صرصر نے دم بھریں اسے دیو کیا کس کا دل کسکا جگر اس غم سے متاثر نہیں صنعتی ہستی سے ہے گم ہوا تیرا وجود دونوں حصے ملتے ہیں تیرے غم و اندوہ میں گو نہ اپنے عہد میں تو ہند میں آیا مگر تاریقی تعزیت کے کیا لگا تا راندنوں سائے امرا ساکرو زراہین مہراں مر کے تجھ کو بھی یک خاص ہفت اہل ہندوستان سے</p>

تو نے حکیم فارم ہند میں جاری جو کی
ممبری کونسل کا تو نے حق انتخاب
یکڑی کیٹھ کونسل کی ممبری ہی تو نے دی
سنوریش بنگالہ سے عہد میں پیدا ہوئی
انکا پورا انتقام ہوقت پر تو نے لیا
جنگ و خونریزی سے تیری طبع کو نفرت رہا
نقش دلیر مدون پیر بہن اوصاف نیک
با ادب ہم اب بجالاتے ہیں رسم تعزیت
جارج پنجم تیرا جو سرزندہ عالی جا ہے
ہے یقین ہمو رچے بیشک وہ تیرا ہمدرد

ہم رعایا کو بنایا بے نہایت شادمان
ہم مسلمانوں کو بخشا بے لطف بیکران
پائی اہل ہند نے اب تک کہاں یہ عزت شان
ایک مدت تک رہا انجان تو گنگا
حد سے متجاوز ہوئے جب باغیو کے شوخیا
پیس میکر تم کو سب کھتے ہیں عقلائے ریا
عہد والا کی نری کس طرح بھولیں جو بیان
ہم کو ترے خاندان سے ہیں دلی بہر دیا
جانشینی سے ہے اسکی ہمو حاصل عزت شان
تیرے الطاف و نوازش کا ملے اسے نشا

بادشاہ تم پر سناد و مصرع سال وفات

رحلت ایڈورڈ ہفتم شاہ عالی دودمان
۱۹۰۱ء

نظم تاریخی جو جناب حاجی حکیم محمد عبدالباسط صاحب غفر اللہ لہ ابن جناب حاجی حکیم محمد عبدالعزیز صاحب
موطن مدراس کی وفات پر لکھی گئی۔

اللہ اللہ قادر مطلق ہے اسکی پاک ذات
وہ جو کچھ چاہے کرے اسکا مزاج کون ہے
عاجز و ناچار ہم اس کے بن سارے بندگان
اسکی قدرت اسکی عظمت سب سے اعلیٰ ترین
کون میں کیا ہیں ہمارا کچھ بھی ہے نام و نمود
ہم امانت دار سب چیز و نگا مالک ہے وہی
ہمو ہے لازم رہیں ہر وقت راضی بر منسا

اسکے ہی قبضہ میں ہے عالم کی سب موت و حیا
دو جہان محکوم اس کے سپہ حاکم کون ہے
دخل کے کام میں دین ہمو یہ طاقت کہاں
اسکا ہمو منو کوئی نہیں کوئی نہیں
اسکی ہستی کے مقابل کیا ہمارا ہے وجود
لے جو مالک ملک اپنی اسکا شکوہ ا جمعی
صابر و شاکر رہیں رنج و خوشی میں بر ملا

بندگی اپنی ہی اسکی اطاعت ہے یہی
 واقعہ پر در دہک مدر اس من گزرا ہے آہ
 صا باسط نام تھا ایک صاحب مہم و تیسر
 تھا پدر کو نازیہ ہے سرسبز لائق پس
 حاجی احرار من تباوہ اور مرد مستفی
 عمر سی سالہ تھی جسکی نوجوان نیکو خصال
 جسکو تھا اپنے بزرگوں کا بڑا پاس ادب
 طبع میں اس کے منانت اور تھی سنجیدگی
 صحبت بد سے بڑے نفعال سے رہتا تھا دور
 فانی اردو میں نائل میں بہارت جسکو تھی
 ہے مقرر وہ جو انگریزی کمرشل کی کلاس
 اسکی محتاج و مساکین پر تھی شفقت کی نظر
 پارچہ کے تھا تجارت پر وہ مائل بالذم
 تیوین سوال کی تھی یکلیک آئی بلا
 نوجبے شب کے کیا ہے آہ اسنے انتقال
 ماہ ذیقعدہ کی پہلی روز دو شنبہ کا تھا
 آہ وزاری میں ہوئے مصروف سب خورد و کلا
 تھا جگر خستہ پدر اسکا بحال و لشکار
 خاص کر زوجہ کی اس کے غم سے تھی حالت عجیب
 پر کہان دیکھنے میں اسکو ای مرے پروردگار
 کوہ غم سر پر گرا ہے میں سنبھالوں کس طرح

دین و دنیا میں سعادت کی علامت ہے یہی
 جبہ کرتا ہے ہر یک فسوس و حسرت کی نگاہ
 نامور جسکا پدر حاجی حکیم عبد العزیز
 تھا پسر کو خسر یہ اپنا معزز ہے پدر
 و بنداری اس میں تھی پرہیزگاری ہمیں تھی
 جسکی خوش خلقی تھی سب میں بے نظیر فے مثال
 جسکو تھی مد نظر تعظیم انکی روز و شب
 باوجود اپنے نمل کے تھی یکسر عاجزی
 نیک کاموں کی طرف جسکو تھی رغبت بالضرور
 اور انگریزی میں بھی خاصی لیاقت جسکو تھی
 امتحان اس میں دیا اسنے کیا تھا اسکو پاس
 نابعد و انکی کرتا تھا اعانت سرسبر
 اور کوہ میں گزرتا کے تھا تجارت کا مقام
 شکوہ ہمنہ من یعنی ہو گیا وہ مبتلا
 دل پہ سارے اقربا کے دے گیا رنج و ملال
 دفن سب نے آہ کیسے گنج خوبی کو کیا
 درد و رنج و غم کا ہر چہرہ سے ظاہر تھا نشان
 چھٹ گیا تھا بہائیوں سے دامن صبر و قرار
 کہتی تھی مجھ سا نہین دنیا میں کوئی بد نصیب
 دل مرا سوزاں ہے اور میرا کلیجہ داغدار
 زندگی کے اپنے یہ ایام مالوں کس طرح

الغرض نہا جو ارادہ میں خدا کے وہ ہوا
کچھ نہیں چارہ یہاں ہلکے بجز صبر و سکون
روح پر مرحوم کے فضل تو یارب مدام
خوش تارنچ رکھتا ہے اگر کوئی بشر

گریہ و راری سے بے صبری سے بے کما فائدہ
انا للہ کہتے اور انا الیہ راجعون
دیجئے خلد برین میں اسکو اعلیٰ ترست اسم
ہے (قبیل ہضم) یہ تارنچ رحلت محضر

ختم کردے بادشاہ یہ داستان پرالم
غم سے بہر آتا ہے سینہ چل نہیں سکتا قلم

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی عبدالقادر بادشاہ صاحب غفرلہ مدرسہ اول مدرسہ باقیات الصالحات

ناگہان دنیا سے اس نے آخرت کی لی ہے راہ
سارے علمائے زمان کرتے تھے ہکا عز و جاہ
قوم تھی سپر فدا وہ قوم کا تھا حیر خواہ
تہا سہا پر وہ جنوبی ہند کے خشنود ماہ
کم نصیبی کی ہماری اسکی رحلت ہے گواہ
روز روشن ہو گیا انکی نگاہوں بن سیاہ
باگلوں سے بوسے گل زلف ہوئی بے اشتباہ
جنت الفردوس ہوا کے لئے آراں گاہ

فاضل کیتا ادیب باقیات الصالحات
کیا فن تدریس میں حق نے دیا اسکو کمال
اسکے شمع وعظ پر پروانے سب پیر و جوان
ملک میں پہلے ہوئے تھے اسکے انوار فیوض
عالم حیدر پھر ایسا کب نظر آئے ہمیں
اسکے اولاد و افارب کا نہ پوچھو درد و غم
ہے جدا وہ مدرسہ سے جیسے گلشن سے بہا
یا الہی صالحوں میں اسکو تو محشور کر

بادشاہ یہ مصرع تاریخ تم لکھد و لیس
ہو گیا ہے انتقال عبدالقادر بادشاہ

قطعہ تاریخ وفات دختر جناب خلیفہ رکن الدین صاحب ستون تربا تو ر ضلع شمالی آرکائٹ

رکن دین شمع ہدی کی لڑکی
داخل حلیہ زبیدہ ہے ہوئی

ہائے فہوس گئی دنیا سے
بادشاہ نے سن رحلت یہ کہا

تاریخات کتب

قطعہ تاریخ دیوان شاکر تصنیف جناب حاجی محمد عبدالقادر صاحب شاکر ستون دہلوی

صدر جہا یک مسکے محب نے ہیں پیاسے پیاسے شعار اسکے لفظ اور معنی آپس میں ہن یوں دیکھیں بڑھیں اور داد اسکی دین سب	لکھا ہے دیوان کیسا خوش سلوب طرز بیان ہے ہر دلو مرغوب وہ اسکا مفتون یہ ہسکا محبوب لطف سخن ہے جن جن کو مطلوب
--	---

ای بادشہ تم تاریخ لکھ دو دیوان شاکر دلچسپ ہے خوب

قطعہ تاریخ ثنوی نالہ سا کر تصنیف صاحب موصوف

لکھی کیا ثنوی تو نے اے شاکر دل عاشق نہ کیوں حیرت زدہ ہو لکھوں گراں کو بام حسن خوبان	ہوا ظاہر غم دیرینہ عشق سکندر تو ہے یہ آئینہ عشق ہے ہر یک شعر اسکا زینہ عشق
---	--

لکھو ای بادشہ تاریخ اسکی ہے نیکو ثنوی گنجینہ عشق

ایضا

عمرہ ترین ثنوی طبع ہو ہی اندون اہل سخن میں فدا اسکے مضامین پر حسن بیان دیکھ کر جی سے پی چاہتا ہے یہ خدا سے دعا اسکی ہوشہرت دون	کہوں نہ بہ مرغوب دل خلق میں ہو بالعم شمع پہ پروانوں کا رہتا ہے جیسے نجوم لیجئے بڑھکر ابھی دست مصنف کو چوم ہند کی سرحد سے تا مصر و عتبام دروم
---	---

فکر سن طبع جب جھکے ہو بادشاہ دل نے کہا جو ہے الہ شاکر کی مہموم

قطعہ تاریخ زواج منظوم تصنیف جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص عظیم ترموٹن پیارم میٹھ ضلع تاملی رکا

ہرگز ایسا اٹھایا بارِ عظیم
مثلِ شاہدِ ہر جہل گاہِ نظم
آفرینِ مہربا لگا کہنے
گلشنِ امر و نہی حقائقِ مین
یادگارِ مصنفِ ذی جاہ
تأییدِ نہ کیوں رہے بانی

کس نے لکھا زواجِ منظم
جلوہ آرا زواجِ منظم
جس نے دیکھا زواجِ منظم
کمالِ کمیت زواجِ منظم
ہے یہ اعلیٰ زواجِ منظم
تیرا پیر چا زواجِ منظم

باوشہ سال طبع نم لکھ دو
کیا ہے زیبا زواجِ منظم

قطعہ تاریخِ شہنوی نعمۃ توحید تصنیف جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم جمہورِ علوم و صوفیہ

لکھی شہنوی خوب تسلیم نے
مرے طبع نے باوشہ ہر سال

ہر آفرین اور صد مہربا
تصوف کا پاکیزہ دفتر کہا

قطعہ تاریخِ رسالہ ہدایتہ الاخوان تصنیف جناب مولانا الحاج مولوی عبد الہادی صاحبِ توطن و انباری

جناب مولوی الحاج عبد الہادی نام
رسالہ فنِ تجوید اس نے خوب لکھا
ملیکا حشرین خالی سے اسکا اجرِ عظیم
بیانِ ہونیم سے کہاں و صفائے رسالہ کا
نہیں فقط طلبا ہونگے مستفید اس سے
یہ کہہ رہا ہے ہر یک شائقِ فنِ تجوید

یگانہ منتخب عالمانِ دین ہے یہ
دوامِ قابلِ تحسین و آفرین ہے یہ
ذرا بھی شک نہیں واللہ ہم یقین ہے یہ
پیدا ہل نظرِ حرزِ سنا یقین ہے یہ
دروغِ بخش کمالِ معلین ہے یہ
مکانِ دل کیلئے واہ کیا مکین ہے یہ

رقم کیا قلم باوشہ نے مصرع سال

ز ہے ہر ایتِ اخوانِ مومنین ہے یہ

قطعہ تاریخِ کتابِ سکینہ فی انجاء المدینہ تصنیف جناب الحاج محمد صفیۃ اللہ صاحب ہاجر توطن مدرس

اللہ اللہ یہ رسالہ
ہر حرف حسین ہے مثل یوسف
مسجد کا یہ اسکے تذکرہ ہے
خواہاں نہیں اسکا کون مومن
محبوب خدا کے شہر کا حال
یک فاضل دہر کی ہے تالیف
اعمال میں تیری کرای مولف

مطبوع ہو بطور مرغوب
ہر دائرہ گویا چشم یعقوب
جسکی ہمت سے ہم ہیں منسوب
کے دل کو نہیں بہ بطلوب
کیونکر ہو یک جہاں کو مجدوب
اندا زبان ہے کیا خوش بہلوب
بہید ہو ثواب اسکا عہدوب

تاریخ لکھی ہے بادشاہ نے

یہ تحفہ مومنین ہے خوب

قطعہ تاریخ رسالہ النسب معروف بہ تحقیقات فخری تصنیف جناب مولانا الحاج مولوی حکیم سید محمد فخر الدین حسینی

نقذی فخری سیلا پوری مدراس

بہت ہیں یوں تو تصنیفات فخری
یہ توضیحات و تفہیمات فخری
موثر ہوں جو تصنیفات فخری

مسلمانو! یہ سب میں عمدہ تر ہے
دکھائے خوب فرق حق و باطل
عجب کیا ہے نصاریٰ کے دلوں پر

زروئے آفرین ای بادشاہ تم

لکھو تاریخ تحقیقات فخری

قطعہ تاریخ رسالہ البشارات تصنیف مولانا موصوف

وہ ہر نور ہے ظلمات ہے یہہ
ای نصرتیو کیا خرافات ہے یہہ
نہیں ہے شریک ہکا حتی بات ہے یہہ
ہے افضل ترین سب میں کیا ذات ہے یہہ

مقابل ہو توحید تثلیث سے کب
بجلا ایک ہوتین اودین ہوں ایک
سزہ فقط ایک ذات خدا ہے
محمدی خاتم المرسلین ہے

بشارت جتنے ہیں اگلے کتب میں
چہا اندون نسخہ البشارۃ
مولف جو ہکا ہے مولفنا فخری
یہ فاضل ہے سید ہے عالی مرتب
مباحث ہے اعلیٰ مناظر ہے بکتا
ہزار آفرین اسی مولف ہو تجہ پر
موثر ہے طرز بیان باسلاست
جو دیکھے یہ تالیف وہ کہہ اٹھیکا
اسی کو ہیں تبلیغ اسلام کہتے
خدا و بنی تجہ سے راضی نہ کیوں ہو

بمصدق جملہ بشارات ہے یہ
ملکہ بہ انجیل و تورات ہے یہ
سزاوار فخر و مہمات ہے یہ
زہے منبع فیض و برکات ہے یہ
مہ اوج علم و کمالات ہے یہ
نصاری پہ بازی تری مات ہے یہ
دکھایا ہے دن یہ ہے اور رات ہے یہ
بلا شک اہم مہمات ہے یہ
یگانہ بہ جملہ مشوبات ہے یہ
کہ اعظم ترین ہدایات ہے یہ

لکھو بادشاہ سال طبع سالہ
بشارات احمد کا اثبات ہے یہ

نظم

جو جلسہ عام انجمن خیر خواہ عالم گویند پور واقع و انباری کیلئے لکھی گئی تھی

جنڈا موسان گویند پور
برگئی عروشان گویند پور
سارے پیرو جان گویند پور
کیا جارہی میان گویند پور
گویا تن اور جان گویند پور
ہونگے سب دختران گویند پور
زہے زندہ دلاں گویند پور

مرحبا کسان گویند پور
انجمن آپ نے جو کمال
فیض پاتے ہیں جس سے صبح و ساء
مدرسہ ایک از پے نسوان
انجمن اور مدرسہ دونوں
زیور علم سے مزین اب
نام تاحشر کیوں نہ ہو باقی

چندہ دس روپے ماہوار دے نام اکا ہے ٹی امین آکدین اور بھی حسب حوصلہ چندہ اور دیگر محلے والے بھی رسم چندہ سے جو کئے تائید شکر سب معطیوں کا ہے لازم یا الہی ہوتیہ افضل و کرم ترتیب کر بر کرم سے ہوا افزون	ایک عالی نشان گویند پور زبدہ تاج بان گویند پور دے سب عیدگان گویند پور ہو گئے مہربان گویند پور سب میں یہ قدر دان گویند پور آفرین حاسیان گویند پور دبدم پاسبان گویند پور روشن گلستان گویند پور
--	---

میں بھی ہوں بادشاہ انروزون
شاعر خوش بیان گویند پور

رباعیات

سندرجہ ذیل رباعیات مولانا حالی کے مصرعہ پر لکھی گئیں اور رسالہ تعلیم و تہذیب بابت رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ ہجری
میں شائع ہوئیں

جو کام شریعت کے صریحاً ہو خلاف ہے شرع پہ اب ضرورت زمانہ فائق	ہو گانہ ضرورت سے زمانے کے معاف انصاف انصاف آہ انصاف انصاف
---	--

ولہ

کہتا ہے کوئی پردہ نسوان ہے معاف پابند نہیں دین کے دعویٰ دین کا	ترمیم فراموشی میں کسی کو ہے لاف انصاف انصاف آہ انصاف انصاف
---	---

ولہ

اسلاف کے ہم میں نہیں گرچہ اوصاف کہلاتے ہیں آخر تو انہیں کے اخلاف	
---	--

کچھ قد نہیں ہم کو ہے اس نسبت کی	انصاف انصاف آہ انصاف انصاف
سندرجہ ذیل رباعیات اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس میں شائع ہوئی تھیں	
عید آئی ہے تہن ای اہل نظر مبارک	ان صحبت و طرب کا سب براثر مبارک
ہر سمت سے صدایہ کا نہیں آ رہی ہے	عید الفطر مبارک عید الفطر مبارک
ایضاً	
بلبل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک	جان کو بدن مبارک لب کو سخن مبارک
عید الفطر مبارک ہے جیسے مومنوں کو	قومی رپورٹ تکو اہل زمین مبارک
ایضاً	
اودھرم سب کو فرحت عید کی ہے	اودھرم پور و پین تیغ اہل ہی ہے
خوشی اور غم میں دونوں طفل تو ام	خوشی ہے غم میں اور غم میں خوشی ہے
ایضاً	
شاعری کی آرزو رکھتے ہیں ہم دین کثیر	کہنہ طرز شاعری کے ہیں مقلد بے نظیر
یہ نہیں معلوم آزادی ہو کب حاصل ہوں	فرضی مشقوں کے ہم میں زلف چا نہیں
ایضاً	
مقبل کیوں کر ہوں دنیا میں حال شاعری	عشق فرضی کو سمجھتے ہیں کمال شاعری
ہند میں پوچھے کوئی قومی تشرک کا سبب	بے تماشا میں یہ کہہ دو گھاو بال شاعری
ایضاً	
امر معروف سے جدا ہیں ہم	نہیں منکر میں مبتلا ہیں ہم
حشر میں کس طرح سے ہو گی نجات	پارسی سے پارسا ہیں ہم
ایضاً	
دین پر دنیا کبھی غالب نہیں	اسکا شائق ہر کچھ طالب نہیں

ایک ہے یوں دین دنیا کے بغیر	روح یک موجود ہے قالب نہیں
ایضاً	
نم زہود دنیا کے ہر ایک کام میں	پر نہ آؤ دین کے الزام میں
دین و دنیا دونوں ہم کو چاہئے	ہے کہاں رہبانیت اسلام میں
ایضاً	
قومی خدمت مایہ بہبود دین	قوم کے محسن پہ صدہا آفرین
ک طرح بھولیں یہ سرمان خدا	لا یضیع اللہ اجر المحسنین
ایضاً	
جائز کوئی می کو ہے بتا اگر اہ	بے پردہ ہوں نسوان کسی کو ہے چاہ
بازیچہ اطفال بنا ہے مذہب	لاحول ولا قوۃ الا با اللہ
ایضاً	
بے پردی عیسیٰ کا ہے قرآن گو اہ	منکر کما ہو کون غیہ از گراہ
کہتے ہیں یہ ہے خلاف عقل و فطرت	لاحول ولا قوۃ الا با اللہ
ایضاً	
دہر راہ خدا ہے روزہ	دین و ایمان کی جلا ہے روزہ
حال کیا اسکا ہو عہد جس نے	ترک خواہش سے کیا ہے روزہ
ایضاً	
اگر لاکھ بھی جہان میں کما ئیں تو کیا ہوا	جو کچھ ہوا حصر دل وہ یک دن فنا ہوا
عبرت کیو اسلے سخن بس ہے پاؤ شاہ	اقبال کو جو اد لئے تو وہ لا بقا ہوا
ایضاً	
کوئی نعت نہیں دنیا میں مقابل اسکی	لی خالق سے جو عورت تو سخن کو ہی لی

بے خبر میں جو سخن سے میں نہیں کہتا ہوں
ذوق این می نشا سی بخدا تا نہ چشتی

ایضاً

لیگ اور کانگرس پہ گرد غور کی نظر
دختر یہ دونوں ایک ہی ماں کے ہیں
ہر خدایا بچاؤ گرین ممبران لیگ
چہیتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بہر

ایضاً

ای لیگ خلق میں ہے تو مورد عتاب کی
خود غرضیوں نے کیا تری حالت خراب کی
تیرے طمع کاریاں پوشیدہ کیوں رہیں
کہل جاتی ہے اخیر کو زنگت خضاب کی

مضامین نشر

انسان کیلئے مذہبی ضرورت

دنیا میں انسان کی زندگی سے بچہ و بڑیا ضرورتیں وابستہ ہیں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس سے انسان کو ہمیشگی اگر سکین اور اچھلے جاہل کو علم کی ضرورت عالم کو خلاق کو مستفیض بنانے کی ضرورت شاعر کو عمدہ خیالات کی ضرورت بدن کو صحت کی ضرورت گرسند کو طعام کی ضرورت پیاسے کو پانی کی ضرورت مفلس کو مال و زر کی ضرورت تاجر کو سرمایہ کی ضرورت و ہنگام کو آلات کشتکاری کی ضرورت وغیرہ وغیرہ ہم جہاں تک غور کریں بقدر خیال کو بلند کریں ہماری گرد و پیش طرح طرح کی ضرورتیں ہی نظر آ رہی ہیں اگر ایک ضرورت حاصل ہو گئی تو پھر دوسری ضرورت حاصل کرنے کی جستجو رہتی ہے کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں ملتا جو تمام ضرورتوں سے فارغ ہو گیا ہو جہد سے لحد تک ہر انسان کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سوا سوائے چارہ نہیں ہر ضرورت کی ایک حیثیت اور ایک وجہ ہے حیثیت حسب رتبہ بلکہ کلائیہ بننا چاہئے ہمارے مضمون کا عنوان مذہبی ضرورت ہے یہ وہ ضرورت ہے کہ انسان کی کوئی ضرورت اسکے مقابل ہو نہیں سکتی تمام ضرورتوں پر مقدم تمام حاجتوں سے بڑھ کر ہے تو بس یہی ہے یہ وہ ضرورت ہے جسکے لئے صدا ہزارا انبیائے کرام دنیا میں مبعوث ہوئے یہ وہ ضرورت ہے جس پر ہمارے روحانی اور جسمانی اصلاح کا انحصار ہے یہ وہ ضرورت ہے جس پر دنیا و دین کی تمام خوبیوں کا دار و مدار ہے